

جو انان شیعہ کوراہ حق پر گامزن کرنے والے چند سوالات

وہ اہم سوالات متلاشیان حق نوجوانوں کوراہ حق
سے ہم کنار کرنے میں بڑا عظیم کردار ہے!

جمع و اعداد

سیمان بن صالح الحشراشی

ترجمہ و توضیح

فضل الرحمن رحمانی السندوی

فیصل حب امام اسلامیہ مدینہ منورہ

شیعیت کی حکایات

6	مقدمہ *
12	سوالات کے جھروکوں سے جوابات کی کرنیں *
14	سوال ۱ *
14	سوال ۲ *
14	سوال ۳ *
15	سوال ۴ *
17	سوال ۵ *
20	سوال ۶ *
21	سوال ۷ *
22	سوال ۸ *
23	سوال ۹ *
23	سوال ۱۰ *
25	سوال ۱۱ *
25	سوال ۱۲ *
26	سوال ۱۳ *
26	سوال ۱۴ *
26	سوال ۱۵ *
27	سوال ۱۶ *
27	سوال ۱۷ *
28	سوال ۱۸ *
28	سوال ۱۹ *
28	سوال ۲۰ *
29	سوال ۲۱ *
30	سوال ۲۲ *
30	سوال ۲۳ *
30	سوال ۲۴ *

31	- - - - -	سوال ۴۵
32	- - - - -	سوال ۴۶
33	- - - - -	سوال ۴۷
34	- - - - -	سوال ۴۸
34	- - - - -	سوال ۴۹
35	- - - - -	سوال ۳۰
35	- - - - -	سوال ۳۱
36	- - - - -	سوال ۳۲
36	- - - - -	سوال ۳۳
37	- - - - -	سوال ۳۴
37	- - - - -	سوال ۳۵
37	- - - - -	سوال ۳۶
37	- - - - -	سوال ۳۷
38	- - - - -	سوال ۳۸
38	- - - - -	سوال ۳۹
39	- - - - -	سوال ۴۰
41	- - - - -	سوال ۴۱
42	- - - - -	سوال ۴۲
42	- - - - -	سوال ۴۳
42	- - - - -	سوال ۴۴
42	- - - - -	(۱) الجامعۃ:
43	- - - - -	(۲) صحیفۃ الناموس:
43	- - - - -	(۳) صحیفۃ العبیطۃ:
44	- - - - -	(۴) صحیفۃ ذؤابة السیف:
45	- - - - -	(۵) صحیفۃ علی:
45	- - - - -	(۶) صحیفۃ الجفر:
46	- - - - -	(۷) مصحف فاطمہ:
47	- - - - -	(۸) توراة اور انجیل وذبور:

48	سوال ۴۵
48	سوال ۶۴
48	سوال ۶۷
48	سوال ۶۸
49	سوال ۶۹
50	سوال ۵۰
50	سوال ۵۱
50	سوال ۵۲
51	سوال ۵۳
51	سوال ۵۴
52	سوال ۵۵
57	سوال ۵۶
58	سوال ۵۷
58	سوال ۵۸
59	سوال ۵۹
59	سوال ۶۰
61	سوال ۶۱
62	سوال ۶۲
63	سوال ۶۳
63	سوال ۶۴
64	سوال ۶۵
64	سوال ۶۶
65	سوال ۶۷
65	سوال ۶۸
66	سوال ۶۹
66	سوال ۷۰
66	سوال ۷۱
67	سوال ۷۲

67	سوال ۷۳
68	سوال ۷۴
69	سوال ۷۵
69	سوال ۷۶
69	سوال ۷۷
71	سوال ۷۸
72	سوال ۷۹
74	سوال ۸۰
75	سوال ۸۱
76	سوال ۸۲
78	سوال ۸۳
78	سوال ۸۴
79	سوال ۸۵
79	سوال ۸۶
79	سوال ۸۷
80	سوال ۸۸
80	سوال ۸۹
81	مہدی کی ولادت کب ہوئی:-
81	رحم مادر میں اس کے استقرار کی کیا کیفیت تھی؟
81	والدہ کے پیٹ سے کس کیفیت میں پیدائش ہوئی؟:-
81	اس کی نشوونما کیسے ہوئی؟
81	اس کا قیام کہاں ہے؟
82	وہ کس حال میں ظہور پذیر ہوں گے؟ بوڑھے یا نوجوان؟
83	ان کی حکومت کی کتنی مدت ہوگی؟
83	امام کے غائب رہنے کی کتنی مدت ہے؟
84	سوال ۹۰
85	سوال ۹۱
89	سوال ۹۲

89	سوال ۹۳
90	سوال ۹۴
91	سوال ۹۵
91	سوال ۹۶
91	سوال ۹۷
91	سوال ۹۸
91	سوال ۹۹
92	سوال ۱۰۰
92	سوال ۱۰۱
92	سوال ۱۰۲
93	سوال ۱۰۳
93	سوال ۱۰۴
94	سوال ۱۰۵
94	سوال ۱۰۶
94	سوال ۱۰۷
95	سوال ۱۰۸
95	سوال ۱۰۹
96	سوال ۱۱۰
96	سوال ۱۱۱
97	سوال ۱۱۲
97	سوال ۱۱۳
98	سوال ۱۱۴
98	سوال ۱۱۵
99	سوال ۱۱۶
99	سوال ۱۱۷
100	سوال ۱۱۸
100	سوال ۱۱۹
101	سوال ۱۲۰

101	سوال ۱۴۱	✿
102	سوال ۱۴۲	✿
102	سوال ۱۴۳	✿
103	سوال ۱۴۴	✿
103	سوال ۱۴۵	✿
103	سوال ۱۴۶	✿
104	سوال ۱۴۷	✿
104	سوال ۱۴۸	✿
104	سوال ۱۴۹	✿
104	سوال ۱۵۰	✿
105	سوال ۱۵۱	✿
105	سوال ۱۵۲	✿
106	سوال ۱۵۳	✿
106	سوال ۱۵۴	✿
107	سوال ۱۵۵	✿
108	سوال ۱۵۶	✿
108	سوال ۱۵۷	✿
109	سوال ۱۵۸	✿
110	سوال ۱۵۹	✿
110	سوال ۱۶۰	✿
111	سوال ۱۶۱	✿
111	سوال ۱۶۲	✿
112	سوال ۱۶۳	✿
112	سوال ۱۶۴	✿
113	سوال ۱۶۵	✿
113	سوال ۱۶۶	✿
113	سوال ۱۶۷	✿
114	سوال ۱۶۸	✿

115-----	سوال ۱۴۹	✿
115-----	سوال ۱۵۰	✿
116-----	سوال ۱۵۱	✿
116-----	سوال ۱۵۲	✿
117-----	سوال ۱۵۳	✿
117-----	سوال ۱۵۴	✿
117-----	سوال ۱۵۵	✿
117-----	سوال ۱۵۶	✿
118-----	سوال ۱۵۷	✿
119-----	سوال ۱۵۸	✿
119-----	سوال ۱۵۹	✿
120-----	سوال ۱۶۰	✿
120-----	سوال ۱۶۱	✿
121-----	سوال ۱۶۲	✿
121-----	سوال ۱۶۳	✿
121-----	سوال ۱۶۴	✿
122-----	سوال ۱۶۵	✿
122-----	سوال ۱۶۶	✿
122-----	سوال ۱۶۷	✿
123-----	سوال ۱۶۸	✿
123-----	سوال ۱۶۹	✿
123-----	سوال ۱۷۰	✿
124-----	سوال ۱۷۱	✿
124-----	سوال ۱۷۲	✿
126-----	سوال ۱۷۳	✿
129-----	سوال ۱۷۴	✿
130-----	سوال ۱۷۵	✿

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو اپنے نبی ﷺ کو یہ کہہ رہا ہے:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ (الأنعام: ١٥٣)

”اور بلاشبہ میری سیدھی راہ یہی ہے تم سب اسی پر چلے آؤ اور دوسرے راستوں پر نہ پڑ جانا کہ وہ تمھیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ افْتَرَقُوا عَلَىٰ اِحْدَى وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفَرَّقَ أَمَّتِي عَلَىٰ ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً قِيلَ وَمَا هِيَ يَا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ))

”بے شکِ! یہ اسرائیل اکہتر گروہوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر گروہوں میں بٹ جائے گی۔ سبھی دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ ایک کون سا ہو گا؟ تو فرمایا: ”جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔“

یہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ تکوینی میں سے تھا کہ مسلمان مختلف مذاہب اور مساکن میں بٹ جائیں گے ان میں سے بعض، بعض کا دشمن بن کو اس کے خلاف چالیں چلے گا یہ معاملہ اس وقت درپیش ہو گا جب وہ اپنے اختلافات کے وقت ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہوئے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کو پس پشت ڈال دیں گے بلکہ اللہ کے حکم کی سراسر خلاف ورزی ان

کا شیوه زندگی بن جائے گا۔ جب کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَّ عَتْمَمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُودُهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ
تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (۵۹: النساء)

”اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا وہ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار ان جام کے بہت اچھا ہے۔“

امت کی وحدت اور شیرازہ بندی کے خواہاں حضرات پر لازم ہے کہ اس امت کو حق پر جمع کرنے کے لیے محنت اور لگن سے کام کریں اور اسے اسی نجح پر استوار کرنے کا عزم کر لیں جس نجح پر وہ عہد نبوی ﷺ میں بطور عقیدہ، شریعت اور اخلاق آراستہ تھی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران: ۱۰۳۳)

”اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور اختلاف و افتراق نہ کرو۔“

الہذا اہم ترین کام یہ ہے کہ جو فرقے کتاب و سنت سے بہت دور ہیں ان کے پیروکاروں کے انحرافات کو واضح کیا جائے کیونکہ یہی انحرافات ہدایت کی راہ میں حائل ہیں الہذا اہم نے مناسب سمجھا ہے کہ شیعہ کے فرقہ اثناعشریہ کے نوجوانوں کی خدمت میں چند سوالات اور ان کے مختصر جوابات پیش کیے جائیں تاکہ ان میں عقل منداور ذی شعور حق کی طرف راجع ہوں، کیونکہ جب وہ ان سوالات پر غور و فکر کریں گے ان کے سامنے کوئی راہ فرار ہوگی اور نہ ہی ان سے چھٹکارا ممکن ہوگا الہذا وہ لازماً کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو سینہ سے لگائیں گے جس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

ہمیں وہ جرأت مندانہ اقدام واقعی بڑا پسند آیا ہے جس کو متلاشیان حق شیعی بھائیوں میں سے ایک بھائی نے اختیار کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے راہ حق کی ہدایت سے ہمکنار کیا۔ اور اس

نیکم را ہی سے ہدایت پر گامزن ہونے کی داستان اپنی کتاب میں بیان فرمائی اس کتاب کا نام ہے
(ربحت الصحابہ..... ولم أخسر آل البيت)

اللہ تعالیٰ مؤلف کتاب کو استقامت نصیب فرمائے کیونکہ اپنے اس انتخاب میں کامیاب و با مراد ہیں۔ معلوم ہوتا ہے توفیق الہی اس کے شامل حال ہے ایک سچا اور پاک مسلمان بیک وقت آل بیت کی محبت اور صحابہ کرام عَنْ اللَّهِ کی محبت کو اپنے دل میں جمع رکھتے ہوئے کوئی تنگی نہیں پاتا ہے۔ درحقیقت اس نے ہمارے سامنے اس عیسائی کی یاد تازہ کر دی ہے جس نے اپنے اسلام قبول کرنے کے بعد ایک کتاب تصنیف کی تھی اور اس کا بعینہ یہی عنوان رکھا تھا [ربحت محمدًا] ولم أخسر عیسیًّا علیه السلام۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعے سے شیعہ نوجوانوں کو نفع مندی کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو ان کے لئے خیر کی کنجی بنائے آخر میں میں یہ یاد کروائے دیتا ہوں کہ حق کی طرف رجوع، باطل کی لامتناہی موجود میں تپھیرے کھاتے رہنے سے بہتر ہے ان میں ایک ایسا فرد جو کتاب و سنت کا صحیح معنوں میں پیروکار ہو، اس راہ پر گامزن ہو جانے پر وہ شاداں و فرحان بھی ہو، کتاب و سنت کی ترویج اس کا شعار زندگی ہو وہ اجر و ثواب اور اپنے مقام و شرف کے اعتبار سے ان لاکھوں اہل سنت سے بہتر ہے جو ہو و لعب میں مست دنیا کے متواں ہیں، دین سے بیزار شہوات نفسانی میں سرگردان، مادیت کی محبت میں غرق ہو کر شکوہ و شبہات کی دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے ہیں:

﴿مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفُرٌ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فِلَانْفُسِهِمْ يَبْهَدُونَ﴾

(الروم: ۴۴)

”کفر کرنے والوں پر ان کے کفر کا و بال ہو گا اور نیک کام کرنے والے اپنی ہی آرام گاہ سنوار رہے ہیں۔“

واللہ اعلم، وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

سوالات کے جھروکوں سے جوابات کی کرنیں

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ امام معصوم ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی صاحبزادی ام کلثوم علیہ السلام ① کی شادی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں جو کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی حقیقی بہن ہیں۔ یہ کیسا تضاد ہے؟ شیعہ حضرات اپنے اس اعتراف کی بنیاد پر دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو قبول کرنے پر مجبور ہیں۔

سوال ۱: حضرت علی رضی اللہ عنہ غیر معصوم ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی کافر سے کی ہے! اور یہ چیز شیعہ مذہب کے عقائد اساسی کے منافی ہے۔ بلکہ اس بات سے یہ بھی پتہ چلا کہ کوئی امام بھی معصوم نہیں کیونکہ وہ بھی تو انہی کی اولاد میں ہے۔

سوال ۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برضا ورغبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا داماد بنایا ہے، لہذا یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی بین دلیل ہے۔

سوال ۳: شیعہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو کافر گردانتے ہیں، ہمارے لئے تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو کہ شیعوں کے نزدیک امام معصوم ہیں، نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کو بسر و چشم قبول کرتے ہوئے یکے بعد یگرے دونوں کی بیعت بھی کی ہے۔

❶ اس شادی کا اعتراف شیعوں کے مشائخ میں سے کلینی نے ”الكافی فی الفروع“ میں۔ طوی نے تہذیب الأحكام باب عدد النساء ۸/۱۴۸ اور ۲/۳۸۰ پر۔ المازنداری نے ”مناقب آل ابی طالب“ میں ۲/۳۲۲ میں۔ العاملی نے ”مسالك الافهام، کتاب النکاح“ میں۔ مرتضی علم المحدثی نے ”الشافی ص ۱۱۶“ پر۔ ابن ابی الحدید نے ”شرح نهج البلاغة ۳/۱۲۴“ پر۔ لارڈ بیلی نے ”حدیقة الشیعہ ص ۲۷۷“ پر اور شوشتري نے ”محالس المؤمنین“، ص ۷۶، ۸۲ میں۔ اور مجلسی نے ”بخار الأنوار، ص: ۶۲۱“ اس کا ذکر کیا ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے ابو معاذ الأسماعیلی کے زواج عمر بن الخطاب من ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب۔ حقیقتہ لا افتر عاً، نارسالہ کا مطالعہ کریں۔

اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غیر معصوم تھے کیونکہ انہوں نے (بقول شیعہ) ظالم دھوکے باز اور کافروں کی بیعت کی اور ان دونوں کے منصب خلافت کا بذات خود اقرار بھی کیا؟ یہ چیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عصمت کو نیست و نابود کرنے والی ہے اور ظالم کو ظلم کے لئے شہدینے والی بھی ہے جب کہ ایسی حرکت کسی صورت میں بھی معصوم سے سرزنشیں ہو سکتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ موقف منی بر صواب ہے کیونکہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں مومن صادق ہیں، دونوں ہی رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور دونوں ہی عدل و انصاف کا پیکر ہیں مذکورہ جواب سے پتہ چلا کہ شیعہ حضرات، حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی تکفیر اور ان پر لعن و طعن اور گالی گلوچ کرنے میں اور ان دونوں کی خلافت سے عدم رضا مندی کے اظہار میں اپنے امام کے مخالف ہیں۔ یہاں ہم مذکورہ قضیہ میں حیرت و استجواب کا شکار ہو جاتے ہیں کیا ہم ابو الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی راہ اختیار کریں یا ان گنہگار و بد کردار شیعوں کا طریقہ اپنا کیں؟

سوال ۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی وفات کے بعد کئی عورتوں سے شادی کی ہے اور ان سے کئی بیٹی اور بیٹیاں بھی پیدا ہوئے جن میں سے درج ذیل اسماء قابل ذکر ہیں:

- ۱۔ عباس بن علی بن ابی طالب
- ۲۔ عبد اللہ بن علی بن ابی طالب
- ۳۔ عثمان بن علی بن ابی طالب

ان لوگوں کی والدہ کا نام ام البنین بنت حرام بن دارم ہے۔ ①

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل بیٹوں کا ذکر بھی کتب تاریخ میں ہے:

- ۴۔ عبید اللہ بن علی بن ابی طالب
- ۵۔ ابو بکر بن علی بن ابی طالب

ان دونوں کی والدہ کا نام لیلی بنت مسعود الدارمیۃ تھا۔ ②

① كشف الغمة في معرفة الأئمة) لعلی الاربلي: ۶۶/۲.

② نفس المصدر (۶۶/۲)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے ناموں میں سے یہ بھی ہیں:

۷۔ یحییٰ بن علی بن ابی طالب ۸۔ محمد اصغر بن علی بن ابی طالب

۹۔ عون بن علی بن ابی طالب

یہ تینوں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ^۱ کے صاحبزادے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں مندرجہ ذیل نام بھی ہیں:

۱۰۔ رقیہ بنت علی بن ابی طالب۔

۱۱۔ عمر بن علی بن ابی طالب، جو ۳۵ سال کی عمر میں انتقال کر گئے تھے۔

ان دونوں کی والدہ کا نام ام حبیب بنت رہبیعہ تھا۔ ^۲

۱۲۔ ام الحسن بنت علی بن ابی طالب

۱۳۔ رملہ الکبری

ان دونوں کی والدہ کا نام ام مسعود بنت عروہ بن مسعود اشتفی تھا۔ ^۳

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی باپ اپنے جگر گوشہ کا نام اپنے دشمن کے نام پر رکھ سکتا ہے؟ ہمیں تعجب ہے کہ ایسا باپ جو غیرت و حمیت کا پیکر تھا۔ اپنے بیٹوں کو کیونکر ان مذکورہ ناموں سے موسوم کر سکتا ہے؟ ہم شیعہ حضرات سے پوچھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو ان لوگوں کے ناموں سے کس طرح موسوم کر سکتے ہیں؟ جن کو تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن گردانتے ہو؟ کیا یہ بات باور کی جاسکتی ہے کہ ایک عقل مند انسان اپنے احباب و اقرباء کے نام اپنے دشمنوں کے ناموں پر رکھ سکتا ہے تاکہ ان کا نام زندہ جاویدر ہے؟

یہ بات بھی معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قریش خاندان کے سب سے پہلے فرد ہیں جنہوں نے اپنے بیٹوں کے نام ابو بکر، عمر اور عثمان رکھے ہیں؟ اگر انہیں ان ناموں سے بعض ہوتا تو وہ

^۱ نفس المصدر۔

^۲ کشف الغمة فی معرفة الائمه ، لعلی الاربیلی : ۶۶ / ۲ .

^۳ نفس المصدر۔

اپنے بیٹوں کو ان ناموں سے کیوں موسوم کرتے؟

نهج البلاغہ جو شیعوں کے نزدیک معتبر کتاب تسلیم کی جاتی ہے، کا مؤلف بیان کرتا ہے کہ علیؑ نے خلافت سے استغفار دے دیا اور استغفار دیتے وقت آپؑ نے یہ فرمایا تھا کہ میری جان چھوڑو! اور میرے علاوہ کسی اور کو اس منصب کے لئے تلاش کرو۔ ①

یہ فرمان مذہب شیعہ کے بطلان پر دلالت کرتا ہے جس کے شیعہ حضرات قائل ہیں، یہ بات کیسے ممکن ہے کہ حضرت علیؑ خلافت سے استغفار دیکر دست بردار ہو؟ جبکہ ان کو امام وقت کے منصب پر فائز کرنا اور خلیفۃ وقت کا عہدہ دینا۔ بقول شیعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض عین لازمی حکم ہے اور وہ حضرت ابو بکرؓ سے اس کا مطالبہ بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ تمہارا شیعہ حضرات کا خیال ہے۔

سوال ۵:.....شیعوں کا عقیدہ ہے کہ جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہ بتوںؓ کی حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں بے عزتی اور بے حرمتی کی گئی حتیٰ کہ زد و کوب کے دوران میں ان کی پسلی توڑ دی گئی ان کے گھر کو جلانے کی کوشش کی گئی اور ان کے جنین کو ساقط کر دیا گیا جس کا انہوں نے محسن نام بتایا ہے،

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ کی زوجہ محترمہ کے ساتھ اس طرح کا حادثہ پیش آیا تو حضرت علیؑ کہاں بیٹھے رہے۔ انہوں نے اپنی بیوی کی بے حرمتی کا بدله تک نہیں لیا جبکہ حضرت علیؑ شجاعت و بہادری میں اپنی مثال آپؑ تھے۔ کمال حیرت ہے کہ اتنا سانحہ ہو جانے کے باوجود ان کی غیرت و حمیت کو جوش تک نہیں آیا؟

تاریخ شاہد ہے کہ کتنے کبار صحابہ کرامؓ نے اہل بیت نبی ﷺ سے رشتہ مصاہرات جوڑا۔ اس خاندان عالی شان میں شادی بیاہ کیے اور اپنی بیٹیوں کو بھی اس خاندان میں دیا۔ خصوصاً شیخین نے اس خاندان میں شادی بیاہ کر کے آل بیت ﷺ سے اپنے تعلقات کو مستحکم رکھا۔ ان

① ملاحظہ ہو: (نهج البلاغہ ص ۱۳۶) اور (ص ۳۶۶-۳۶۷) اور (ص ۳۲۲)۔

حقائق کو مورخین و اہل سیر نے با تفاصیل بیان کیا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے عالیہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ سے شادی کی اور یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا رشتہ تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیا۔ دنیا آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کے لقب سے پکارتی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابیان بن عثمان رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے شادی کی۔ ام قاسم بنت احسان بن احسان بن علی بن ابی طالب کی بیٹی مروان بن ابیان بن عثمان کی زوجیت میں تھیں۔ زید بن عمرو بن عثمان کے عقد میں سکینہ بنت حسین تھیں۔

ہم صحابہ کرام میں سے صرف خلفاء تیلہ کے ذکر پر اتفاقاً کریں گے ورنہ خلفاء تیلہ رضی اللہ عنہم جمیعین کے علاوہ اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کا اہل بیت علیہ السلام سے سر ای تعلق تھا جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اہل بیت اور صحابہ کرام کا آپس میں رشتہ و ناطہ تھا۔ ①

شیعہ حضرات کے معتمد علیہ مصادر و مراجع میں منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹی کا نام، جو آپ کی بیوی لیلی بنت مسعود کے بطن سے تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بی بی ہاشم میں وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے اپنے بیٹی کو اس نام سے موسوم کیا ہے۔ ② حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹیوں کے یہ نام رکھے تھے:

۱۔ ابو بکر ۲۔ عبد الرحمن ۳۔ طلحہ ۴۔ عبد اللہ۔ ③

علاوہ ازیں حسن بن علی ④ نے اپنے بیٹیوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں سے موسوم کیا تھا موسیٰ کاظم نے اپنی صاحبزادی کا نام عائشہ رکھا تھا۔ اہل بیت رسول ﷺ میں کچھ

① جو شخص اہل بیت رسول ﷺ سے دامادی و رشتہوں کے سلسلہ میں تفصیل چاہتا ہواں کو کتاب ”الدر المنشور من تراث اہل البت“ کا مطالعہ کرنا چاہیے اس میں ہمارے بیان کردہ مواد کے علاوہ بھی کافی و شافی بیان موجود ہے۔

② مقاتل الطالبين۔ لا بی الفرج الاصبهانی الشیعی ص: ۹۱ اور تاریخ البیعقوبی الشیعی ص: ۲۱۳/۲۔

③ التنبیه والاشراف للمسعودی الشیعی، ص: ۲۶۳۔

④ مقاتل الطالبين لا بی الفرج الاصبهانی الشیعی، ص ۱۸۸ طبعة دار المعرفة

لوگوں نے از راہ محبت اپنی کنیت ابو بکر رکھ کر کی تھی اگرچہ ان کا نام کچھ اور تمثیل کے طور پر حضرت زین العابدین بن علی^۱ اور علی بن موسی الرضا^۲ نے اپنی اپنی کنیت کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نام سے موسم کر رکھا تھا۔

اب ہم ان لوگوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں جنہوں نے اپنے بیٹوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے موسم کر کے پکارا تھا۔ ان میں بھی سرفہرست حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نامی آتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عمر الاکبر رکھا تھا جو حضرت ام حبیب بنت ربیعہ رضی اللہ عنہا کے طلن سے تھے بالطف کے مقام پر اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی معیت میں ان کی شہادت کا حادثہ پیش آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دوسرے بیٹے کا نام عمر الاصغر رکھا تھا۔ ان کی والدہ کا نام الصہباء التغلبیہ رضی اللہ عنہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں طویل زندگی سے نوازا تھا اور انہوں نے اچھی خاصی زندگی پائی اور اپنے بھائیوں کی شہادت کے بعد ان کے صحیح وارث اور جانشین کہلانے۔^۳

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دو بیٹوں میں سے ایک کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے موسم کر رکھا تھا۔^۴

حضرت علی بن الحسین بن علی^۵، علی زین العابدین موسی کاظم، حسین بن زید بن علی، اسحاق بن الحسن بن علی بن الحسین، حسن بن علی بن الحسن بن الحسین بن الحسن نے اپنے آبا و اجداد کی سنت کو زندہ رکھا اور اپنے بیٹوں کو خلیفہ ثانی کے اسم گرامی سے موسم کر کے ان سے اپنے تعلق کا ثبوت

^۱ کشف الغمة لاربی ۲/۳ - ۵ نفس المصدر (۲/۳۱۷)۔

^۲ مقاتل الطالبين لا بی الفرج الاصبهانی الشیعی ص ۵۶۱ - ۵۶۲ طبعة دار المعرفة۔

^۳ ملاحظہ ہو: الارشاد للمفید ص ۳۵۴ - معجم رجال الحديث للخوئی ۱/۱۳ ص ۵۱ و مقاتل الطالبين لا بی الفرج الاصبهانی ص ۸۴ طبعة بيروت و عمدة الطالب: ص ۳۶۱ طبعة النجف وجلاء العيون ص ۵۷۰۔

^۴ ملاحظہ ہو: الارشاد للمفید ص ۱۹۴، منتهی الآمال ج ۱ ص ۲۴۰ عمدة الطالب ص ۸۱ جلاء العيون للمجلسی ص ۵۸۲ معجم رجال الحديث للخوئی ج ۱۳ ص ۲۹ کشف الغمة ۲/۲۹۴۔

^۵ الارشاد للمفید ۲/۱۵۵، و کشف الغمة ۲/۲۰۱۔

پیش کیا۔

ان کے علاوہ اسلاف کی ایک طویل فہرست ہے لیکن اندریشہ طوالت کے باعث ہم صرف اہل بیت میں سے انہی متقد مین کے ذکر پر ہی اکتفا کر رہے ہیں۔ ①

جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جنہوں نے اپنی بیٹیوں کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھ کر آل بیت سے محبت کا ثبوت دیا ہے ان میں حضرت موسیٰ کاظم ② اور علی بن الحادی کا نام نامی سرفہرست ہے۔ ③

یہاں پر ہم صرف ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذکر پر اکتفا کریں گے۔

سوال ۶: کلینی نے کتاب لکافی میں ذکر کیا ہے کہ ائمہ علیہم السلام جانتے ہیں کہ وہ کب مریں گے اور جب مریں گے اپنے اختیار سے ہی مریں گے ④ مجلسی اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ کوئی ایک امام ایسا نہیں ہے جو فوت ہوا ہو بلکہ ان میں سے ہر ایک مقتول ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوا ہے۔ ⑤

یہاں ہم شیعہ برادری سے پوچھنا چاہیں گے کہ اگر آپ کے امام علم غیر جانتے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اس بات کا پتہ تھا کہ انہیں کھانے کے لئے دسترخوان پر کیا پیش کیا جا رہا ہے لہذا اگر کھانے پینے کی چیز تھی تو یہ بات بھی ان کے سابقہ علم میں تھی کہ یہ کھانا زہر یا لالہ ہے جس سے بچنا چاہیے۔ علم کے باوجود ان کا اس کو کھانا اور اس کو کھانے سے پرہیز نہ کرنا تو خودکشی ہے کیونکہ انہوں نے جان بوجھ کر زہر یا لالہ کھانے سے اپنے آپ کو لقمہ اجل بنایا ہے گویا وہ خودکشی

① مزید تفصیل کے لئے مقاتل الطالبین، الدر المنشور، ص ۶۵ - ۶۹ تالیف علاء الدین المدرس ملاحظہ فرمائیں۔

② الارشاد ص ۳۰۲۔ الفصول المهمة، ۲۴۲، ۲۶/۳۔ کشف الغمة،

③ الارشاد المفید، ۳۱۲/۲۔

④ اصول الكافی للکلینی، ۱/۲۵۸، اور کتاب: الفصول المهمة، للحر العاملی، ص ۱۵۵۔

⑤ بحار الانوار: ۴۳/۴۶۴۔

کرنے والے ہوئے حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اس بات سے متنبہ فرمادیا ہے کہ خود کشی کرنے والا آگ کا ایندھن ہے۔ کیا شیعہ حضرات اپنے آئمہ کے اس انجام سے راضی ہیں؟

سوال ۷ :..... حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت سے ایسے موقع پر دستبرداری اور مصالحت کا اعلان کیا تھا، جس وقت ان کے پاس جان ثار بھی موجود تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ جاری کھانا بھی ممکن تھا۔ اس کے برخلاف آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے خلاف اپنے چنداقارب کے ساتھ جنگ کو ترجیح دی۔ جبکہ باعتبار وقت، آپ رضی اللہ عنہ کے لیے زمی اور مصلحت اندیشی کا پہلو اختیار کرنا زیادہ مناسب تھا۔

مذکورہ صورت حال اس نتیجے سے خالی نہیں کہ دونوں بھائیوں میں سے ایک حق پر تھا اور دوسرے غلطی پر، یعنی اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا لڑنے کی صلاحیت کے باوجود اپنے حق سے دستبرداری اختیار کرنا برق حق ہے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مصالحت کا امکان ہوتے ہوئے اور طاقت و قوت سے تھی دامن ہونے کی وجہ سے خروج کرنا باطل ہو گا اور اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کمزوری اور ناتوانی کے باوجود خروج کرنا برق حق تھا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قوت کے باوجود مصالحت اختیار کرنا اور اپنے حق خلافت سے دستبردار ہونا باطل ہو گا۔

اس سوال کا شیعہ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے کیونکہ اگر وہ یہ کہیں کہ حضرات حسین رضی اللہ عنہ دونوں ہی حق پر تھیت و انہوں نے اجتماع ضدین کا ارتکاب کیا۔

اور اگر وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے فعل کے بطلان کی بات کرتے ہیں تو ان کے قول سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی امامت کا بطلان لازم آتا ہے اور ان کی امامت کے باطل ہونے سے ان کے والد علی رضی اللہ عنہ کی امامت اور عصمت خود بخود باطل ہو جاتی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں وصیت کی تھی اور شیعہ کے مطابق امام معصوم اپنے جیسے معصوم شخص کے لئے ہی وصیت کر سکتا ہے ہے۔

اور اگر وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فعل کے بطلان کی بات کرتے ہیں تب بھی ان کے لئے

مفرنہیں ہے کیونکہ ان کے اس قول سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی امامت و عصمت پر زد پڑتی ہے اور ان کی امامت اور عصمت کے باطل قرار پانے سے ان کے تمام بیٹوں اور کی ساری اولاد کی امامت اور عصمت باطل ہو جاتی ہے کیونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دم سے ہی ان کی ذریت کی امامت و عصمت قائم ہے جب اصل کا بطلان ہو گیا تو فرع خود بخود باطل ہو گئی۔

سوال ۸ : شیعہ کے مشہور عالم کلینی نے اپنی کتاب الکافی ^۱ میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم سے ہمارے کئی ساتھیوں نے حضرت ابو بصیر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں ایک مرتبہ ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے ان سے عرض کیا میں آپ علیہ السلام پر قربان جاؤں، دراصل میں آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہیں کوئی ہماری سرگوشی سن تو نہیں رہا ہے؟ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے پردہ گرا دیا، پھر ابو بصیر کو مناطب کر کے ارشاد فرمایا: کہ اے ابو محمد! اب تمہارے جی میں جو آئے پوچھو۔ میں نے کہا میں قربان جاؤں آپ پر..... اس کے بعد آپ علیہ السلام نے تھوڑی دیر کے لئے سکوت اختیار کیا پھر فرمایا: ہمارے پاس مصحف فاطمہ علیہ السلام ہے اور ان کو کیا پتہ کہ مصحف فاطمہ علیہ السلام کیا ہے؟ ابو بصیر نے کہا میں نے استفار کیا! مصحف فاطمہ علیہ السلام کیا ہے؟ فرمایا: یہ وہ مصحف ہے جس میں تمہارے اس قرآن کے تین گنازیادہ مواد موجود ہے اور تمہارے قرآن کا اس میں ایک حرف بھی موجود نہیں ہے بصر نے کہا میں نے کہا یہی تو علم ہے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مصحف فاطمہ کی خبر تھی؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مصحف فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خبر نہیں تھی تو آل بیت کو اس کی خبر کیسے پہنچی؟ حالانکہ آپ تو اللہ کے رسول تھے؟ بالفرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر تھی تو آپ نے اس کو اپنی امت سے کیوں مخفی رکھا؟ جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلَغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا

بَلَّغَتِ رِسَالَتَهُ ﴿الْمَائِدَةٌ: ٦٧٥﴾

”اے رسول! جو کچھ بھی آپ پر آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے۔ آپ اسے امت تک پہنچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے اللہ کی رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔“

سوال ۹: کلینی کی کتاب الکافی کے جزء اول میں ان ناموں کی ایک فہرست ہے جن کے واسطہ سے شیعہ حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور اہل بیت کے اقوال نقل کیے ہیں ان میں مندرجہ ذیل نام بھی ہیں۔

(۱) مفضل بن عمر (۲) احمد بن عمر الحکمی (۳) عمر بن ابان (۴) عمر بن عبدالعزیز (۵) ابراهیم بن عمر (۶) عمر بن خنظلة (۷) موسیٰ بن عمر (۸) عباس بن عمر وغیرہ
ان تمام ناموں میں عمر ہے۔ خواہ وہ راوی کا نام ہے خواہ راوی کے باپ کا، بہر حال عمر ہر نام میں موجود ہے۔

آخر ان تمام لوگوں کا نام عمر کیوں رکھا گیا ہے؟ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان لوگوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت اور لگاؤ تھا۔

سوال ۱۰: اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مکالم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ ۰ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُواٰ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَجُعُونَ ۝ ۰ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوةٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهَتَّدُونَ ۝ ۰﴾ (البقرة : ۱۵۵-۱۵۷)

”اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادیجئے جنہیں جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو اس وقت وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَاسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ﴾

(البقرہ: ۲/۱۷۷)

”اور تنگ دستی تکلیف و جنگ کے وقت صبر سے کام لینے والے ہیں۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے نفس! اگر تجھے جزع و فزع اور نوحہ و ماتم سے نہ منع کیا گیا ہوتا اور آپ نے صبر کی تلقین نہ کی ہوتی تو میں رورو کر آنکھوں کا پانی خشک کر لیتا۔^①

یہ روایت بھی مردی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے ”جس نے مصیبت کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مارا تو اس کا عمل ضائع اور بر باد ہوئے گا۔^②

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حادثہ کر بلہ میں اپنی بہن نینب کو مخاطب کر کے فرمایا تھا میری پیاری بہن! میں تم کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر میں قتل کر دیا جاؤں تو تم مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا اور اپنے ناخنوں سے اپنے چہرے کونہ چھیدنا اور میری شہادت پر ہلاکت و بتاہی کی دہائی نہ دینا۔

ابو جعفر القمی نے نقل کیا ہے امیر المؤمنین علیہ السلام کو جب اپنے ساتھیوں کے متعلق معلوم ہوا فرمایا: تم کا لالباس زیب تن مت کیا کرو کیونکہ یہ فرعون کا لالباس ہے۔^③

تفسیر صافی میں اس آیت ﴿وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوفٍ﴾ (المتحنہ: ۲۰/۲۰) میں اسی تفسیر صافی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے اس بات پر بیعت لی کہ

وہ بطور سوگ کا لالباس نہیں پہنیں گی اور نہ گریبان چاک کریں گی اور نہ ہلاکت و بر بادی کی

^① نهج البلاغہ، ص: ۵۷۶ اور ملاحظہ ہو مستدرک الوسائل، ۴۴۵/۲۔

^② الخصال للصدوق، ص: ۶۱۲) اور (وسائل الشیعہ ۳/۲۷۰۔

^③ من لا يحضره الفقيه: تالیف! ابو جعفر محمد بن بابویہ القمی ۱/۲۳۲ اور اسی کو الحرم العاملی نے بھی اپنی کتاب وسائل الشیعہ، (۲/۹۱۶) میں روایت کیا ہے۔

پکار لگا تھیں گی۔

کلینی کی کتاب فروع الکافی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ ؑ کو وصیت کی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو نہ تو اپنے چہرے کو نوچنا اور نہ ہی مجھ پر بال لٹکا لٹکا کر غم کا اظہار کرنا اور نہ ہی ہلاکت و بر بادی کی دہائی دینا اور نہ میرے لیے کسی نوحہ کنال کو مقرر کرنا۔ ①

شیعہ کے علماء مجلسی، النوری اور البروجردی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا نوحہ و ماتم اور گانے بجانے کی آوازیں اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔ ②

ان تمام روایات اور حقائق کی نقاب کشائی کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ حضرات کیوں حق کی مخالفت پر آمادہ ہیں؟ اب آپ ہی بتلائیں کہ ہم کس کی تصدیق کریں اللہ کی، رسول ﷺ کی اور اہل بیت کی یا شیعہ کے ذاکرین کی؟!

سوال ۱۱:اگر زنجیر زنی، نوحہ خوانی اور سینہ کوبی میں عظیم اجر و ثواب ہے جیسا کہ شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے ③ تو شیعوں کے مذہبی رہنماء اور ان کے ملا وذاکر زنجیر زنی کیوں نہیں کرتے ہیں؟

سوال ۱۲:شیعوں کے دعویٰ کے مطابق غدریخم کے دن ہزاروں صحابہ کرام وہاں موجود تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؑ کی خلافت کی وصیت برداشت سنی تھی تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان ہزاروں صحابہ کرام میں سے ایک صحابی بھی حضرت علیؑ کی طرفداری کے لئے کیوں نہیں کھڑا ہوا؟ حتیٰ کہ حضرت عمار بن یاسر حضرت مقداد بن عمرو اور حضرت سلمان فارسیؓ بھی خلیفہ وقت ابو بکر کی خدمت میں استغاثہ لے کر کیوں نہیں آئے کہ آپ نے علیؑ کی خلافت کا حق کیوں غصب کیا؟ جبکہ آپ کو پتہ ہے کہ نبی کریم ﷺ

① ملاحظہ ہو: فروع الکافی، ۵/۵۔

② مجلسی نے اسے بحار الانوار، ۱۰۳/۸۲، ۱۴۳/۱ اور مستدرک الوسائل ۱۴۴-۱۴۳ میں ذکر کیا ہے اور مستدرک الوسائل ۱/۲۱ میں بھی اس کی روایت کی ہے۔

③ دیکھیے ارشاد السائل، ص ۱۸۴ اور تبریزی کی صراط النجاة ۱/۴۳۲۔

نے غدرِ خم کے دن کیا وصیت فرمائی تھی یا کیا تحریر لکھوائی تھی۔ حضرت علیؑ تو بڑے بے باک صحابی تھے جنہیں اللہ کے علاوہ کسی اور کا خوف نہ تھا اور نہ ہی وہ کسی سے دب کر بات کرنے کے عادی تھے اور انہیں تھا کہ حق بات پر سکوت اختیار کرنے والا گونگا شیطان کھلاتا ہے۔

سوال ۱۳ : عالم شیعہ کی مذہبی کتاب الکافی کی اکثر و بیشتر روایات ضعیف ہیں؟ اس کے باوجود یہ لوگ کس بنیاد پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی تفسیر ایک کتاب میں مدون ہے، جس کی اکثر و بیشتر روایات ان کے اعتراف کے مطابق ضعیف اور مردود ہیں، کیا یہ دروغ گوئی اور بہتان تراشی نہیں ہے؟

سوال ۱۴ : عبودیت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے خاص ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿بَلِ اللَّهُ فَاعْبُدُ﴾ (الزمر: ۳۹) بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کرو۔ شیعہ حضرات اپنی برادری کے لوگوں کو عبد الحسین، عبد علی، عبد الزاهراء اور عبد الامام وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں؟ لیکن ائمہ نے بچوں کے نام عبد علی اور عبد الزهراء وغیرہ نہیں رکھتے تھے۔

سوال ۱۵ : اگر علیؑ کو اس بات کا علم تھا کہ وہ نص قطعی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ متعین ہیں تو انہوں نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمانؑ کے ہاتھوں بیعت خلافت کیوں کی؟

اگر تم یہ کہو کہ وہ مجبور تھے تو عاجزاً اور مجبور شخص خلافت کے لئے کیونکر موزوں ہو سکتا ہے؟ کیونکہ خلافت اسی کے لائق ہے جو خلافت کے بوجھ اور ذمہ دار یوں کو اپنے کاندھوں پر اٹھا سکتا ہے۔ اور اگر تم یہ کہو کہ وہ خلافت کے بوجھ اٹھانے کی استطاعت رکھتے تھے لیکن انہوں جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تو یہ قول خیانت ہے اور خائن کو امامت کے منصب پر فائز نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی رعایا کے بارے میں اس پر اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

جب کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت علیؑ کی ذات ان تمام عیوب سے منزہ اور مبراء ہے۔
تمہارا جواب کیا ہے؟

سوال ۱۶ :..... حضرت علیؑ نے مسند خلافت پر متمكن ہونے کے بعد اپنے پیش رو خلافے راشدینؑ کا راستہ اختیار کیا بلکہ آپؑ منبر خلافت سے برابر یہی کلمات دہراتے ”خَيْرٌ هُذِهِ الْأُمَّةٍ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعَمَرٌ“ اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد افضل ترین حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ نبیؑ کی بات یہ ہے کہ علیؑ نے حج تمتع نہیں فرمایا، اور فدک کامال بھی نہیں حاصل کیا ایام حج میں لوگوں پر متعہ واجب نہیں کیا اور نہ ہی اذان میں (حَىَ عَلَىٰ خَيْرِ الْعَمَلِ) کے کلمہ کو رواج دیا اور نہ اذان سے (الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ) کا جملہ حذف کیا۔

اگر حضرات شیخینؑ کافر ہوتے اور انہوں نے حضرت علیؑ سے خلافت زبردستی غصب کی ہوتی تھی تو اس چیز کو حضرت علیؑ نے کھول کر بیان کیوں نہیں کیا جبکہ حکومت کی باگ ڈوران کے ہاتھ میں تھی۔ بلکہ ہم کو تو حضرت علیؑ کا ذاتی عمل اس کے بالکل بر عکس نظر آتا ہے کہ انہوں نے حضرات شیخین کی تعریف کی ہے اور دل کھول کر ان کی مدح سرائی کی ہے۔

تم کو اسی قدر پر اکتفا کرنا چاہئے جس پر امیر المؤمنین نے اکتفا کیا یا تم پر یہ بات لازم آتی ہے کہ تم یہ کہوا میر المؤمنین علیؑ نے امت اسلامیہ کے ساتھ خیانت سے کام لیتے ہوئے ان کے سامنے حقیقت بیانی سے کام نہیں لیا ہے حالانکہ آپؑ اس سے پاک اور مبراء ہیں

سوال ۱۷ :..... شیعوں کا خیال ہے کہ خلافے راشدین کا فر تھے ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ ان نے اسلامی فتوحات کا دروازہ کھول کر اسلام اور مسلمانوں کو عزت و سر بلندی عطا فرمائی تھی اور مسلمانوں کو تاریخ میں ایسا دور مشاہدہ کرنے کو نہیں ملا۔

کیا یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس دلوٹ کے موافق ہے جس کی رو سے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین کو ذلیل و رسول کیا ہے؟

اس کے بال مقابل ہم دیکھتے ہیں کہ امام معصوم کی خلافت میں جن کی ولایت کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے رحمت بنایا ہے امت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور خانہ جنگی کی آگ بھڑک

اٹھی یہاں تک اعدائے اسلام، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کمر بستہ ہو گئے۔ کیا امام معصوم کے دور کو اس طرح کی صورت حال کے تناظر میں رحمت سے تعبیر کیا جائے گا؟ آخر یہ کون سی رحمت ہے جس کا امام معصوم کی خلافت کے دوران وجود پذیر ہونے کا شیعہ حضرات دعویٰ کر رہے ہیں؟ کیا اس قسم کی کوئی باعث رحمت صورت حال ائمہ معصوم کے دور میں پیش آئی، اگر نہیں اور بالکل نہیں تو پھر یہ شیعہ حضرات کس رحمت کے متقارضی ہیں؟

سوال ۱۸ :.....شیعہ کا دعویٰ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کافر تھے، لیکن تاریخ گواہ ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا، حالانکہ حسین امام معصوم ہیں الہذا پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے ایک کافر کے لئے خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا ہیجا لانکہ چیز حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عصمت کے خلاف ہے یا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہیں ان دونوں صورتوں میں ایک صورت کو بہر حال تسلیم کرنا ہے۔

سوال ۱۹ :.....کیا نبی کریم ﷺ نے تربت حسینی پر سجدہ کیا ہے؟ جس پر شیعہ حضرات سجدہ کرتے ہیں؟

اگر شیعہ حضرات ہاں میں جواب دیتے ہیں تو ہم ان سے یہ کہنے کے مجاز ہیں کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کی قسم یہ جھوٹ ہے۔

اور اگر وہ نفی میں جواب دیتے تو ہم ان سے یہ کہنے کے مجاز ہیں کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ہدایت یافتے ہو۔

ہم یہاں اس بات کی طرف بھی شارہ کر دیں کہ شیعہ کی روایات بتاتی ہیں کہ جبریل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کر بلکی مٹی لائے تھے۔

سوال ۲۰ :.....شیعوں کا دعویٰ ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور وہ پہلی کیفیت آگئے تھے۔

ہمارا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ کیا اصحاب رسول نبی کریم ﷺ کی وفات سے قبل شیعہ اثنا عشریہ تھے آپ ﷺ کی وفات کے بعد اہل سنت والجماعت ہو گئے تھے۔ یا لوگ نبی کریم ﷺ کی وفات سے قبل اہل سنت والجماعت تھے اور بعد از فات شیعہ اثنا عشریہ ہو گئے؟
کیونکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کو ہی انقلاب، تغیر اور تبدل کہا جاتا ہے.....!!

سوال ۲۱ : یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر ہیں ان کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، شیعوں کے نزدیک حضرت حسن رضی اللہ عنہ افراد میں سے ایک ہیں جن کو اہل کسائے ہونے کا شرف حاصل ہے ① انہم موصویں میں بھی ان کا شمار ہوتا ہے مذکورہ اعزازات میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ، ہم مرتبہ ہوئے۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے امامت کیوں ختم ہو گئی جبکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے امامت کا سلسلہ جاری ہے۔ حالانکہ دونوں کی ماں ایک ہے۔ دونوں کا باپ ایک ہے اور دونوں نواسہ رسول ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر ایک اعتبار سے فوقیت بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے

① حدیث کسائے کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کے جسم پر کالی کملی کالے اون سے بنی ہوئی تھی آپ ﷺ کے باہر آتے ہی حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی کملی میں داخل فرمایا، اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی کملی میں داخل فرمایا اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے آئیں تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی کملی میں داخل فرمایا پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجُسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳) ”اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے گھروالو تم سے وہ ہر قسم کی لغویات کو دور کر دے اور تمہیں خوب صاف کر دے۔“ اخر جہے

ہیں اور امامت کے ان سے پہلے مستحق ہیں کیونکہ بڑے بیٹے کو فوکیت اور اولیت حاصل ہوتی ہے۔

کیا شیعہ حضرات کے پاس کوئی معقول اور تشفی بخش جواب ہے؟

سوال ۴۲ : سوال یہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے ایام میں کسی ایک بھی ایک نماز میں عامۃ المسلمین کی امامت کا فریضہ انجام کیوں نہیں دیا؟ حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق ہیں؟! ایک باطل اعتقاد ہے کیونکہ لوگوں کی نماز میں امامت کرنا امامت صغیری کہلاتی ہے جو پیش خیمه ہوتی ہے امامت کبریٰ، یعنی منصب خلافت کا۔

سوال ۴۳ : شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ ان کے بارہویں امام کی غار میں روپوشی کا سبب ظالموں کے ظلم سے خوف و دہشت ہے تو یہ بتایا جائے یہ روپوشی ابھی تک کیوں قائم ہے حالانکہ وہ خطرہ، جس کے تحت آپ کے امام روپوش ہوئے تھے، تاریخ کے مختلف ادوار میں بعض شیعی حکومتوں کے قیام کی وجہ سے ٹل چکا ہے مثال کے طور پر عبید یوں، بویہیوں اور صفویوں کی حکومتیں آئیں اور اب دور حاضر میں ایرانیوں کی شیعی حکومت قائم ہے۔

آپ کے بارہویں امام نکل کر منظر عام پر جلوہ افروز کیوں نہیں ہوتے؟ اس وقت شیعہ حضرات اس پوزیشن میں ہیں کہ اپنی حکومت کی چھتری تلے ان کی بھرپور نصرت و حمایت کر سکتے ہیں کیونکہ اس وقت شیعہ حضرات کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں اور صبح و شام امام غائب پر اپنی روحوں کو قربان کرتے رہتے ہیں۔

سوال ۴۴ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہجرت کے موقع پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی مصاحبۃ کے لئے پسند فرمایا اور انہیں زندہ رہنے کے لیے باقی رکھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر موت اور ہلاکت کے سامنے پیش کر دیا۔

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ امام وقت، وصی زمانہ اور خلیفہ متعین ہوتے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس پر خطر موقع اپنے بستر پر چھوڑ کر مدینہ ہجرت فرماتے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

کو محفوظ و مامون اپنے ساتھ ہجرت کے لئے منتخب فرماتے؟ اور اگر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ شیعہ حضرات کا اعتقاد ہے تو آپ ﷺ حضرت علیؓ کے لیے یہ خطرہ مول نہ لیتے کیونکہ یہ ایک پر خطر موقف تھا اگر خدا نخواستہ حضرت علیؓ اس خطرے کی نذر ہو جاتے تو چونکہ وہ بقول شیعہ امام اور وصی اور اللہ کے مقرر کردہ خلیفہ اللہ فی الارض ہیں تو ان کے بدله کون امامت کا حقدار قرار پاتا؟ اور اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس خطرے کی نذر ہو جاتے تو امامت پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور ان کی موت کے بعد سلسلہ امامت منقطع نہیں ہوتا نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اپنی مصاحبۃ کے لئے اختیار فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ شیعہ حضرات کا حضرت علیؓ کو امام حقیقی اور وصی اور اللہ کا مقرر کردہ خلیفہ کہنا سراسر بے بنیاد ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ (ان دونوں میں اولیت کس کو حاصل ہے اس شخص کو جس کو زندہ رکھنا مقصود ہے کہ اُسے ایک کائناتک نہ چھیننے پائے یا اس کو جسے فراش موت پر ختروں اور موت کے لئے چھوڑ دیا جائے؟

اگر پھر بھی تم اس بات پر مصر ہو کہ حضرت علیؓ علم غیب جانتے تھے تو بستر پر رات گزارنے میں آپ کی کون سی افضلیت ہے؟

سوال ۴۵: تقيیہ صرف اور صرف خوف وہ راست کے سبب کیا جاتا ہے۔ اور آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ خوف کی دو قسمیں ہیں:

اولاً: اپنی جان کا خوف جس سے مراد یہ ہے ایسا ناک مسئلہ درپیش ہو کہ اس میں جان جانے کا خطرہ ہو۔

اس قسم کا خوف ائمہ کرام کے حق میں دو وجہات کی بنیاد پر مردود تھا۔

پہلی وجہ تو ہے کہ ائمہ اثنا عشریہ کی موت تمہارے دعوے کے مطابق ان کے اختیار میں ہوتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بزم شیعہ، ائمہ کرام، کو جو ہونے والا ہے اور جو ہو چکا ہے، اس کا علم

ہوتا ہے وہ اپنی موت سے باخبر ہوتے ہیں بالخصوص انھیں اپنی موت کی کیفیات اور اوقات بھی علم ہوتا ہے۔

جب ان کو اپنی موت کا علم ہے اور یہ بھی پتہ ہے کہ ان کو کب اور کس کیفیت میں موت آئے گی موت سے قبل ڈرنے اور خوف کھانے کیہر گز کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی ان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنے دین میں منافقانہ رو یا اختیار کریں یا عوام کو دھوکہ دیں۔

مصطفیٰ و آرام میں صبر سے کام لینا علماء کرام کا شیوه ہونا چاہیے کیونکہ اہل بیت پر اپنے جدا مجدد بنی کریم ﷺ کے دین کی نصرت و حمایت کی خاطر پر تحمل و صبر سے کام لینے کی پوری ذمہ داری کہیں زیادہ عائد ہوتی ہے۔

مذکورہ دونوں صورتوں میں تقیہ کی ضرورت کس لیے ہے؟

سوال ۴۶ :شیعہ حضرات کا اہم ترین عقیدہ ہے کہ امام معصوم کو منصب خلافت پر فائز کرنا واجب ہے تاکہ وہ تمام شہروں اور دیہاتوں سے عدل و انصاف کا رو یہ رکھے اور ظلم و استبداد کا قلع قمع کر دے۔ سوال یہ ہے کہ کیا تمہارا کہنا یہ ہے کہ دنیا کے ہر ہر شہر اور ہر ہر گاؤں میں، ایک معصوم کا وجود لازم ہے جو لوگوں سے ظلم و زیادتی کو دور کرتا ہے۔

اس صورت میں تمھیں جواب دیا جائے گا کہ یہ سراسرا ایک سینہ زوری ہے۔ کیا بلا دکفر مشرکین اور نصاریٰ میں بھی امام معصوم رہے ہیں؟
پھر تمھیں کہا جائے گا کہ کیا اس کے نائبین تمام شہروں میں موجود ہیں یا بعض شہروں میں ہیں۔

اگر تم کہو کہ وہ عالم رنگ و بو کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں پھیلے ہوئے ہیں تو پھر بھی تمھیں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بھی پہلی سینہ زوری ہے اس میں اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اگر تم یہ کہو کہ اس کے نائبین بعض شہروں اور بعض دیہاتوں میں ہیں۔

اس پر تم سے جواب یہ کہا جائے گا کہ ان تمام شہروں اور دیہاتوں میں امام معصوم کی ضرورت

ہے

سوال ۴۷:.....شیعوں کے امام کلینی نے اپنی کتاب (الکافی) میں ایک باب باندھا ہے جس کا عنوان رکھا ہے: ”إِنَّ النِّسَاءَ لَا يَرِثُنْ مِنَ الْعِقَارِ شَيْئًا“ ”بے شک عورتیں، زمین و جائداد میں سے کسی چیز کی وارث نہیں ہیں“، اس میں امام جعفر علیہ السلام کا فرمان روایت کیا ہے کہ عورتیں زمین و جائداد اور غیر منقولہ اشیاء میں سے کسی چیز بھی وراثت کا حق نہیں رکھتیں۔ ①

طوسی نے ”التهذیب“ ② میں شیخ میسر کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عورتوں کے بارے میں سوال کہ ان کو میراث میں کیا استحقاق حاصل ہے؟ انہوں نے جواب دیا ان کے لئے میراث میں اینٹ، لکڑی، عمارت، بانس اور سرکنڈے کی قیمت میں سے حصہ کا استحقاق ہے جہاں تک زمین اور غیر منقولہ جائداد کا تعلق ہے تو اس میں انہیں بطور میراث کچھ نہیں ملے گا۔ حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ عورتیں زمین اور جائداد میں میراث کا حق نہیں رکھتی ہیں۔ حضرت عبد الملک بن اعین سے مروی ہے عورتوں کے لئے عمارت اور غیر منقولہ جائداد میں بطور وراثت کوئی حصہ نہیں ہے۔

الہذا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کوئی حق نہیں رہتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی میراث سے سے اپنے حق کا بھی مطالبہ کریں ان روایات کے مطابق شیعہ کے بقول جو کچھ رسول اللہ ﷺ کی ملکیت میں تھا وہ امام کے لیے ہے چنانچہ محمد بن تیجیٰ، امام ابو جعفر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور زمین کی جا گیران کو دی تو رسول ﷺ اس کے وارث ہیں اور جو حصہ نبی کریم ﷺ کے وہ آل محمد ﷺ کے ائمہ کے لیے ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے بعد امام اول شیعوں کے عقیدہ کے اعتبار سے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

① فروع الکافی، للکلینی ۱۲۷/۷ -

② نفس المصدر ۲۵۴/۹ -

③ اصول الکافی للکلینی کتاب الحجۃ باب ان الارض کلها لا مام عليه السلا ۴۷۶/۱ -

الہندا فدک کی زمین کے مطالبہ کا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچتا ہے نہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی اس کا مطالبہ نہیں کیا، بلکہ وہ تو یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ اگر چاہوں تو میں تم کو اس شہد کے صاف ہونے کی جگہ بتلا دوں گیہوں کے استور کا دروازہ بتلا دوں۔ اس ریشم کے ملبوسات کے کارخانہ کا ٹھکانہ دکھلا دوں لیکن دوری ہو کہیں مجھ پر میری ہوا یے نفس غالب نہ آجائے اور مجھے میری لائج بہترین کھانوں کی طرف کھینچ نہ لے جائے۔ شاید حجاز و یمامہ میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہیں آئے کا ایک پیڑا تک نصیب نہیں ہے اور زمانہ گذر گیا ہے کہ انہیں پیٹ بھر روٹی تک نصیب نہ ہو سکی ہے۔ ④

سوال ۴۸ : حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے کیوں قتال کیا تھا؟ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر لوگوں نے رسی کے اس ٹکڑے کو مجھید بنے میں پس وپیش سے کام لیا جسے وہ نبی کریم ﷺ کو زکاۃ میں ادا کیا کرتے تھے، تو میں ان سے قتال کروں گا۔

شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہ مصحف، جس کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے املاء کیا تھا اس خوف سے منظر عام پر نہیں لائے کہ کہیں لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ جب کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حال یہ ہے کہ وہ اونٹ کی ایک رسی پر مرتدوں سے قتال کا اعلان کر دیتے ہیں

سوال ۴۹ : اہل سنت والجماعت اور شیعہ کے تمام فرقے کے اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بہادر اور دلیر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اللہ کی خاطر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہیں کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری ایک لمحہ کے لیے بھی منقطع نہیں ہوتی بلکہ یہ زندگی کی ابتداء سے لے کر اس وقت تک قائم رہی حتیٰ کہ ابن ملجم کے ہاتھوں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوتی۔ شیعہ حضرات اس بات کا بانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد منصب خلافت کے آپ رضی اللہ عنہ ہی حق دار ہیں۔

شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ان کی جرات بہادری کہاں چلی گئی؟ کیا اس میں جمود و تعطل آگیا؟ جس کی بنیاد پر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بیعت خلافت کی؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد فوراً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے ہاتھوں پر بیعت خلافت بھی کی؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد فوراً حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول کیا اور برضا ورغبت بیعت خلافت کی؟

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ بے بس اور عاجز تھے آپ ﷺ پر منبر رسول ﷺ پر جا کر کھڑے ہوتے اور برملا اعلان کرتے کہ خلافت ان کا حق ہے جو ان سے زبردستی چھیننا جا رہا، کم از کم تینوں خلفاء کے دور میں ایک مرتبہ ہی ایسا کر کے اس حقیقت کا انکشاف کر دیتے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے حق خلافت کا مطالبہ کیوں نہیں کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ باجماع امت بہادر اور شجاع تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو جمہور مسلمانوں کی تائید بھی حاصل تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کے موئیدین و ناصیرین بھی تھے۔

سوال ۳۰: رسول اللہ نے اپنی رائے مبارک کو اہل خانہ کے چار اشخاص پر ڈال دیا تھا اور ان کی عصمت کا اعلان فرمایا تھا ہمارا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ باقی ائمہ کی عصمت کا تمہارے پاس کیا دلائل ہیں؟ ①

سوال ۳۱: شیعہ حضرات کے امام جعفر صادق، مذهب جعفریہ کے اور بانی ہیں ان کا فرمانا ہے ② کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے دوبار جنم دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا نسب دو طریقوں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

① وہ چار اشخاص حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔

② ملاحظہ ہو: کشف الغمة، لاربی (۳۷۳/۲)۔

۱۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت قاسم بن ابی بکر۔
ان کی نانی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر کی طرف سے ہیں جو فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں۔

اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات جعفر صادق سے ان کے نانا محترم ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مذمت اور برائی میں چھوٹی اور من گھڑت روایات بیان کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ امام جعفر صادق کا اپنے نانا رضی اللہ عنہ کے شجرہ نسبت پر فخر کرنا چہ معنی دارد؟ اور اسی نانا محترم کی شخصیت پر لعن و طعن بھی ناممکن ہے کیونکہ ایسا کوئی جاہل شخص ہی کر سکتا ہے یہ بات اس امام سے تو بعید ہے جسے شیعہ فن فقه میں امام گردانے ہوں اور جسے اپنے زمانے میں زہد و درع، تقویٰ طہارت میں اوج کمال پر فائز تصور کرتے ہوں کہ آپ ان کے بارے میں ملامت یا ذم کا اظہار کریں؟

سوال ۳۲ :حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد زریں میں مسجد القصیٰ فتح ہوئی۔ اس کے بعد خالص سنی الاصل قائد اور بے باک اسلامی رہنمای صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں دوبارہ مسجد القصیٰ کی آزادی ہوئی۔ تاریخ اسلامی کے اس طویل عرصے میں شیعہ حضرات نے کیا کیا کارہائے خیر سرانجام دیے۔

انہوں نے اس طویل زمانے میں ایک بالشت زمین تک بھی فتح کی یا اسلام اور مسلمانوں کے کسی دشمن کی سرکوبی تک کی ہے؟

سوال ۳۳ :شیعہ حضرات دعویٰ کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بعض وعداوت رکھتے تھے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی چاہیاں لینے فلسطین گئے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا ولی بنائے تاکہ خدا نخواستہ عمر فاروق کو اگر کوئی ناگہانی حالت پیش آجائے تو وہ مسلمانوں کی خلافت کی ذمہ داریاں نبھا سکیں۔

یہ کون سا بعض وعداوت ہے کیا کوئی شخص اپنے دشمن کو اپنی نیابت کے منصب پر فائز کر سکتا ہے؟

سوال ۳۴:علماء شیعہ خیال کرتے ہیں کہ نماز ادا کرتے وقت سجدہ کا دار و مدار آٹھ اعضاء پر (۱) پیشانی (۲) ناک (۳) دونوں ہتھیلیاں (۴) دونوں گھٹنے (۵) دونوں پاؤں۔

سجدہ کی حالت میں ان تمام اعضاء کا زمین سے مس ہونا ضروری ہے۔^①
پھر شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ سجدہ ایسی چیز پر کیا جائے جونہ تو ماکولات کی قبیل سے ہوا اور نہ ہی ملبوسات کی قبیل سے۔ یہی وجہ ہے کہ حالت سجود میں وہ اپنی پیشانیاں مٹی کے ٹھیکرے پر رکھتے ہیں۔^②

سوال یہ ہے کہ شیعہ اپنے اعضائے سجود میں سے ہر عضو کے نیچے مٹی کا ٹھیکرہ کیوں نہیں رکھتے؟

سوال ۳۵:شیعہ حضرات کا اعتقاد ہے کہ ان کے مہدی منتظر کا جب بھی ظہور ہوگا تو وہ آل داؤد کا طرز حکومت اپنا کئیں گے اور انہیں کی شریعت نافذ کریں گے!
ذرابتایا جائے کہ اس وقت شریعت محمدی کہاں چلی جائے گی جو اپنے سے پہلی تمام شریعتوں کے لئے ناسخ ہے؟

سوال ۳۶:جب شیعوں امام مہدی آئیں گے تو سوال یہ ہے کہ آتے ہی یہود و نصاری سے مصالحت کیوں کریں گے اور عربوں اور قریشیوں کو تھہ تفع کیوں کریں گے؟!!
کیا محمد ﷺ قریش اور عرب میں سے نہیں ہیں اور تمہارے انہمہ بھی تمہارے کہنے کے مطابق عرب ہی ہیں۔

سوال ۳۷:شیعہ حضرات اعتقاد رکھتے ہیں کہ انہمہ کرام کی ماوں نے ان کا حمل اپنے

① ملاحظہ ہو: وسائل الشیعہ، للحر العاملی، ۵۹۸/۳۔

② ملاحظہ ہو: الجامع للشرايع، للحلی، ص ۷۰۔

پہلوؤں میں رکھا ہے اور حرم مادر میں ان کی تکوین نہیں ہوتی بلکہ ان کی ولادت داہنی ران سے ہوتی ہے؟^①

کیا محمد ﷺ نبیوں میں افضل ترین نبی اور پوری انسانیت میں معزز و مکرم نہیں ہیں؟ ان کا حمل تو حرم مادر میں ٹھہرا اور ان کی ولادت بھی عمومی طبعی طریقہ پر ہوتی تھی آخر شیعہ کے ائمہ کی ولادت پہلوئے مادر سے کیوں ہوتی ہے؟

سوال ۳۸: شیعہ حضرات ابو عبد اللہ جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس شریعت کا حامل ایسا شخص ہے جس کے نام پر اگر کوئی شخص نام رکھتا ہے تو وہ کافر ہے۔^② اور خود شیعہ حضرات ہی ابو محمد عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام مہدی علیہ السلام کی ماں کو بشارت دیتے ہوئے کہا: عنقریب تو ایک لڑکے سے حاملہ ہوگی جس کا نام محمد ہوگا اور وہی میرے بعد منصب خلافت پر فائز ہوگا۔^③

کیا مذکور دونوں روایتوں میں تضاد اور تناقض نہیں ہے؟ ایک مرتبہ تو تم کہتے ہو کہ جو شخص اس شریعت کے حامل شخص کے نام پر نام رکھے گا وہ کافر ہوگا اور ایک مرتبہ تم کہتے ہو کہ خود حسن عسکری علیہ السلام نے امام مہدی کا نام محمد رکھا ہے یہ کیا تضاد ہے؟

سوال ۳۹: عبد اللہ بن جعفر الصادق، اسماعیل بن جعفر الصادق کے حقیقی بھائی تھے ان دونوں کی ماں ایک ہی تھیں جن کا نام فاطمہ بنت الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تھا۔

دونوں بھائی تمہارے مطابق سید ہیں، حسینی ہیں بلکہ نجیب الطرفین ہیں، یعنی ان کا نسب باپ اور ماں دونوں کی طرف سے آل بیت رسول ﷺ سے جاملتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ سید عبد اللہ بن جعفر کو اپنے حقیقی بھائی اسماعیل بن جعفر کی موت کے بعد

① اثبات الوصیة المسعودی ص ۱۹۶ -

② الانوار النعمانیہ، ص ۵۲/۲ -

③ الانوار النعمانیہ ۲، ۵۵/۲ -

منصب امامت سے کیوں محروم رکھا گیا۔ جو اپنے والد کی زندگی ہی میں انتقال کر گیا تھا؟

سوال ۰۴ : کلینی نے اپنی کتاب الکافی میں احمد بن محمد رفعہ کے واسطے سے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ تین چیزوں کے علاوہ کالے رنگ کو مکروہ قرار دیا گیا ہے (۱) موزے (۲) عمامة۔ (۳) کملی۔ ان تینوں چیزوں میں کالے رنگ کے استعمال کی گنجائش ہے اس کے علاوہ اور چیزوں میں کالے رنگ کا استعمال مکروہ ہے۔ ①

ابو عبد اللہ علیہ السلام ہی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ تین چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز میں کالے رنگ کا استعمال ناپسند فرماتے تھے (۱) موزوں سے میں۔ (۲) چادر یا شال میں۔ (۳) عمامة میں۔ ②

الحر العاملی نے اپنی کتاب الوسائل میں الصدق کے ذریعہ محمد بن سلیمان کے واسطے سے مرسلا ابو عبد اللہ علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام سے میں نے پوچھا کیا میں کالی ٹوپی پہن کر نماز ادا کر سکتا ہوں؟ آپ علیہ السلام نے جواب دیا کالی ٹوپی پہن کر نماز مت پڑھو کیونکہ یہ جہنمیوں کا لباس ہے۔^③

شیخ صدق سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا: کالا رنگ مت پہنا کرو کیونکہ یہ فرعون کا لباس ہے۔ اپنی سند کے ساتھ الوسائل میں حضرت خذیفہ بن منصور سے نقل کیا ہے کہ میں ابو عبد اللہ علیہ السلام کے پاس ”حیرة“ میں موجود تھا۔

① اس کو کتاب الوسائل کے مؤلف نے /۳۲۸ پر حدیث نمبر (۱) کے ضمن میں روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: فروع الكافی ، لکلینی ۶/۴۹۔

② اس حدیث کو ”کتاب الکافی“ طبع طهران سنة ۱۳۱۵ میں (۲۰۵/۲) پر باب لبس السواد کے تحت نقل کیا ناپسند رکھتے تھے۔ تین چیزوں کے البتہ اس میں چادر کا ذکر پڑھی پر مقدم ہے۔ ہے اس میں ہے کہ کان رسول اللہ ﷺ یکرہ السواد الافی ثلات و تقديم العمامة على الكساء۔

③ اس کو الوسائل ، ۲۸۱/۳ میں باب ۲۰ حدیث ۳ کے تحت ابواب لباس المصلی میں روایت کیا ہے اور صدق نے الفقيه ۲۳۲/۲ میں فرمایا ہے کہ وسائل الصادق علیہ السلام عن السلاة في القنسوة السوداء؟ فقال: لا تصل فيها فانها من لباس اهل النار؟ ملاحظہ ہو: وسائل الشیعہ ۲۸۱/۳۔

خلیفہ وقت کا قاصد ابوالعباس پہنچا جو آپ کو بلانے آیا تھا، ابو عبد اللہ علیہ السلام نے برساتی پہنچ کر کھی جوان سے بنی ہوتی ہوتی ہے جسے بارش سے بچاؤ کے لئے پہنا جاتا ہے۔^۱
بلکہ شیعوں کی بعض روایات میں یہاں تک وارد ہوا ہے کہ کالالباس بنو عباس کالباس ہے جو ان کے اعداء میں سے تھے۔

صدقہ کی کتاب ”فقیہ“ میں ہے، کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور وہ کالا چوغہ پہنے ہوئے اور سر پر ایک پٹکا باندھے ہوئے تھے۔ اس میں خبر بھی لٹکا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا: اے جبریل! یہ کیسا لباس ہے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا، آپ کے چچا عباس کے صاحزادے کا لباس ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ اسی وقت حضرت عباس ؓ کے پاس تشریف لائے اور ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ ”میرے چچا جان! آپ کی اولاد میں میرے بچوں کے لیے ہلاکت ہے۔“ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنے اوپر غالب آ سکتا ہوں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قلم تقدیر چل چکا ہے۔“

بظاہر اس سے مراد اہل جہنم ہیں جیسا کہ بعض آثار میں وارد ہوا ہے کہ یہی وہ لوگ ہوں گے جو ہمیشہ ہمیشہ عذاب سے دوچار ہیں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو فرعون اور ان جیسے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے اور جو بھی ان کی مشا بہت اختیار کرے گا وہ سرکش اور باغی قسم کے گمراہوں میں شامل ہے جیسے کہ بنو عباس کے خلفاء وغیرہ ہیں، وہ اس امت مرحومہ اور امم سابقہ کے کفار و مشرکین کی قبیل سے ہوں گے جنہوں نے کالے لباس کو اپنا شعار بنایا ہوگا۔^۲

انہی روایات میں سے ایک وہ روایت بھی ہے جس کو صدقہ نے (الفقیہ) میں اپنی

① (من لا يحضره الفقيه، ۱/۲۵۱) اور ان سے مؤلف الوسائل نے (۳/۲۷۸) میں نقل کیا ہے اور دوسری روایت (الوسائل، ۳/۲۷۹) حدیث نبیرے کے تحت ابواب لباس المصلى کے ضمن میں نقل کیا ہے اور الفقیہ نے اس کو (۲۰۵/۲) اور (الكافی) میں (۲/۲۵۲)۔

② اور کتاب (الوسائل) میں کے اور الفقیہ میں (۲/۲۵۲) پر اس کو نقل کیا ہے۔

سندر کے ساتھ اسماعیل بن مسلم کے واسطہ سے حضرت جعفر الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کی طرف وحی نازل فرمائی اور اس میں اپنے نبی کو حکم دیا کہ مومنین کو اس بات سے آگاہ کر دیں کہ وہ میرے دشمنوں کا لباس زیب تن نہ کیا کریں اور میرے اعداء کا کھانا نہ کھایا کریں۔ مجھ سے عداوت رکھنے والوں کی راہوں پر نہ چلا کریں۔ ورنہ تم بھی میرے دشمن ہو جاؤ گے جیسے وہ میرے دشمن ہیں۔^۱

کتاب عيون الاخبار میں ”حدائق“ میں موجود روایت کے موجب دوسری سندر سے خبر نقل کرنے کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمایا ہے ”میرے دشمنوں کا لباس ہے!، دشمنوں کا کھانا نبیذ، نشہ آور چیزیں، جو کی شراب، گارا، جری نامی مچھلی، سانپ، زمیر نامی مچھلی اور وہ مچھلی جو مر نے کے بعد پانی کی سطح پر تیرنے لگے فرماتے ہیں کہ دشمنوں کا راستہ اختیار کرنا اپنی ذات کو متهم کرنے کا پیش خیمه ہے اسی طرح جام و مینا اور رقص و سرو د کی محفلیں اور وہ مجالس جن میں انہمہ کرام علیہ السلام اور مومنین پر طعنہ زدنی اور تھمت طرازی کی جاتی ہے اور فساق و فجار، مفسدین و ظالمین کی مجالس میں شرکت اپنی عزت و آبرو کو داغ دار کرنے کا وسیلہ ہے۔^۲

یہ بحث کا لالباس پہننے کی مذمت میں انہمہ کرام کے اقوال پر مشتمل ہے اور جس سے عیاں ہے کہ کا لالباس شیعوں کے دشمنوں کا لباس ہے لیکن اس کے باوجود شیعہ حضرات کا لالباس پہننے ہیں۔ اس کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اس کو سادات کا نشان گردانتے ہیں بلکہ انہوں نے تو کا لالباس کو اپنے مذہب کا شعار بنارکھا ہے، آخر ایسا کیوں ہے؟

سوال ۴۱:.....گر کوئی شخص شیعہ بننا چاہے تو وہ شیعوں کے مختلف اور بے شمار فرقوں میں سے کس فرقہ کو اختیار کرے گا؟ ان تمام فرقوں میں سے ہر فرقہ آل بیت رسول ﷺ کی طرف

۱ وسائل الشیعہ ۴/۳۸۴ اور بحار الانوار، ۲/۲۹۱، ۲۸۰، ۴۸/۔

۲ اس کا تذکرہ عيون الاخبار ۱/۲۶ میں موجود ہے۔

اپنا انتساب کرتا اور امامت کا اقرار کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عین سے بعض و عداوت کا اظہار کرتا ہے۔ ہر فرقہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی امامت کا اس طرح اقرار کرتا ہے۔ گویا یہ ان کے ایمان کا رکن عظیم ہے، ان میں سے ہر فرقہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ہی اصل دین ہے۔

سوال ۴۲: شیعہ حضرات جب بارہ ائمہ کی امامت کا اثبات کرتے ہیں تو ردائے مصطفیٰ حدیث سے کیسے سند لال کرتے ہیں؟

سوال ہے کہ حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا نام رداء حدیث میں صراحة کے ساتھ موجود ہے اس کے باوجود شیعہ ان کو اماموں کے زمرے سے خارج سمجھتے ہیں اور ان کو ائمہ کی فہرست میں ذکر کیوں نہیں کرتے؟

سوال ۴۳: شیعہ حضرات دعویٰ کرتے ہیں کہ امامت کی شروط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ امام مکلف شرعی ہو یعنی بالغ اور عاقل ہو، اور یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ ان کے امام غائب کو محمد العسکری کے نام سے موسم کیا جاتا ہے، کی امامت کا ثبات اس وقت ہی کر لیا گیا تھا جب وہ صرف پانچ سال یا تین سال کی تھے۔ یہ ان کے دستخط کردہ خطوط سے واضح ہوتا ہے یہاں اس شرط کو کا عدم قرار دے کر ان کی امامت کو کیوں تسلیم کیا گیا ہے؟

سوال ۴۴: کیا رسول اللہ ﷺ پر قرآن کریم کے علاوہ اور دوسری کتابوں کا بھی نزول ہوا ہے؟ جن کتابوں کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خاص کر دیا تھا؟! اگر تم کہتے ایسا نہیں ہے تو تم مندرجہ ذیل اپنی روایات کا کیا جواب دینا پسند کرو گے:

(۱) الجامعۃ:

حضرت ابو بصیر ابو عبد اللہ علیہ السلام کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا میں محمد ہوں اور ہمارے پاس ”الجامعۃ“ ہے اور تمہیں کیا پتہ کہ یہ الجامعہ کیا ہے؟ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے دریافت کیا: میں آپ پر قربان جاؤں یہ

بتلا یئے کہ الجا معہ کیا ہے؟ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جواب دیا وہ ایک صحیفہ ہے جس کی لمبائی رسول اللہ ﷺ کے ستر ہاتھ ہے جس کو آپ ﷺ نے اپنی زبان سے املا کر ا دیا ہے اور حضرت علیؑ نے اسے اپنے داہنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ اس میں حلال و حرام موجود ہے۔ اس میں ہروہ بات موجود ہے جس کی لوگوں کو ضرورت درپیش ہو سکتی ہے یہاں تک کہ خراش کی دیت کا مسئلہ بھی۔ ① ذرا اس جملہ پر غور و فکر کیجئے کہ اس صحیفہ میں ہروہ بات موجود ہے جس کی لوگوں کو حاجت درپیش آ سکتی؟

آخ ر صحیفہ کو پوشیدہ کیوں رکھا گیا ہے ہم کو اس صحیفے کی تعلیمات سے کیوں محروم رکھا گیا ہے؟
کیا یہ کتمان علم کے زمرے میں نہیں آتا؟

(۲) صحیفة الناموس:

امام مہدی کی علامات میں یہ صراحة منقول ہے:

”ان کے پاس ایک صحیفہ ہوگا۔ جس میں قیامت تک کے جتنے بھی شیعہ ہوں گے ان کے اسماء درج ہوں گے اور ایک دوسری صحیفہ ہوگا جس میں قیامت تک کے جو بھی ان کے اعداء ہوں گے ان کے نام درج ہوں گے۔“ ②

ہم یہ کہنا چاہیں گے یہ کہ کون سا صحیفہ ہے جو اتنی ضخامت کا حامل ہوگا۔ جس میں قیامت تک کے شیعوں کے نام درج ہوں گے؟

اگر اس میں عصر حاضر کے صرف ایرانی شیعوں کے نام لکھے جائیں تو اس کے لئے کم از کم ایک سو جلدیں درکار ہوں گی چہ جائیکہ پوری دنیا میں آنے والے شیعوں کی فہرست لکھی جائے یہ ایک ناممکن بات ہے۔ عقل سلیم اس کو تسلیم کرنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں ہے!!

(۳) صحیفة العبیطة:

امیر المؤمنین علیہ السلام سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میرے پاس بہت سے

① ملاحظہ ہو: (الکافی، ۱/۲۳۹)۔ ② ملاحظہ ہو: (بحار الانوار، ۲۵/۱۱۷)۔

صحیفہ ہیں۔ جن میں رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت رسول ﷺ کی جا گیریں، عطیات صلہ حجی اور قطع تعلقی کے واقعات ہیں اس صحیفہ میں ایک ایسا صحیفہ ہے جس کو (العیطة) کہا جاتا ہے۔ عربوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی چیز باعث مصیبت نہیں ہے۔ اس میں ایسے ساٹھ عرب قبائل کا ذکر ہے جنہوں نے ناحق خون خرابہ کیا ہے ان کا اللہ کے دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ①

ہم کہتے ہیں یہ روایت غیر مقبول ہے اور نہ ہی عقل انسانی اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر قبائل عرب کی اتنی بڑی تعداد ایسی ہے جس کو اللہ کے دین سے کوئی سروکار نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پشت زمین پر کوئی شخص ایسا موجود نہیں ہے جس کا اللہ کے دین میں کوئی حصہ ہو۔

اس کے بعد ان لوگوں نے اس سنگین حکم کے ضمن میں قبائل عرب کا ذکر کیا ہے اور خاص طور سے عربوں کو مورد الزام ٹھہرا�ا ہے اس سے ان کی عربوں سے تعصب اور دشمنی کی بوآ رہی ہے۔

(۴) صحیفة ذؤابة السیف:

حضرت ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے نیام میں ایک چھوٹا سا صحیفہ تھا۔ اس میں چند حروف تھے اور ان حروف میں سے ہر حرف ہزار حرف پر مشتمل تھا۔

ابو بصیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان حروفوں میں سے اب تک صرف دو حرف معرض وجود میں آ سکے ہیں۔^②

ہمارا سوال ہے کہ ان دو حروف کے علاوہ بقیہ حروف کہاں ہیں؟

ان بقیہ حروف کا ظہور کیوں نہیں تا کہ شیعہ اہل بیت سے تو مستفید ہو جائیں؟

یا یہ سارے کے سارے حروف اس وقت تک پردة خفا میں ہی رہیں جب تک کہ القائم کا

ظہور نہیں ہو جاتا خواہ نسلوں کی نسلیں آتی رہیں مگر دین غار میں مخفی رہے گا۔

(۵) صحیفہ علی:

ایک دوسرا صحیفہ ہے جو تلوار کے لٹکانے والے حلقے میں پایا گیا ہے اس ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے لٹکانے والے حلقے میں ایک صحیفہ پایا گیا ہے جس میں لکھا ہوا ہے: بسم اللہ الرحمن الرحيم ، قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ سرکش اور باغی وہ شخص شمار کیا جائے گا جو کسی کو ناقص قتل کرے یا کسی کو بلا وجہ مارے اور غیر مستحق کو منصب امامت پر فائز کرے۔ ایسا شخص اس شریعت کا منکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو منصب امامت پر فائز کرے۔ اور جس شخص نے دین میں کوئی نئی چیز کو ایجاد کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے کوئی عذر یا فدیہ قبول نہیں فرمائے گا۔ ①

(۶) صحیفہ الجھر:

اس کی دو فرمیں ہیں: (الف) جفرابیض۔ (ب) جفراحمر
ابوالعلاء سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو سنا ہے کہ میرے پاس الجفر الابیض ” ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا اس میں کیا لکھا ہے؟
ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور، موسیٰ علیہ السلام کی تورات، عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل، ابراہیم علیہ السلام کے صحف، اور حلال و حرام کی تفصیل ہے.....“
اس کے علاوہ میرے پاس ”الجفر الاحمر“ بھی ہے۔

میں نے دریافت کیا کہ جفر احمر میں کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا ” او زار اور تھیار ہیں۔ اسے صرف خون بہایا قصاص کے وقت کھولا جاتا ہے۔ ان سے عبد اللہ بن ابی یعفور نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے کیا اس کو حسن علیہ السلام بیٹے جانتے ہیں؟

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم! وہ لوگ اس کا ٹھیک ٹھیک اس طرح علم رکھتے ہیں جس طرح انہیں رات دن کا علم ہے لیکن بر بنائے حسد وہ اس سے اغماس کرتے ہیں اگر وہ حق کو حق جانتے ہوئے اس کے حصول کی کوشش کریں تو یہاں کے لئے بہتر ثابت ہو۔ ①

ہمارا کہنا ہے کہ ذرا اس عبارت پر غور کرو کہ زبور داؤد، توراة موسیٰ، انجیل عیسیٰ، صحف ابراہیم علیہ السلام اور حلال و حرام ساری کی ساری چیزیں صحیفہ جفر میں موجود ہیں۔

ہمارا سوال ہے کہ تم نے اتنی بیش بہانمت کو چھپا کیوں کھا ہے اور اس کو ظاہر کیوں نہیں کرتے؟

(۷) مصحف فاطمہ :

(۱)..... علی بن سعید ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

بخارا ہمارے پاس مصحف فاطمہ ہے۔ اس میں کتاب اللہ کی آیات میں سے ایک آیت بھی نہیں ہے بلاشبہ وہ رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وآلہ کا املاء کروایا ہوا اور حضرت علیؑ کے دست مبارک کی تحریر ہے۔ ②

(۲)..... محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ:

حضرت فاطمہؑ نے ایک مصحف چھوڑا ہے وہ قرآن نہیں ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے ہے حضرت فاطمہؑ پر نازل ہوا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے املاء شدہ ہے اور حضرت علیؑ کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے۔ ③

(۳)..... علی بن ابی حمزہ سے مروی ہے انہوں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ان کا فرمان نقل کیا ہے:

ہمارے پاس مصحف فاطمہ علیہ السلام ہے، اللہ کی قسم اس میں قرآن کریم کے حروف میں سے ایک حرف بھی نہیں ہے لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کا املاء شدہ کلام ہے۔ اور حضرت علیؑ کے ہاتھ

① ملاحظہ ہو: (اصول الکافی، ۱/۲۴)۔ ۴۱/۲۶۔ ② بحار الانوار، ۱/۲۶۔ ۴۱/۲۶۔

③ البخار، ۱/۲۶۔ ۴۱/۲۶۔

سے لکھا ہوا ہے۔ ①

اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تم لوگ کہہ رہے ہو کہ یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کی املاء شدہ اور حضرت علیؑ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے تو اس کو امت مسلمہ سے چھپا کر کیوں رکھا گیا؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہاً پ کی طرف جو کچھ نازل کیا گیا ہے اسے امت تک پہنچا دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ (المائدہ: ۶۷/۵)

”اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے آپ اسے پہنچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔“

اس فرمان کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے لئے کیسے ممکن ہے کہ ساری امت مسلمہ سے (محفظ) نامی قرآن کا کتمان کریں حضرت علیؑ اور ائمہ کرام علیہما السلام کس بنیاد پر اس کو اپنے شیعہ پیروکاروں سے پردہ خفاء میں رکھیں گے یہ ناممکن بات ہے۔

کیا یہ امانت میں خیانت نہیں ہے؟ اور کیا مذکورہ مقدس لوگوں سے خیانت کی توقع ہے؟

(۸) قوراۃ اور انجیل و ذبور:

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ انجیل، توراۃ اور زبور سریانی زبان میں پڑھا کرتے تھے۔

ہم یہاں یہ بات کہنا چاہیں گے کہ امیر المؤمنین اور ان کے بعد ائمہ علیہم السلام کو زبور، توراۃ اور انجیل سے کیا سروکار تھا؟ یہ کتب سابقہ ان کے درمیان کیوں متداول تھیں اور وہ ان کتابوں کو چوری چھپے کیوں پڑھا کرتے تھے؟

نصوص شیعی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس پورا قرآن موجود تھا اور مذکورہ تمام کتب اور دوسرے چھوٹے بڑے صحیفے بھی، تمہارے دعویٰ کے مطابق موجود تھے۔ ان کو زبور، توراة اور انجیل کی کیا ضرورت پڑ گئی؟ خصوصاً جبکہ ہمارے علم میں ہے کہ یہ ساری کتابیں سابقہ نزول قرآن کی وجہ سے منسوخ ہو گئیں ہیں۔

ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس وقت صرف اور صرف قرآن کریم ہی دستور حیات کی حیثیت سے مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔ اسلام میں اگر کسی کتاب کی مسلمہ حیثیت ہے تو وہ قرآن کریم ہے۔ جہاں تک متعدد کتابوں کا معاملہ ہے تو یہ یہود و نصاریٰ کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ ان کی متعدد کتابوں سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔

سوال ۴۵ :.....نبی کریم ﷺ نے اپنے صاحزادے حضرت ابراہیم ﷺ کی وفات کے اظہار غم میں اپنے چہرے پر تھپٹ کیوں نہیں مارے تھے؟
حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؓ کی وفات پر ماتم کرتے ہوئے اپنے گالوں پر تھپٹ کیوں نہیں لگائے؟

سوال ۶ :.....علماء شیعہ کی کثیر تعداد خصوصاً ایرانی شیعہ عربی زبان سے نابلد ہوتے ہیں۔ وہ زبان کے اعتبار سے فارسی داں ہوتے ہیں گویا وہ حقیقت میں عجمی ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے کس بنیاد پر احکامات کا استنباط کرتے ہیں؟ جبکہ یہ بات مسلم ہے کہ ایک عالم دین کے لئے قرآن و سنت سے احکامات اور ان کے استنباط کے لئے عربی زبان سے واقفیت از حد ضروری ہے۔

سوال ۶۷ :.....شیعوں کا اعتقاد ہے کہ اکثر و بیشتر صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہمؐ کا شمار مساویے ایک محدود تعداد کے منافقین اور کفار کی صفوں میں ہوتا تھا۔ چند صحابہؓ کا تمام کافروں نے کام تمام کیوں نہ کر دیا تھا۔

سوال ۶۸ :.....کیا یہ بات عقل و خرد باور کرنے کے لئے تیار ہے کہ شیعہ نبی کریم ﷺ

کے انتخاب میں ناکام رہیں۔

سوال ۴۹: محمد بن حسن طوسی اپنی کتاب تہذیب الاحکام کے مقدمہ میں تحریر فرماتے

ہیں: ①

”تمام تعریفین اللہ کے لئے ہیں جو حق کا سر پرست اور اس کا مستحق ہے، خوب درود وسلام ہواں کی مخلوق میں سے افضل ترین اور بہترین ذات محمد ﷺ پر۔

بعض ان ساتھیوں نے، اللہ تعالیٰ انہیں نیکی و صلاح کی توفیق عطا فرمائے، جن کے م{j}جھ پر بعض حقوق عائد ہوتے ہیں، مجھے ہمارے شیعہ کی احادیث یاد کروادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی تائید سے بہرہ ور فرمائے اور ان کے اسلاف پر حرم و کرم فرمائے، انہوں نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ ہمارے یہاں احادیث میں بڑا ہے تضاد حتیٰ کہ ہمارے یہاں کوئی متفق علیہ روایت بھی نہیں ہے اگر کوئی ایک اتفاق کی صورت پیدا ہوتی ہے تو فوراً اس کی مخالفت میں احادیث موجود ہوتی ہیں۔ ہمارے یہاں احادیث کے ذخیرے میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے، جس کو متفق علیہ کہا جائے کیونکہ ہر حدیث کے مقابلے میں کوئی نہ کوئی حدیث ضرور موجود ہے۔ اسی چیز نے ہمارے مخالفین کو ہمارے مذہب شیعی پر اعتراضات کرنے کے موقع فراہم کئے ہیں۔

اشاعری شیعی سید دلدار علی لکھنؤی اپنی کتاب ”اساس الاصول“ میں رقمطر از ہے: ②

”اممہ کرام سے ما ثور و منقول احادیث بہت زیادہ اختلافات کا شکار ہیں اور کوئی ایسی روایت موجود نہیں ہے جس کے مقابلے میں اس کی کاٹ کے لئے کوئی روایت موجود نہ ہو۔“ یہی وہ صورت حال ہے جو بعض ناقص عقولوں کے لئے شیعہ مذہب سے نکلنے سبب بن رہی ہے۔

شیعوں کے عالم محقق، حکیم شیخ حسین بن شہاب الدین کرکی اپنی کتاب هدایۃ البرار

الی طریق الائمه الاطهار، میں تحریر کرتے ہیں: ③

① ملاحظہ ہو (تہذیب الاحکام، ص ۱/۴۵)۔ ② اساس الاصول، ص ۵۱، ط لکھنؤ الہند۔

③ هدایۃ البرار، ص ۱۶۴۔

اس کتاب کے لکھنے کی غرض و غایت بھی وہ ہے جس کو (التهذیب) کے مقدمہ میں ذکر گیا ہے کہ انہوں نے اس کتاب کی تالیف ہماری روایات کے درمیان تعارض اور تناقض کو دور کرنے کی غرض سے کی تھی کیونکہ ان کو یہ شکایت تھی کہ بعض شیعہ حضرات اسی بنیاد پر مذہب شیعہ سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔

هم یہاں کہنا چاہیں گے کہ شیعہ علماء نے اپنے مذہب میں تناقض کا بذات خود ۱۰ اعتراض کیا ہے اللہ تعالیٰ باطل کر کے فرمائے ہیں
 ﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجُدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾

(النساء: ۴/۸۲)

”اگر یہ (قرآن) اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں وہ لوگ بہت کچھ اختلاف پاتے۔“

سوال ۵۰: شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں رونا دھونا مستحب ہے! ہم کہتے ہیں کہ یہ استحباب بر بنائے دلیل ہے یا صرف ہوائے نفسانی کی بنابر؟ اگر یہ مبنی بر دلیل ہے تو وہ دلیل کیا ہے؟

اگر ایسا ہی ہے تو ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے اس کام کو کیوں نہیں کیا جن کی اتباع اور پیروی کرنے کے تم دعویدار ہو؟

سوال ۵۱: شیعہ کا اعتقاد ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یاد میں رونا دھونا کیوں نہیں کیا؟ نبی کریم ﷺ ان مذکورہ دونوں شخصیتوں سے افضل و اکرم نہیں ہیں؟ تم نبی کریم ﷺ پر اپنے سابقہ رونے سے بڑھ کر کیوں نہیں روتے؟

سوال ۵۲: شیعہ حضرات کے مطابق حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ولایت

واما ملت اور ان کے بعد ان کی اولاد کی ولایت و امامت کی پر ایمان رکھنا ایک رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا اور اگر کوئی شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا تو وہ کافر ہے اور جہنمی ہے خواہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ نماز پڑھتنا ہوا اور زکاۃ ادا کرتا ہو اور رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوا اور اس نے بیت اللہ کا حج بھی کیا ہو مگر وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔ شیعہ حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں لیکن ہم قرآن کریم میں اس عظیم رکن کی صراحة کیوں نہیں پاتے؟ ہم قرآن کریم کو پاتے ہیں کہ اس نے اس رکن اعظم کے علاوہ دوسرے ارکان کو صراحة کے ساتھ بیان کیا ہے، جیسے نماز، روزے، حج، زکاۃ، بلکہ قرآن کریم نے بعض مباحثات تک کا بھی صراحة کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے کہ شکار وغیرہ! ہمارا سوال ہے کہ قرآن کریم میں تمہارا وہ رکن اعظم کہاں گیا جس کا رات دن تم تذکرہ کرتے رہتے ہو؟

سوال ۵۳:اگر صحابہ کرام کا معاشرہ آپس میں بعض و عناد اور حسد و بغاوت والا معاشرہ

تھا، جس کے افراد میں سے ہر شخص منصب خلافت کو پانے کے لیکوشاں تھا بقول شیعہ حضرات، صحابہ کرام کا ماحول ایسا بن گیا تھا جس میں معدودے چند کے علاوہ کوئی ایمان پر باقی نہیں بچا تھا۔

اس کے برعکس ہم اس یہ دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے زریں دور میں، فتوحات پر فتوحات ہوتی چلی گئیں اور اسلام کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ تاریخ شاہد ہے اسلام اور مسلمانوں کو جتنا فروغ صحابہ کرام کے عہد زریں میں ملا اتنا کسی دور میں نہیں ملا اور اس عہد زریں کی یہ بھی خوبی ہے کہ اس میں ہزاروں افراد نے اسلام قبول کیا۔

سوال ۵۴:شیعہ حضرات نماز جمعہ کو کیوں چھوڑتے ہیں جبکہ نماز جمعہ کے قیام اور

اس کی ادائیگی کا صراحة کے ساتھ سورہ جمعہ میں حکم وارد ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِي لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاصْبِرُوا إِلَى﴾

﴿ذُكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذُلِّكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ۵۰

”اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت بند کر دو یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔“

اگر شیعہ حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز کو اس وقت تک معطل قرار دیے رکھیں گے جب تک کہ امام مہدی کا خروج نہیں ہوتا۔

تو ہم کہیں گے کہ کیا یہ انتظار اس عظیم فریضہ کے معطل رکھنے کا جواز فراہم کرتا ہے؟ اس شیطانی عذر کی وجہ سے ان لاکھوں بندگان خدا کا کیا ہو گا جو انتظار کرتے کرتے مر چکے ہیں اور ان کو اسلام کے اس عظیم الشان فریضہ کو ادا کرنے کا موقعہ تک نہ مل سکا؟

سوال ۵۵: شیعہ حضرات عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں سے کچھ آیات کو حذف کر دیا گیا ہے اور یہ کام حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ شیعہ حضرات ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام صاحب سے سوال کیا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین کے خطاب سے کیوں نوازا گیا؟

انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ خطاب عطا کیا ہے اور کتاب میں بھی اسی طرح ہی نازل ہی فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِ هُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ وَأَشَهَّدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلْسُتُ بِرَبِّكُمْ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولِيٌّ وَأَنَّ عَلِيًّا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

”اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتیوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ محمد ﷺ میرے رسول ہیں اور علی رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین ہیں۔“ ①

کلینی نے تغیر قرآن میں لکھا یہاں پر جب اور طاغوت سے فلاں فلاں مراد ہیں۔^① مجلسی تحریر کرتے ہیں کہ: فلاں اور فلاں سے مراد ابو بکر اور عمر ہیں۔^② یہی وجہ ہے کہ شیعہ حضرات شیخین کو العیاذ باللہ شیطان تصور کرتے ہیں۔

شیعوں کے یہاں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿لَا تَتَبَعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾ (النور: ۲۱ / ۲۴) ”اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو کی تفسیر میں پورے وثوق اور جزم کے ساتھ فلاں لکھا ہے کہ فلاں کی ولایت مراد ہے بلکہ قسم کھا کر اس بات کی تاکید بھی کی ہے۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہے (وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فِيْ وِلَائِيْةِ الْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا) جو کوئی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا علی کی ولایت میں اور اس کے بعد انہم کی ولایت میں تو یقیناً وہ بہت بڑی کامیابی سے ہم کنار ہوا“ ابو عبد اللہ اس آیت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ آیت من و عن اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ ③

ابو جعفر علیہ السلام سے مروی ہیں: جب رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَاٰلِہٖۤ بَنِی اٰمٰرٰۃ عَلٰیہِ السَّلَامُ یہ آیت لے کر محمد ﷺ کے پاس نازل ہوئے تھے ﴿بِعَسَمًا أَشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكُفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِي عَلٰیٰ بَغْيًا﴾۔ ترجمہ: ”اور بہت بری ہے وہ چیز جس کے بد لے انہوں نے اپنے آپ کو نیچ ڈالا وہ ان چیزوں کا کفر کرتے ہیں جو علی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نازل فرمائی ہیں۔“ ④

حضرت جابر فرماتے ہیں حضرت جبراًئِل عَلَيْهِ السَّلَامُ محمد ﷺ کے پاس من و عن یہ آیت لے کر تشریف لائے۔

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فِي عَلَيٍ فَاتُوا بِسُورَةٍ ۝
۵ مِّنْ مُّثْلِهِ﴾

٤٢٩/١ المصدر السابق ٣٠٦/٢٣ بحار الانوار، ②

٣ ملاحظة هو كتاب (أصول الكافي) ٤١٤ / ١٧ / ٤١٧ . **٤** ايضاً

٥ - شرح اصول الكافي، ٧٤/٦٦

٦٦ شرح اصول الكافي، ٧/٦٦

”اور اگر تم شک میں ہو اس چیز کی بارے میں جو ہم نے نازل کی اپنے بندے پر پس تم لے آؤ ایک سورت اس جیسی دیے گئے ہو! تم ایمان لا اور اس روشن نور پر جو ہم نے علی کے متعلق نازل کیا ہے۔“

ابو عبد اللہ علیہ السلام روایت کرتے فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام محمد ﷺ کے پاس یہ آیت لے کر تشریف لائے ﴿يٰيُهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكُتُبَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا فِي عَلِيٍّ نُورًا مُّبِينًا﴾ ①

محمد بن سنان رضاعلیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں: ﴿كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ بِوَلَادَيْهِ عَلِيٍّ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ يَأْمُوْهُمْ مِنْ وِلَادَيْهِ عَلِيٍّ﴾ یہ من و عن اسی طرح کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ ②

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہا ہے: ﴿سَأَلَ سَأَئِلُ بَعْذَابٍ وَاقِعٌ لِّلَّكَافِرِينَ بِوَلَادَيْهِ عَلِيٍّ لَّيْسَ لَهُ دَافِعٌ﴾ ”سوال کیا ایک سوال کرنے والے نے اس اس کے بارے میں جو واقعہ ہونے والا ہے علی کی ولادیت کا۔ جسے کوئی بھی روکنے والا نہیں ہوا گا۔“ اور فرماتے ہیں واللہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اسی طرح اس آیت کو لے کر محمد ﷺ پر نازل ہوئے تھے۔ ③

ابو جعفر علیہ السلام روایت کرتے ہوئے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام محمد ﷺ پر یہ آیت اسی طرح لے کر نازل ہوئے تھے:

﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَلَّا مُحَمَّدٌ حَقَّهُمْ قُولًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا أَلَّا مُحَمَّدٌ حَقَّهُمْ رِجْزًا مِنْ السَّمَاءِ عِبِّمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ﴾ ④

”پس بدلت الامان طالموں نے جنہوں نے آل محمد پر ان کے حق میں ظلم کیا، بات کو

② ایضاً ۳۰۱/۵۔

④ ایضاً ۴۲۳/۱۔

۱ ایضاً۔

۳ کتاب اصول الكافی، ۱، ۴۲۲/۱۔

سوائے اس بات کے جوان سے کہی گئی تھی۔ تو ہم نے ان لوگوں پر، جنہوں نے آل محمد پر ان کے حق کے معاملے میں ظلم کیا، آسمان سے عذاب نازل کیا بوجہ اس کے جو وہ نافرمانی کرتے تھے۔“

ابو جعفر علیہ السلام سے ہی مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ جو من

و عن یہ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَلَّا مُحَمَّدٌ حَقُّهُمْ لَمْ يَكُنْ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ... (يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فِي وَلَا يَةٍ عَلَيٍّ فَآمِنُوا خَيْرًا الْكُمْ وَإِنْ تَكُفُرُوا بِوَلَا يَةٍ عَلَيٍّ فَإِنَّ اللَّهَ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ ۱

”اے لوگو! تمہارے پاس رسول، علی کی ولایت کے بارے میں تمہارے رب کی طرف سے حق لا یا ہے، لہذا تم ایمان لا وہ بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم علی کی ولایت کا انکار کرو گے تو بلاشبہ اللہ ہی کی ملک ہے چاہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔“

یہ ہیں وہ آیات جن کے متعلق شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ مذکورہ تمام آیات صراحت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت و خلافت پر دلالت کرتی ہیں لیکن حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے ان میں تغیر و تبدل اور کر دیا۔

مذکورہ صورتحال میں خود بخود دوسوالات پیدا ہوتے ہیں اور وہ دونوں ہی شیعہ حضرات کے لئے باعث عار ہیں۔

پہلا سوال یہ ہے کہ بزعم شیعہ اگر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے ان مذکورہ آیات میں تحریف کی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد اس کیوضاحت کیوں نہیں کی؟

یا کم از کم محرف شدہ آیات کو ان کی اصلی بیت میں لکھوا کیوں نہیں دیا جیسا کہ وہ نازل ہوئی تھیں۔ ہم دیکھتے ہیں، تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علیؑ نے ایسا نہیں کیا بلکہ قرآن کریم کو اپنے عہد میں اسی شکل میں باقی رکھا جس شکل میں اس سے قبل خلفاء راشدین کے دور میں تھا اور جیسے کہ نبی کریم ﷺ کے دور بنت میں تھا کیونکہ حفاظت الٰہی کی بدولت محفوظ و مامون ہے۔ اس میں نہ تحریف ہوئی اور نہ ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْذِكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحْفِظُونَ﴾ (الحجر: ۹۱۵) ”ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی نگہبانی کرنے والے ہیں۔“ مگر شیعہ حضرات کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ عقل و خرد سے کام نہیں لیتی ہے۔

دوسرے سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا بعض آیات جن میں شیعوں نے تحریف و تبدیل سے کام لیا ہے تاکہ علیؑ کی ولایت و امامت اور خلافت کو ثابت کریں یہ آیات پوری راست سے ہمارے سامنے یہ بات بیان کر رہی ہے کہ: اس کا شائستہ تک نہیں ہو سکتا۔

ذرائع آیت کے بارے میں غور و خوض کریں، جس کو شیعوں نے تحریف کا نشانہ بنایا ہے یہ آیت تو یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب کہ انہوں نے اسے مسلمانوں کی طرف منسوب کر دیا۔

﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ﴾

”پھر جنہوں نے آل محمد کے حق میں ظلم کیا انہوں نے اس بات کو جوان سے کہی گئی تھی بدل ڈالا تو ہم نے بھی ان طالموں پر ان کے فسق و نافرمانی کی وجہ سے آسمانی عذاب نازل کیا۔“

بر بنائے آیت محرفہ یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت اس معاملہ کی نشاندہی کر رہی ہے جو مستقبل میں رو نما ہو گا اور حضرت علیؑ اس کو جانتے بھی تھے۔

حضرت علیؑ اور آل بیت اپنے کس حق کا مطالبہ کر رہے ہیں جو ان سے زبردستی چھین لیا گیا ہے۔ جب کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ یہ مستقبل میں گا؟ اور اس تحریف سے اس بات کی بھی نشاندہی ہو رہی ہے کہ مسلمان حضرت علیؑ کی ولایت اور ان کے بارے میں وصیت کو قبول نہیں کریں گے اور نہ ہی حضرت علیؑ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفہ بنیں گے۔

اس کے بعد ہمیں ذرا یہ بھی بتلایا جائے کہ یہ کون سا آسمانی عذاب، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر، جنہوں نے آل محمد حق خلافت کے معاملے میں ظلم و زیادتی کب نازل کیا۔

یہ سب جانتے ہیں کہ اب تک ایسا کوئی عذاب واقع نہیں ہوا ہے کیونکہ یہ کھلم کھلا تحریف کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔

سوال ۵۶: شیعہ حضرات ابوالحسن سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں روایت کرتے ہیں ”يُرِيدُونَ لِيَطْفُؤَا نُورَ اللَّهِ بِاَفْوَاهِهِمْ“
”یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہوں سے اللہ کے نور کو بجھائیں۔“

یعنی یہ لوگ امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت و امارت کو بجھاد دینا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿فَامِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلَنَا﴾ (التغابن: ۸)

”لہذا ایمان لا و اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔“

شیعہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ! اللہ کی قسم! نور سے آل محمد ﷺ کے قیامت تک آنے والے انہمہ مراد ہیں۔ ①

سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اسلام چار دنگ عالم میں پھیلا کر اپنے نور کو مکمل کیا ہے یا اہل بیت کو ولایت اور وصیت و خلافت عطا فرمائیں کی تکمیل کی ہے۔

سوال ۵۷: ایک سوال ہے کہ آپ کے شرعی مفہوم کی بنیاد پر ہم پاتے ہیں کہ انہے آل بیت علیہ السلام میں سے صرف چند اشخاص ایسے ہیں جو منصب خلافت پر فائز ہو پائے ہیں۔ ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب کہ آپ لوگوں کے یہاں تو بارہ امام ہیں۔ باقی ماندہ دس انہم کی عدم خلافت کے باعث اتمام نور کہاں گیا؟

سوال ۵۸: شیعوں کی بعض مذہبی کتابوں میں جعفر الصادق کی طرف یہ روایت منسوب ہے کہ ایک عورت نے آپ سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا: میں ان دونوں کی ولایت کی تسلیم کروں؟ آپ نے کہا تھا: ہاں ان کی ولایت کو تسلیم کرو۔ اس عورت نے برجستہ آپ کے سامنے اس وقت کہا تھا کہ جب میں اپنے رب کے رو برو حاضر ہوں گی تو میں رب کریم سے یہ کہوں گی کہ: شیخین کی ولایت کو تسلیم کرنے کا آپ علیہ السلام نے مجھے حکم دیا ہے تو حضرت الصادق نے اس عورت سے کہا ہاں! جاؤ تم رب کریم کے رو برو یہی کہنا۔ ①

باقر کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اس وقت بڑے تعجب کا اظہار کیا؟ جب اس نے اُن کی زبانی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو صدقیق کے لقب سے یاد کرتے ہوئے سنائیں شخص نے دریافت کیا: آپ بھی اس کو صدقیق کے لقب سے موصوف کرتے ہیں؟ امام باقر نے جواب دیا۔ جی ہاں آپ رضی اللہ عنہ واقعی صدقیق ہیں جو شخص دنیا میں آپ کو صدقیق کہنا گوارا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی بات کی تصدیق نہ کرے گا؟ ②

اس کے باوجود شیعہ کی ابو بکر صدقیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا رائے ہے؟

سوال ۵۹: ابو الفرج الاصفہانی نے ”مقاتل الطالبین“ ③ میں اور الاربیلی نے ”کشف الغمة“ ④ میں اور مجلسی نے ”جلاء العيون“ ⑤ میں نے یہ بات ذکر کی ہے کہ:

① روضۃ الكافی، ۱۰۱/۸۔

② ملاحظہ ہو مقاتل الطالبین ص ۸۸، ۱۴۲، ۱۸۸ طبعہ بیروت۔

③ ملاحظہ ہو: کشف الغمة، ۶۶/۲۔

④ الغمة: ۰/۳۶۰۔

⑤ جلاء العيون ص ۵۸۲۔

ابو بکر بن علی بن ابی طالب نے کربلا میں اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا ہے ان کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو بکر نے بھی ان معمر کہ میں شہادت پائی تھی۔ محمد الاصغر کو ابو بکر کی کنیت سے پکارا جاتا تھا۔

شیعہ حضرات ان حقائق کو کیوں چھپاتے ہیں؟ اور ساری توجہ رحضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ہی کیوں مرکوز رکھتے ہیں۔
اس کے لپس پرده یہ سبب پہاں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی اور صاحبزادے کا نام ابو بکر تھا۔

شیعہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کو اس حقیقت کا علم ہو جائے اور نہ ہی ان کے سید ہے سادے پیروکاروں کو اس حقیقت کا علم ہو جائے کہیں آں بیت اور اکابر صحابہ کرام اور ان میں بھی خصوصاً ان دعووں کی قلعی نہ کھل جائے اگر آپ کافر اور مرتد ہوتے اور منصب خلافت پر فائز ہو کر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی آل کی حق تلفی کی ہو تو ہم آں بیت کو آپ کے اس نام پر نام رکھتے ہوئے نہ دیکھتے۔

یہ بھی بتایا جائے کہ شیعہ حضرات حضرت علی اور حضرت حسین لڑنے پہنچا کی اقتداء میں اپنے بیٹوں کا نام ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نام پر کیوں نہیں رکھتے؟

سوال ۶۰: رسول اللہ تو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسالم کرنے سے امامت کا مقصود حاصل ہو جاتا ہے اور یہ مقصود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم کی زندگی میں اور آپ کی موت کے بعد دونوں صورتوں میں حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ شخص اس بات کا عقیدہ رکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسالم کے رسول ہیں اور ان کی اطاعت واجب ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم کی اطاعت و پیروی کی کوشش بھی کرتا ہے تو اس کے بارے اگر یہ کہا جائے کہ وہ جنت میں داخل ہو گا تو اس اعتقاد کی بنیاد پر مسئلہ امامت و ولایت پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں رہے گی اور اس کے ذمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم کی اتباع کے علاوہ کسی اور کی اتباع لازم نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جنت میں داخلہ اس وقت تک کہ ناممکن ہو گا جب

تک وہ امام کی اتباع اور پیروی نہ کرے گا تو یہ اعتقاد نصوص قرآنیہ کے سراسر خلاف ہے کیونکہ نصوص قرآنیہ میں بارہاں شخص کے لیے جنت واجب قرار دے دی گئی ہے جو صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے گا۔ قرآن کریم کی کسی نص میں بھی اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے دخول کو امام کی امامت پر ایمان لانے کے ساتھ مربوط کیا ہوا ہے
ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ آنَعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّلِحِينَ وَحُسْنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ (النساء: ۶۹)

”اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جیسے نبی اور صدیقین اور شہداء و صالحین یہ بہترین رفیق اور ساتھی ہیں۔“

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلُهُ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ خُلِدِيَّنَ فِيهَا وَذُلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (النساء: ۱۳)

”اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

اگر ایمان اور کفر کے درمیان امامت ہی حد فاصل ہوتی یاد دین میں اس رکن اعظم کی کوئی حیثیت ہوتی کہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ بندے کا عمل قبول نہیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی ان آیات میں اس کا ضرور ذکر کرتا اور اس کی تاکید فرماتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تو تھی کہ اس مسئلہ میں بعد میں اختلافات رونما ہوں گے۔

شاپید ہی کوئی شخص ایسا ہو گا جو کہتا ہو کہ آیات مذکورہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ضمن میں امامت کا مسئلہ بھی مضمرا ہے کیونکہ یہ بات کہنا تفسیر قرآن کے ساتھ ظلم ہے۔ اس دعویٰ کے بطلان کے لئے یہ کہنا کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی گویا کہ اس رب کریم کی اطاعت ہے جس نے ان کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو تن تہما ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اپنے رسول کی اطاعت کو بھی ذکر کیا ہے۔ رسول کی اطاعت کو الگ طور پر اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ عقیدہ اسلام کے دو اہم ترین اركان کو واضح کیا جائے جو کہ اللہ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی اطاعت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ضروری سمجھا گیا کہ اللہ کی اطاعت کے بعد جنت میں دخول کے لئے بطور شرط اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کا ذکر کیا جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مبلغ کی ہے اور نبی کی اطاعت گویا کہ اس ذات کی اطاعت ہے جس نے اُسے رسول بنا کر بھیجا ہے اور چونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، لہذا اللہ تعالیٰ نے بلا شرکت غیرے کامیابی و کامرانی اور جنت کے حصول کو اپنے رسول کی اطاعت اور اس کے حکم کو لازم پکڑنے میں پہاڑ رکھا ہے۔

سوال ۶۱:نبی کریم ﷺ کے عہد میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو صرف ایک مرتبہ آپ ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونے کے بعد اپنے آبائی وطن واپس چلے تھے۔ اس بات میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ انہوں نے زبان رسالت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے سب بیٹوں اور پوتوں کی ولایت اور امامت کے سلسلہ میں کچھ نہیں سناتھا۔

کیا ان کا اسلام ناقص کہلانے گا؟ اگر تم لوگ ہاں میں جواب دیتے ہو تو ہم یہ کہیں گے کہ اگر اس کی اتنی ہی اہمیت تھی تو نبی کریم ﷺ اس بات کے بدرجہ اولیٰ حقدار تھے ان لوگوں کے اسلام کی تصحیح کرتے اور انہیں امامت کے مسئلہ سے آگاہ کرتے۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ بھی ایسا نہیں کیا کہ انہیں جمع کیا ہوا اور عامة الناس کے سامنے امامت ولایت یا خلافت کا مسئلہ رکھا ہو۔

سوال ۶۲: شیعوں کے نزدک مقدس ترین کتاب نهج البلاغہ ہے جس کو شیعہ حضرات احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس میں مندرجہ ذیل عبارت موجود ہے۔
امام علی کا نامہ بنام امیر معاویہ۔

” بلاشبہ ان لوگوں نے مجھ سے بیعت خلافت کر لی ہے جنہوں نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے بیعت کی تھی اور من و عن انہی شروط پر بیعت کی ہے جن پر حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے کی تھی، الہذا جو شخص موجود ہے اسے اختیار کا حق نہیں اور جو غائب ہے اسے روگردانی کا حق نہیں۔ جہاں تک مجلس شوریٰ کا تعلق ہے وہ مہاجرین و انصار دونوں پر مشتمل ہے اگر مہاجرین و انصار کسی ایک شخص پر اجماع کر کے اُسے اپنا امام نامزد کر دیں تو اللہ کے لئے اس کی رضا مندی کی دلیل ہے اگر کوئی شخص ان کی ذات پر لعن و طعن کرتے ہوئے یا بدعت کی راہ ابیجاد کرتے ہوئے بغاوت کرتا ہے تو انصار و مہاجرین کو حق پہنچتا ہے کہ اسے راہ استقامت یا جادہ حق پرواپسی کے لیے دعوت دیں اگر وہ اسے قبول کرتا ہے تو ٹھیک و گرنہ مومنین کے راستہ سے بغاوت کرنے کی وجہ سے اس سے اعلان جنگ کر دیں اور اے معاویہ اگر تم عقل و خرد سے کام لیتے ہوئے ہوائے نفس کو پس پشت ڈالتے ہوئے سوچو تو تم مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے تمام لوگوں سے بڑھ کر بری پاؤ گے اور تمہیں یقینی طور پر اس بات کا علم ہو جائے گا کہ میں ان سے الگ تھلگ ہوں البتہ اگر تم مجھ پر ظلم و زیادتی کے درپے ہو جاو تو یہ اور بات ہے، تمہیں جو سمجھ میں آئے وہ کرو! والسلام۔“ ①

مذکورہ عبارت میں ان باتوں کی دلیل ہے۔

(۱) امام کا انتخاب مہاجرین و انصار کی رائے شماری اور اجماع پر ہوا کرتا تھا اس کا شیعوں کے والے رکن اعظم کے سے دور کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسی طریقہ پر بیعت خلافت ہوئی جس طریقہ پر حضرات خلفاء

راشدین حضرت ابو بکر و حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت ہوئی تھی۔

(۳) مذکورہ عبارت اس بات کی شہادت ہے کہ مجلس شوریٰ حضرات مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم عین ہی سے عبارت تھی، یہی ان کی فضیلت، ان کی علوم مرتبت اور اللہ کے نزدیک مقرب ترین ہونے کی دلیل ہے۔

(۴) کسی امام پر مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) کا اتفاق اللہ کی رضامندی اور خوشنودی کا پرتو ہے لہذا یہاں کسی کی حق تلفی یا بیجا خل اندازی کا شائستہ تک نہیں پایا جاتا جیسا کہ شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے وگرنہ اللہ تعالیٰ اس پر کس طرح راضی ہو سکتا ہے؟

(۵) شیعہ حضرات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن و طعن کرتے ہیں اور انہیں برآ بھلا کہتے ہیں مگر ہم تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ان خطوط تک میں سے کسی خط میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لعن و طعن کا اشارہ تک نہیں پاتے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ان سب سے راضی ہے اور اس نے ان کے دلوں میں موجود خلوص، ایمان اور محبت رسول وغیرہ کو بھی جان لیا ہے اب شیعہ کے لیے یہ بات کس طرح لاائق ہو سکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبر سے کفر و انکار کریں اور اللہ تعالیٰ کے برخلاف دعویٰ کریں؟ گویا یہ کہہ رہے ہیں:

اے پور دگار! ان کے بارے میں جو ہم جانتے ہیں وہ تو نہیں جانتا۔ العباد باللہ!

سوال ۶۳: ہم شیعہ حضرات کو دیکھتے ہیں کہ وہ کبار صحابہ کرام کو گالی گلوچ کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں لیکن اس کے مقابلے میں ہم ایک بھی اہل سنت کو نہیں دیکھتے ہیں آں آل بیت میں سے کس ایک کو بھی سب و شتم کرتا ہو؟ بلکہ وہ تو ان کی محبت کے باعث اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا شیعہ حضرات انکار نہیں کر سکتے خواہ وہ دروغ گوئی کی بھی کوشش کریں۔

سوال ۶۴: شیعہ کتب کے مطابق اللہ نے شہادت حسین کے متعلق فرمایا ہے

”لقد رضى اللہ عن المؤمنین اذ يبَايُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَإِنَّزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَآثَابَهُمْ فَتَحَقَّقَ قَرِيبًا۔“
 ”يَقِينًا اللَّهُ تَعَالَى مُؤْمِنِينَ سَخَّرَ لَهُمْ خُوشَ هُوَ كَيْفَ جَبَ كَهْ دَرَخَتْ تَلَهُ تَجَهَّ سَبَعَتْ كَرَرَهَ تَهَهَ، اَنَّ كَهْ دَلَوْنَ مَيْں جَوَهَهَا سَعَ اَسَ كَوْمَلُومَ كَرَلِيَا اَورَانَ پَرَاطَمِيَا نَازَلَ فَرَمَيَا۔“

سوال ۶۵: شیعہ حضرات اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کی۔ جس کو بیعت رضوان کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنی رضا و خوشنودی کا اعلان فرمادیا اور ان کے دلوں میں صدق و صفا کے وجود بات تھے اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی اپنی واقفیت کا اظہار کر دیا ① ہمارا سوال ہے کہ شیعہ حضرات کس بنیاد اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعہ بھیجی ہوئے اس حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور بزعم خود اس حقیقت کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں؟ گویا زبان حال سے یہ بات کہہ رہے ہیں کہ اے رب کریم اس حقیقت سے تو واقف نہیں ہے جسے ہم جانتے ہیں ”العیاذ بالله!“

سوال ۶۶: شیعہ حضرات کی مقدس کتابیں اس بات کی شہادت دینے کے لئے کافی ہیں کہ وہ اپنے اعتقاد کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوبرا بھلا کہہ کر اللہ سے تقرب اور اس کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں صحابہ کرام میں سے خلفاء ثلاثہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم میں، کو وہ لوگ لعن و طعن کا نشانہ بناتے ہیں سنیوں میں سے کسی ایک سنی کے بارے میں بھی یہ بات ہمارے گوشرہ ذہن میں نہ ہوگی کہ وہ آل بیت رسول ﷺ کو گالی گلوچ کرنے کی جرات کرے گا واللہ یہ بڑی جرات کی بات ہے بلکہ اہل سنت والجماعت کا ہر ہر فرد اہل بیت ﷺ سے محبت و موالاة کا اظہار کر کے عند اللہ تقرب کا خواہاں ہوتا ہے۔

① اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَإِنَّزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَآثَابَهُمْ فَتَحَقَّقَ قَرِيبًا﴾ (الفتح: ۱۸)

اس حقیت کا شیعہ حضرات انکار نہیں کر سکتے اور تقیہ میں بھی اس بات کو وہ جھپٹا نہیں سکتے کیوں کہ یہ بات اظہر مرن الشّمْس ہے۔

سوال ۶۷: شیعہ حضرات اپنی کتابوں میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے شہادت کے بارے میں بارہایہ بات دہراتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ معرکہ کر بلماں میں پانی کے ایک ایک قطرے کو ترس گئے اور اسی پیاس کی حالت میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اسی لئے ہم جگہ جگہ شیعوں کی وقف کردہ سبیل میاہ پر یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھتے ہیں کہ پانی سیر ہو کر پیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیاس کو ذہن نشیش رکھو۔

ہمارا سوال ہے کہ شیعوں کے اعتقاد کی بنیاد پر اگر انہم کرام علم غیب سے بہرہ در تھے تو کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ معرکہ کر بلاء کے درمیان پانی کی ضرورت کو اس سے قبل نہ جان سکے؟ اور ان کو اس بارے میں علم نہ ہو سکا کہ وہ پانی کے ایک ایک قطرہ کو ترس جائیں گے اور اس کی وجہ سے انہیں جام شہادت نوش کرنا پڑے گا، لہذا اس بحران کے تدارک کے لئے پانی اتنی مقدار جمع کر لیتے کہ دوران معرکہ وہ ان کی ضروریات کے لئے کافی ہوتا۔

دوران جنگ پانی مہیا کرنا بھی جنگ کے لئے اسباب اختیار کرنے کی قبیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ أَعِدُّوا لَهُمْ مَا أَسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ
بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَ عَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال: ۶۰)

”تم ان سے مقابلہ کے لئے اپنی استطاعت بھرقوت تیار کر لو اور گھوڑوں کو تیار کرو تاکہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کر سکو۔“ تو کیا جنگ کے دوران پانی کا انتظام کرنا جنگی حکمت عملی میں سے نہیں ہے اور کیا جنگ کے اسباب اختیار کرنے کے ضمن میں اس کا شمار نہیں ہوتا؟

سوال ۶۸: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں دین اسلام کی تکمیل ہو گئی تھی۔ ارشاد باری

تعالیٰ ہے: ﴿أَلَيْهِمَا كُمْلُتْ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ (السماںہ: ۳۱۵) ”آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔“

سوال ۶۹: شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کا مقصود ہی ریاست

اور ملک پر قبضہ کرنا تھا جس کے حصول میں انہوں نے دوسروں پر ظلم کیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان خلفاء نے کسی مسلمان سے قتل کیا ہے۔ ان کی تو تمام جنگیں کفر کے خلاف تھیں۔ انہوں نے قیصر کے غور کو خاک میں ملا یا تھا، کسریٰ کے شہروں کو زیر نگین بنایا تھا۔ اسلام کو مستحکم کیا تھا، اہل ایما ن کو سر بلند بنایا تھا جب کہ ان کے مقابلے میں کفر اور اہل کفر ذلیل ورسوا ہوا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اس معاملے میں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم سے پچھے رہے ہیں کیونکہ ان کے دور خلافت میں بلاائیوں نے انہیں قتل کرنا چاہا لیکن اس کے باوجود انہوں نے مسلمانوں سے لڑائی کی اور نہ ہی اپنی خلافت و ریاست کو بچانے کے لیے کسی مسلمان کو قتل ہی کیا۔

جب اس خلافت کو بھی ظلم سے تعبیر کیا جائے گا تو لازم ہے کہ علی کی خلافت پر یہ الزام لگایا جائے کیونکہ اس دور میں بہر حال مسلمانوں کی آپس میں جنگیں ہوئی تھیں۔

سوال ۷۰: قادیانیوں نے اپنے نائب کے لیے نبوت کا دعویٰ کر کے کفر کا ارتقاب کیا ہے لہذا سوال یہ ہے کہ ان قادیانیوں کے درمیان اور ان شیعہ کے درمیان کیا فرق ہے جو اپنے ائمہ کے لیے انبیاء کا بلکہ ان سے بھی زیادہ کا دعویٰ کرتے ہیں!

کیا یہ کفر یہ دعویٰ نہیں ہے؟! کیا وہ ہمارے سامنے اور رسول کے درمیان چند جو ہری فرق بیان کرنا پسند کریں گے؟ کیا رسول اللہ ﷺ دنیا میں اس لیے تشریف لائے تھے کہ آپ ان ائمہ کی بشارت سنائیں جن کے اقوال آپ کے اقوال کی مانند ہوں گے اور ان کے افعال آپ کی مثل ہوں گے اور وہ آپ ہی کی طرح معلوم ہوں گے؟

سوال ۷۱: رسول ﷺ کو کیونکر حجرہ عاشہ میں دفن کیا گیا؟! حالانکہ تم انہیں العیاذ باللہ کفر، فسق اور نفاق سے متهم کرتے ہو؟! کیا یہی رسول ﷺ کی ان کے ساتھ محبت

اور رضامندی کی واضح دلیل نہیں ہے؟

سوال ۷۶: ایک بات یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے درمیان کس طرح دفن کر دیا گیا حالانکہ وہ دونوں تمہاری نظریں میں کافر ہیں؟! اور مسلمان کو کافروں کے درمیان دفن نہیں کیا جاتا، علاوہ ازیں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کیا خیال ہے؟! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی تمہارے دعوے کے مطابق کافروں کی ہمسایگی سے حفاظت نہیں فرمائی!

سوال ۷۳: ہم سب کو بخوبی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قصہ افک کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کا حکم اپنی کتاب کریم میں نازل فرمایا ہے انہیں تہمت سے مبرأ قرار دے کر رہتی دنیا تک آپ رضی اللہ عنہا کی عزت و ناموس کو دوام بخش دیا ہے۔ اس کے باوجود بعض غالی قسم کے شیعہ اب بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس تہمت سے مٹھ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں انہیں مبرأ قرار دیا ہے اور ان کو شیعہ خیانت سے متصف کرتے ہیں ① سیدہ عائشہ پر بہتان باندھنا دراصل رسول اللہ کی ناموس پر حملہ ہے بلکہ اس جراءت سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی زد پڑتی ہے۔ کیا وہ اپنے نبی ﷺ کو اس بات کی خبر نہ دیتا کہ ان کی شریک حیات نعوذ باللہ خائنہ ہے؟ حاشا و کلا ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کہ نبی کی بیوی خائنہ ہو یہ شیعوں کا اسلام اور مسلمانوں کو داغدار کرنے کا محض پروپیگنڈہ ہے۔ کیسا ہی بدترین مذہب ہے جو زوجات رسول ﷺ کی عزت و عصمت کو داغدار کرنے کی پلانگ کرتا ہے اور امہات المؤمنین کی ناموس کو اپنے ناپاک اغراض و مقاصد کی خاطر آلو دہ کرنے کی تگ و دو کرتا ہو۔

شیعہ حضرات کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی اور ان کے دونوں صاحبزادے مشکل کشا ہیں جو مصائب و آلام کے وقت ان کے کام آتے ہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر وہ مشکل کشا ہیں تو اپنی زندگی میں جب ان لوگوں کو مصائب اور مشکلات کا سامنا پڑا تھا اس وقت ان لوگوں نے خود اپنی

مشکل کشائی کیوں نہیں کی؟

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت علیؑ کے دور خلافت میں امن و امان نہ ہو سکا اور ان کا عہد خلافت خانہ جنگی کی نذر ہو گیا۔ اس کے نتیجہ میں آپؑ کو جام شہادت بھی نوش فرمانا پڑا۔ حضرت حسنؑ کو بھی امیر معاویہؑ کے لئے خلافت سے مجبوراً دست بردار ہونا پڑا۔ بلکہ حضرت حسینؑ کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جس کے نتیجہ میں آپؑ کی شہادت کا جانکاہ واقعہ پیش آیا، اس کے باوجود ان کا مشن کامیاب نہ ہو سکا حتیٰ کہ ان کے بعد بھی خانہ جنگی کا تسلسل قائم رہا۔

ہمارا سوال ہے کہ مذکورہ مشکلات اور مصائب کے وقت ان اصحاب کے خارق عادت کا رنا میں کہاں چلے گئے اور انہوں نے ان پرمصائب موقع پر اپنی خارق عادت چیزوں کو، خود اپنی مشکل کشائی کے لئے پیش کیوں نہیں کیا؟

سوال ۷۴:شیعہ حضرات کا خیال ہے کہ حضرت علیؑ کے فضائل شیعوں کی روایت کے مطابق حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں اور ان کی خلافت اور امامت کی نص بھی متواتر ہے۔ یہاں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ وہ شیعہ روأۃ جو صحابہ کرام کے دور کے نہیں ہیں اور انہوں نے نہ نبی کریم ﷺ کا دیدار ہی کیا ہے اور نہ ہی نبی کریم ﷺ سے براہ راست سماحت کی ہے آپ ﷺ سے ان کا حدیث بیان کرنا مرسل کے حکم میں ہے اور اگر انہوں نے صحابی کی طرف نسبت کے بغیر اس حدیث کی روایت کی ہے تو وہ حدیث منقطع ہے۔ اس حدیث کو حدیث صحیح نہیں کہا جاسکتا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صحابہ کرام سے راہ و رسم رکھنے والے شیعہ روأۃ کی تعداد دس سے زیادہ نہیں۔ علاوہ ازیں ان دس کے دس شیعہ کا صحابہ کرام سے تواتر کے ساتھ روایت کرنا ثابت بھی نہیں ہے! تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن سے شیعہ حضرات نے حضرت علیؑ کے فضائل نقل کئے ہیں، ان پر شیعہ حضرات قدغن لگاتے ہیں اور ان کو کافر قرار دیتے ہیں۔

شیعہ حضرات ان جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین کے بارے میں، جن کی قرآن کریم نے مدح سرائی کی ہے، حد سے زیادہ تجاوز کرنے اور ان پر بہتان بازی اور الزام تراشی کرنے، ان کو کتمان حق کے کا مجرم قرار دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ لہذا شیعہ رواۃ کے اس قلیل گروہ جس پر جھوٹ کا الزام لگانا زیادہ آسان اور زیادہ مناسب ہے۔

سوال ۷۵:شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم جمعین کا مقصد حصول تخت و تاج کے لیے تھا ان لوگوں نے دوسروں پر ظلم و زیادتی کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں نے کبھی بھی حکومت اور ولایت کے لئے کسی مسلمان سے جنگ وجدال نہیں کیا بلکہ جن سے جنگ وجدال کیا تو وہ یا تو مرتدین تھے یا کفار و مشرکین!

سوال ۷۶:شیعوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت منصوص علیہ ہے اور ان کے منصب خلافت کے استحقاق کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے لیکن صحابہ کرام نے اس پر پردہ ڈال کر اسے چھپا دیا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ سراسر باطل ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین نے ان احادیث تک کا کتمان نہیں کیا ہے جن سے شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت اُنتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ "کہ تمہاری حیثیت میرے نزدیک ایسی ہے جیسے حضرت ہارون کی موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک۔" اس کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں ہمارے سوال ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین نے اس قسم کی احادیث کا کتمان نہیں کیا تو یہ بات کیسے باور کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم میں اس قسم کی آیات کا کتمان کیا ہے؟

سوال ۷۷:رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ حق ہیں اس کی دلیل

یہ ہے کہ

(۱) تمام صحابہ کرام نے بالاتفاق آپ رضی اللہ عنہ کی اطاعت فرمانبرداری کرنے، آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کو بجا لانے اور آپ کی مخالفت سے اجتناب کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ خلافت کے مسخنے نہ ہوتے تو یہ لوگ آپ کو قطعاً خلافت کے منصب پر فائز نہ کرتے اور ایک لمحہ کے لئے

بھی آپ کو خلافت کرنے نہ دیتے اور نہ ہی آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے کیونکہ یہ لوگ تقویٰ و پر ہیزگاری، زہد و ورع، دین و ایمان میں اپنی مثال آپ تھے ان کو اللہ کے بارے میں لعنت ملامت کرنے والے کی کچھ بھی پرواہ نہیں تھی لہذا ان لوگوں کا بالاجماع حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ برحق خلیفہ ہیں۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دوران خلافت نہ تو ان کی مخالفت کی نہ ہی ان سے جنگ و جدال کیا اور نہ ہی ان کے خلاف صفات آرائی کے لئے کبھی کمر بستہ ہونے کی کوشش کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس موقف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جنگ و جدال کا معاملہ محض فتنہ و فساد کے کے ڈر سے ترک کر دیا

یا آپ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے بے بس والا چارتھے۔
یا آپ کو علم تھا کہ حق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ساتھ ہے۔

یہ بات تو ناممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی مخالفت محض اس لئے ترک کی کہ انہیں فتنہ و فساد اور خانہ جنگی کا خطرہ تھا کیونکہ جب ان کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد اس جنگ کی نذر ہو گئی، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کی حتیٰ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی اس بنیاد پر جنگ ہوئی کہ آپ ﷺ کو یقین تھا میں حق پر ہوں۔

یہ بات بھی ناممکن ہے کہ آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اور عاجز محض تھے کیونکہ جن لوگوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ کی مدد کی تھی وہ تمام کے تمام سقیفہ کے موقع پر، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرنے کے دن، اور شوریٰ کی مجلس کے دن سب کے سب حالت ایمان پر قائم تھے اگر ان کو اس بات کا ہوتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں تو وہ سارے کے سارے صحابہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے کیونکہ امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جنگ وجدال کرنا آسان تھا۔ یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ حق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں خلافت و امامت کا کسی کو حق نہیں پہنچتا۔

سوال ۷۸: شیعوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کافر اور مرتد تھے۔ اس دعویٰ کی بنیاد پر حضرت علی اور ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ذات بھی اس دعویٰ کی زد میں آتی ہے۔ کیونکہ شیعوں کے اس دعویٰ کی بنیاد پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مرتدین سے مغلوب ہو گئے تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے عاجز آ کر زمام حکومت انہیں کو سونپ دی تھی۔ جبکہ تاریخی صفحات شاہد ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مرتدین سے باقاعدہ جنگ لڑی اور ان کی سرکوبی کر کے انہیں حق کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ کفار کے مقابلہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لئے اللہ کی جو مدد آئی، اس میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوش نصیب محسوس نہیں ہوتے ہیں؟ کیونکہ انہیں مرتدوں پر فتح نصیب ہوئی تھی شیعہ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرتدین، مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو جنگ ہوئی اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ عاجز اور بے بُس نظر آئے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ عدل و انصاف سے کام لینے والا ہے اور اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے کسی پر بھی ظلم نہیں کیا ہے۔ لہذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کیوں کراللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل قرار پاتے ہیں؟ بلکہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی فوجوں نے کفار کے لشکروں کے لشکر کاٹ ڈالے اور ان کو فتح و نصرت حاصل ہوئی جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے مد مقابل مرتدین کے مقابلے میں عاجز و بے بُس رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَهْنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَمُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ﴾

”اور تم سستی کا مظاہرہ نہ کرو اور کبیدہ خاطرنہ ہو تم ہی غالب اور فتح یاب ہو گے اگر تم ایماندار ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَهْنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَئِرَ كُمْ أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۵)

”پس تم بودے بن کر صلح کی درخواست پر نہ اتر آؤ جبکہ تم ہی بلند و غالب رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے یہ ناممکن ہے کہ وہ تمہارے اعمال ضائع کر دے۔“

بالآخر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ارادے سے باز رکھنے یا اپنے ملک سے باہر نکال بھگانے میں ناکامی اور بے بسی کاشکار ہو گئے تو انہوں نے ان سے صلح کی پیش کش کی اور ان سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے موقف پر قائم رہے گا اور اپنے دائرے میں کام کرتا رہے گا۔ یہاں اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ حضرات کے مطابق اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء مومن تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی مرتد تھے تو اس کا حتمی نتیجہ یہ نکتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب ہی غالب اور فتح یاب ہوئے ہوں اور ان کے مقابل لوگ ناکام و نامراد ہوئے ہوں جبکہ ایسا نہیں ہے۔

سوال ۷۹: اگر ہم تعصب کی عینک اتار کر حقیقت کے آئینہ میں شیعہ حضرات کے عقائد کا مطالعہ کریں تو ہمیں اس بات کا بخوبی علم ہو جائے گا کہ شیعہ حضرات کے بس کی بات نہیں کہ وہ جناب علی کے ایمان و عدل کو ثابت کر سکیں جب ان کو خوارج وغیرہ کہتے ہیں کہ علی مومن نہیں بلکہ کافر اور ظالم تھے اس وقت تشیع کو اہل سنت بننا پڑتے ہے کیونکہ جو روایات علی رضی اللہ عنہ کے ایمان پر شاہد ہیں انہی سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ایمان ثابت ہوتا ہے۔

اگر شیعہ ان احادیث سے استدلال کریں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسلام، ہجرت اور جہاد کے بارے میں حد تواتر کو پچھی ہوئی ہیں تو بالکل وہی احادیث خلفاء ثلاثہ کے ایمان ہجرت اور

جہاد پر تو اتر کے ساتھ دلالت کرتی ہیں بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور بنی امیہ و بنی عباس کے خلفاء اسلام، نماز، روزے اور جہاد پر دلالت کرتی ہیں۔

اگر شیعہ خلفاء ثلاثہ میں سے کسی ایک کے بارے میں منافق ہونے کا دعویٰ کریں تو خارجی شخص کے لئے بھی اس بات کا پورا امکان ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منافقین کی صفت میں شمار کرے۔ اس وقت اے شیعہ حضرات! تمہارا کیا جواب ہو گا تم کہاں سے اپنے عقیدہ کی صفائی پیش کرو گے؟ اور اگر شیعہ حضرات خلفاء ثلاثہ کے بارے میں کوئی شبہ یا شوشه چھوڑتے ہیں تو خوارج کے پاس بھی بے شمار ایسے شبہات ہیں جو شیعہ حضرات کے شبہات سے کئی گناہ زیادہ خطرناک ہیں؟ اور اگر شیعہ حضرات اس دروغ کا سہارا لیں کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہی منافق اور نبی کریم ﷺ کے دشمن تھے، اور ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کے دین کو حسب امکان بگاڑا ہاں تو خارجی کے لئے بھی اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی بات کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے چپازاد بھائی سے عداوت اور حسد رکھتے تھے کیونکہ زیادہ تر خاندانی لوگوں سے ہی عداوت اور حسد ہوا کرتا ہے گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ دین اسلام کا قلع قمع کر دینا چاہتے تھے مگر نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ان کی ایک نہ چل پائی اور خلفاء ثلاثہ کے دور میں بھی ان کا بس نہ چل سکا اور جب وہ مجبور ہو گئے تو انہوں نے خلیفہ ثالث کے قتل کی سازش کی اور ان کو قتل کر کے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دی، گویا انہوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ اور امت محمدیہ کی ایک بہت بڑی تعداد میں محض اپنے بعض وعدوں کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے قتل و غارت گری کے بازار کو گرم کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ان منافقین کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتے تھے جو آپ کے بارے میں الوہیت اور نبوت کے دعوے رکھتے تھے اور آپ ﷺ کے دل میں کچھ اور ہوتا تھا اور اظہار کچھ اور کرتے تھے گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ تقبیہ پر عمل کرتے تھے اسی لئے باطنی لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے متبع اور پیر دکار ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے محروم راز ہیں جو آپ سے باطنی قصہ اور کہانیاں گھڑتے ہیں اور آپ

کی طرف نسبت رکھنے کے جھوٹے دعویدا ہیں۔

اگر شیعہ حضرات حضرت علیؑ کے ایمان اور ان کی عدالت کو نص قرآنی سے ثابت کرنا چاہیں تو ان سے کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کا خطاب عام ہے اگر وہ حضرت علیؑ کو شامل ہو تو وہ ان کے علاوہ دوسروں کو آپ سے بڑھ کر شامل ہوتا ہے اور حضرت علیؑ کے ایمان اور ان کی عدالت کا اس سے ثبوت فراہم ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ دوسرے لوگوں کے ایمان اور عدالت کے ثبوت اس میں موجود ہیں۔ قرآن کریم کسی بھی آیت کے شیعہ حضرات اکثر حضرت علیؑ کے ساتھ مخصوص ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس بات کا بھی پورا امکان موجود ہے کہ اسی آیت کو حضرات صحابہ کرام یا اس جیسی دوسری آیت شیخین کے ساتھ مخصوص ہونے کا دعویٰ کیا جائے اور حضرت شیخین بارے میں دعویٰ کسی تیسرے کے لیے مقابلے میں زیادہ ممکن ہے۔ لہذا شیعوں کا دعویٰ ہی بے بنیاد ہے اور حضرات شیخین کے بارے میں اگر یہی دعویٰ کیا جائے تو قرین قیاس ہے اور اس کا امکان قوی ہے۔

اگر شیعہ حضرات یہ کہیں کہ اس کا ثبوت نقل روایت سے فراہم ہوتا ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ عقلی و نقلی روایات و آثار ان حضرات ثلاثہ کے بارے میں کہیں زیادہ بھی ہیں اور مشہور و معروف بھی ہیں اور اگر شیعہ اس بات کا دعویٰ کریں کہ یہ تواتر کے ساتھ منقول ہے تو ہم کہیں گے کہ حضرات ثلاثہ کے بارے میں تواتر مستند اور صحیح ترین روایات سے منقول ہے اور اگر شیعہ حضرات آثار صحابہ کو بنیاد بناتے ہیں تو حضرات ثلاثہ کے مناقب و فضائل کے بارے میں آثار صحابہ کی بہتات ہے جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔

سوال ۸۰:.....شیعہ کا خیال ہے کہ حضرت علیؑ سب سے زیادہ امامت کے حق دار تھے

کیونکہ حضرت علیؑ کے فضائل اور مناقب باقی صحابہ کرامؑ سے کہیں زیادہ ہیں۔ تب ہم یہ کہیں گے کہ حضرت علیؑ کے مناقب و فضائل معلوم ہیں مثلاً اسلام میں سبقت لے جانا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرنا اور علم و فضل اور زہد و روع ساتھ ہی ان کے علاوہ حسن

”وَحُسْنَىٰ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ، عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأُولَئِكَ الَّذِينَ كَانُوا مُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ رَبِّهِمْ“ کے فضائل بھی موجود ہیں۔

شیعہ نے علی الاعلان دروغ گوئی کے ذریعہ حضرت علیؑ کی خلافت ثابت کرنے کو درست سمجھا ہے تو ان لوگوں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہؓ کے لئے خلافت کی افضلیت کا ثبوت پیش کریں خواہ وہ دروغ گوئی اور تہمت ترازی کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو؟ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيهِ سُلْطَنًا فَلَا يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا﴾ (الاسراء: ۳۳)

”اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مارڈا لا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے پس اسے چاہئے کہ قتل میں زیادتی نہ کرے، بیشک مقتول کا وارث مدد دیا گیا ہے۔“

اس آیت کی رو سے حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھی یہ کہیں گے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ مظلوم زمانہ ہیں اور حضرت عثمانؓ کا خوب بہا لینے میں اللہ تعالیٰ نے امیر معاویہؓ کی نصرت و مدد کی ہے۔

سوال ۸۱: شیعوں کا خیال ہے کہ حضرت ابو بکر اور عمرؓ نے حضرت علیؑ سے زبردستی چھین لی تھی اور انہیں منصب خلافت سے محروم رکھنے کی سازش کی۔ یہ ان کا معروف مشہور جھوٹا پروپیگنڈہ ہے۔

ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ حضرت عمرؓ کو کیا ضرورت تھی کہ وہ حضرت علیؑ کو ممبران مجلس شوریٰ کے ضمن میں، منتخب فرمائیں۔ ان کے لئے بالکل ممکن تھا کہ وہ حضرت علیؑ کو مجلس شوریٰ کے لئے منتخب نہ کرتے جیسے کہ انہوں نے حضرت سعید بن زیدؓ کو اس منصب سے معزول کر دیا تھا یا حضرت علیؑ کے علاوہ کسی اور کو اس منصب پر فائز کرتے تو کس کی ہمت

تھی جو آپ ﷺ کے اس فیصلہ پر چوں و چرا کرتا؟

لہذا حقیقی بات تو یہ ہے کہ لوگوں نے ان کو ان کے مقام پر فائز کرنے میں نہ تو کوئی مبالغہ آرائی کی ہے اور نہ ہی کوئی کوتا ہی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا تصرف کیونکر صادر ہو سکتا ہے؟ انہوں نے ترتیب و ارجس کا حق بناتا تھا ان کو یکے بعد دیگرے ”الافضل فالا فضل“ کے قاعدہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بہترین ضابطہ اپنایا تھا اور انہیں ان کے ہم درجہ لوگوں کے برابر مقام ہی عطا فرمایا تھا۔

اس بات کی مزید تاکید کے لئے یہ دلیل کافی و شافی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے سانحہ شہادت کے بعد جب منصب خلافت کی باغ ڈور سنبھالی تو مہاجرین و انصار نے جو ق در جو ق آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کر دی۔ ان میں سے کسی شخص نے حضرت علیؓ کے سامنے ان کی امامت کے منصوص علیہا ہونے کی خلاف ورزی پر توبہ کی ہو؟ یا کسی نے یہ کہا ہو کہ مجھے حضرت علیؓ کی خلافت کے بارے میں وارد نص قطعی اب یاد آئی ہے جو میرے گوشہ دماغ سے محو ہو گئی تھی؟

سوال ۸۶: انصار رضی اللہ عنہم نے خلافت کے سلسلہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم سے تعارض کیا اور حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کو بیعت خلافت کی، پیش کش کی اس وقت علیؓ اپنے گھر میں بیٹھے رہے نہ انہوں نے مہاجرین کا ساتھ دیا اور نہ انصار ہی کا۔ اس کے بعد سب انصار نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف متفرقہ طور پر رجوع کیا، ان کے اس رجوع تین اسباب ہو سکتے ہیں

۱: یاقوت و طاقت سے رجوع ہوا ہے۔

۲: یا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حق ظاہر ہو گیا تھا۔

۳: یا انہوں نے بغیر کسی وجہ کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت تسلیم کی۔ اس کے علاوہ بیعت صدیق اور چوخی کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی۔

اگر شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ انصار نے طاقت کے دباو پر ان کی بیعت کی تھی حالانکہ مہاجرین و انصار کے درمیان کوئی معمولی ساتنماز عبھی نہ تھا اور یہ بات بھی بعید از قیاس ہے کہ انصار کو مروعوب کیا گیا ہو کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ کسی سے دب کر بات کریں۔ انصار کے پاس اس وقت دوسو سے زائد مشہور جنگ جو اور شہسوار موجود تھے اور سارے کے سارے ایک قبیلہ کی ایک ہی شاخ سے تعلق رکھتے تھے، ان کی بہادری اور شجاعت کے دور دور تک چرچے تھے، ان کو آٹھ سال کا جنگی تجربہ بھی تھا کیونکہ انہوں نے پورے آٹھ سال عالم عرب کے تمام قبائل سے پہم جنگ وجدال میں گزارے تھے۔ موت سے نبرد آزمانا ہونا ان کے لئے آسان تھا تلواروں کی چھاؤں میں وہ پلے بڑھے تھے، جنگ موتی سی جنگوں میں وہ قیصر روم سے ٹکر لے چکے تھے الہذا یہ بات ناممکن تھی کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے صرف دوسرا تھیوں سے خوف زده ہو جائیں۔ جن کے پاس نہ کوئی رعب و بد بہ تھا نہ ہی کوئی خاندانی جاہ و حشمت تھی۔ نہ ہی مال و دولت کی بہتان تھی نہ جاہ و جلال کی دھاک تھی کہ بہ دل ناخواستہ ان کو بیعت کرنا، ہی تھی۔ اس کے برخلاف انہوں نے بلا کسی تردید کے بیک آواز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت خلافت کی تھی۔

اسی طرح یہ بات بھی ناممکن ہے کہ انصار رضی اللہ عنہم یوں ہی اپنے حق خلافت سے دست بردار ہو جائیں کہ خلافت کا حق ابو بکر ہے اور اپنے چچا زاد کی بیعت سے بازا آ جائیں اور یہ بات بھی بعید از امکان ہے کہ اتنا بڑا جم غیر کسی رائے کے باطل ہونے کے باوجود، جبکہ کسی قسم کا خطرہ تک نہ ہو، اس بات سے اتفاق کر لیں اور نہ ہی مال و دولت یا جاہ و منصب کی خواہش تھی بنیاد پر انہوں نے زمام حکومت ایسے شخص کے ہاتھ میں سونپ دی تھی جس کا نہ تو کوئی قبیلہ تھا اور نہ ہی کوئی جاہ و جلال اور نہ خدم و حشمت تھے۔

الہذا یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انصار نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف اس لئے رجوع کیا تھا کہ ان کے پاس نبی کریم ﷺ سے حقیقی دلیل موجود تھی۔ کسی اجتہاد و قیاس یا نظر و تخيین کی بنیاد پر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس جدت اور دلیل کے پیش نظر انصار نے حضرت

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت کی، جو میں برحقیقت تھی۔

جب انصار کے قبیلہ میں خلافت ہونے کا شہبہ زائل ہو گیا اور ان کے لیے ریاست کا حق ختم ہو گیا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے، وہ کون سی وجہ ہے جس نے تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ متفقہ طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے وارد صریح نص کا انکار کریں؟ اور یہ بات ناممکن ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین کی ان کی آراء و خیالات سے ہم آہنگ ہو جائیں جنہوں نے ان پر ظلم کیا ہے اور خلافت پر ڈاکہ زنی کر کے ان غصب کیا ہے!

سوال ۸۳: شیعوں کا خیال ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تخت خلافت سے محروم رکھنے میں کامیاب ہوئے ہمارا سوال ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کون سے فوائد دستیاب ہوئے تھے؟

اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ذاتی مفاد ہی مقصود تھی تو انہوں نے اپنے بعد اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو خلافت کے منصب کے لئے جانشین نامزد کیوں نہیں کیا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا؟

ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد میں سے کسی ایک بیٹے کو اپنی زندگی ہی میں ولی عہد منتخب کیوں نہیں کیا تاکہ وہ ان کا جانشین ہو کر ان کے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے سیکھ یسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا؟

سوال ۸۴: ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم جمعین ہیں، گویا ان کی نانی جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہ بنت محمد ﷺ ہوئیں اور ان کے دادا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہوئے۔

یہاں شیعوں کے لئے باعث عار سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ بات باور کی جاسکتی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نواسہ ملعون ہو؟ کیونکہ: شیعوں کے نزدیک بنی امیہ جس میں محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی شمار ہوتا ہے، ملعون ہیں۔

کیا ایسا ممکن ہے؟ حاشا و کلا ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ①

سوال ۸۵:شیعہ حضرات اپنے ائمہ کرام کے لئے عصمت اور تقیہ کے اوصاف
اکٹھے رکھتے ہیں حالانکہ یہ دونوں چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں جس طرح آگ و پانی ایک جگہ
جمع نہیں ہو سکتے، اے شیعہ حضرات تمہارے ائمہ کی ایسی عصمت سے کیا فائدہ جس کے قول عمل
کی صحت و درستی کا کوئی پتہ نہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تمہارا ۹۰
فیصد دین تقیہ سے عبارت ہے۔

چونکہ تم تقیہ کو مرتبہ اور ثواب کے اعتبار سے نماز کے برابر گردانے ہو باس طور کہ تمہارا کہنا ہے کہ تقیہ کا تارک نماز میں کہ تارک کی مانند ہے^② اور دین کا نوے فیصد حصہ تقیہ ہے^③ اس میں کوئی شک و شبہ کی بات نہیں کہ تمہارے انہمہ کرام نے اس نوے فیصد دین پر عمل درآمد کیا ہے، جو تقیہ میں رکھا گیا ہے اور تقیہ پر عمل پیرا ہونا ان کی مزعومہ عصمت کی نفی کی بین دلیل ہے لہذا تمہارے انہمہ خود تمہارے اعتقاد کے مطابق معصوم نہیں رہے۔

سوال ۸۶:شیعوں کے اقوال اجتماع ضدین کا پرتو ہیں وہ اپنے ائمہ کی امامت پر حدیث ثقلین ^۴ سے استدلال کرتے ہیں (ثقلین سے مراد اہل بیت اور قرآن مجید ہے) عجیب اتفاق ہے کہ جو شخص ثقل اصغر پر نقد کرتا ہے شیعہ اس کو کافر کہتے ہیں اور جو شخص ثقل اکبر پر نقد کرتا ہے شیعہ اس کو کافر نہیں کہتے۔

سوال ۸۷:شیعوں کا خیال ہے کہ تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین سوائے معدودے چند اشخاص کے جن کی تعداد سات سے زیاد نہیں پہنچتی مرتد ہو گئے تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے

۱ ملاحظہ ہو: الکافی : ۵/۷۔ اور کتاب سلیم بن قیس، ص ۳۶۲۔

٢ بحار الانوار ٧٥ / ٤٢١ اور مستدرک الوسائل ١٢ / ٢٥٤ -

^٣ اصول الكافي ٢١٧ / ٤٢٣ اور بحار الانوار ٧٥ / ٧٥ -

4 حدیث ثقلین سے مراد بنی کریم ﷺ کا وہ قول ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے (انی تارک فیکم الثقلین!) کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی) اخراجہ الترمذی (۵/۳۲۸-۳۲۹۔ ”بلاشبہ میں تمھارے اندر دو بھاری اور قابل قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنی اولاد، یعنی اپنے اہل بیعت۔“

کہ باقی اہل بیت کو کس زمرے میں شمار کیا جائے گا، مثلاً اولاد جعفر اور اولاد علی ؑ وغیرہ کیا ہیں یہ لوگ بھی مرتدین کی صفت میں شامل ہو گئے تھے؟ کیا اہل بیت رسول ﷺ بھی بزعم شیعہ مرتدین کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں؟ کیا ایسا ممکن ہے؟

سوال ۸۸: حدیث مہدی میں وارد ہے کہ اگر دنیا میں صرف ایک دن کے علاوہ، کچھ بھی باقی نہ رہے تب اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل کرتا جائے گا، یہاں تک کہ اس شخص کو مبعوث کرے گا جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ جس کا نام میرے نام سے ہم آہنگ ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام والا ہوگا۔ ①

رسول ﷺ کا نام نامی، ہم سب کو معلوم ہے کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ ہے جب کہ شیعوں کے نزدیک امام مہدی کا نام محمد بن حسن ہے یہ ایک بہت ہی عظیم اشکال ہے۔

شیوخ شیعہ میں سے کسی ایک شخص نے اس اشکال کو بڑے ہی پر لطف جواب کے ساتھ حل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دونوں سے تھے (۱) ابو محمد الحسن۔ (۲) ابو عبد اللہ الحسین۔ اور چونکہ الحجۃ۔ مراد مہدی المنتظر حضرت حسین کی اولاد سے ہوں گے نبی کریم ﷺ نے کنیت پر لفظ اسم کا اطلاق کیا ہے تاکہ ان کا نام اس کے والد کے نام کے مطابق ہو جائے گویا آپ ﷺ نے باپ کا لفظ بول کر دادا مراد لیا ہے)۔ ②

سوال ۸۹: شیعوں کے امام مہدی المنتظر کے بارے میں متضاد اقوال امام مہدی المنتظر کی ماں کون ہے؟

کیا یہ وہی باندی ہے جس کا نام زگس ہے! یا اس کا نام صقیل ہے۔ یا وہ ملکیہ نامی باندی ہے۔ یا یہ باندی خمط نامی ہے۔ یا اس باندی کا نام حکیمہ ہے۔ یا اس کا نام ریحانہ ہے یا سوسن ہے۔ یا وہ مریم نامی آزاد عورت ہے یہ تو امام مہدی کی ماں کے ناموں کی فہرست ہے۔

① اخرجه ابو داؤد ۴/۱۰۶ - وصححه الالبانی فی صحيح الجامع: ۵۱۸۰ -

② ملاحظہ ہو۔ کشف الغمة فی معرفة الائمه للاربی (۲۲۰، ۳) -

مہدی کی ولادت کب ہوئی؟:

کیا آپ کی ولادت اپنے والد کی وفات کے ۸ ماہ بعد ہوئی یا اپنے والد کی وفات سے قبل ۲۵۸ھ میں ہوئی۔ یا اس کی پیدائش ۷ ۲۵ھ میں ہوئی یا ۲۵۸ھ میں۔ جہاں تک مہینے کا مسئلہ ہے تو اس کی ولادت ۸/ ذی القعدہ کو ہوئی یا وہ ۸ شعبان کو پیدا ہوئے یا وہ ۱۵ شعبان کو اس دنیا میں تشریف لائے؟ یا آپ کی پیدائش ۱۵ رمضان کو ہوئی۔ رحم مادر میں اس کے استقرار کی کیا کیفیت تھی؟

کیا اس کی والدہ نے اسے پیٹ میں رکھا جیسے ساری عورتیں حاملہ ہوتی ہیں یا اس کا حمل والدہ کے پیٹ کے بجائے اس کے پہلو میں قرار پایا، یعنی دوسری عورتوں سے مختلف خارق عادت کے طور پر اپنی کوکھ میں بطور حمل ایک مدت تک اٹھائے رکھا۔

والدہ کے پیٹ سے کس کیفیت میں پیدائش ہوئی؟:

اپنی والدہ کے پیٹ سے ان کی پیدائش ایسے ہی ہوئی جیسے تمام عورتوں کے پیٹ سے بچوں کی ولادت ہوتی ہے یا اس کی ولادت خارق عادت کے طور پر ماں کے ران سے ہوئی ہے؟ اس کی نشوونما کیسے ہوئی؟

انہوں نے ابو الحسن سے روایت بیان کی ہے کہ ہم اوصیاء لوگوں کی نشوونما ایک دن میں اس قدر ہو جایا کرتی ہے جس طرح عام لوگوں کی نشوونما ہفتہ میں ہوتی ہے۔ ابو الحسن سے مردی ہے کہ ہمارا بچہ جب ایک ماہ کا ہو جاتا ہے تو وہ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا سال بھر کا ہے۔

ابو الحسن سے مردی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم انہمہ لوگوں کی ایک دن کی نشوونما عام لوگوں کی سال بھر کی نشوونما کے برابر ہے۔ ①

اس کا قیام کہاں ہے؟:

ان کا کہنا ہے کہ وہ طیبہ میں قیام پذیر ہیں

کچھ کا کہنا ہے کہ وہ روہاء میں جبل رضوی کو اپنا مسکن بنائے ہوئے ہیں جب کہ بعض لوگوں سے یہ قول بھی مردی ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں ذی طوی نامی وادی میں قیام پذیر ہیں اور ایک قول کے مطابق وہ سامراء میں موجود ہیں۔

حتیٰ کہ کسی نے یہاں تک کہہ ڈالا ہے کاش مجھے پتہ چل جاتا کہ دوری آپ کو کہاں کہاں لے کر سرگردان پھر رہی ہے! بلکہ کہاں اور کس سرز میں نے آپ کو اٹھایا ہے آپ کو رضوی پہاڑ نے یا ذی طوی پر پہنچا دیا ہے یا کسی اور جگہ نے اٹھایا ہوا ہے یا اس دوری نے آپ کو یمن لے جا کر وادی شمرودخ یا گرین جزیرہ میں لا کر آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ ①

وہ کس حال میں ظہور پذیر ہوں گے؟ یا بوڑھے یا نوجوان؟

مفضل سے مردی ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا امام مہدی کس حال میں ظہور پذیر ہوں گے؟ وہ نوجوان ہوں گے یا بوڑھے؟ تو امام صادق علیہ السلام نے جواب دیا: سمجھ ان اللہ کیا یہ بھی کوئی معلوم کرنے کی بات ہے! وہ جس حالت میں چاہیں گے اور جس شکل میں چاہیں گے ظہور فرمائیں گے۔ ②

ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام مہدی بیتیس (۳۲) سال کی عمر کے نوجوان کی صورت میں ظہور پذیر ہوں گے۔ ③

ایک دوسری روایت میں ہے امام مہدی بوقت خروج ۱۵ سال کی عمر کے ہوں گے۔ ④

ایک روایت میں وارد ہے کہ ان کا ظہور اس، تروتازہ نوجوان کی شکل میں ہوگا جس کی عمر ۳۰ سال کی ہو۔ ⑤

① بحار الانوار، ۱۰۲/۱۰۸۔

② ملاحظہ ہو: بحار الانوار، ۳/۵۷۔

③ ملاحظہ ہو: کتاب تاریخ ما بعد الظہور، ص: ۳۶۰۔

④ ملاحظہ ہو: کتاب تاریخ ما بعد الظہور، ص: ۳۶۱۔

⑤ ملاحظہ ہو: کتاب الغیبة للطووسی ص: ۴۲۰۔

ان کی حکومت کی کتنی مدت ہوگی؟

محمد الصدر کا قول ہے کہ اس بارے میں روایات کی بہتانت ہے ان روایتوں کا ایک دوسرے سے بہت زیادہ ٹکراؤ ہے جس نے بہت سے مولفین اور مصنفین کو حیرت کا شکار بنادیا ہے اور وہ التباس کی نذر ہو گئے ہیں۔ ①

ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ ان کی خلافت ۱۹ سال تک قائم رہے گی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق وہ ۷ سال حکومت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے دن رات کی مدت طویل کر دے گا حتیٰ کہ اس کا ایک سال تمہارے دس سالوں کے مقابلے میں ہو جائے گا۔ اس طرح ان کی حکومت کی مدت تمہارے عام سالوں کے لحاظ سے ۷ سال ہو گی۔ ②

ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ ۳۰۹ سال اس دنیا میں حکومت کریں گے جتنا عرصہ اصحاب کھف اپنے غار میں رہے تھے۔

امام کے غائب رہنے کی کتنی مدت ہے؟

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شیعہ حضرات روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے امام مہدی غائب ہوں گے اور ان کا غائب ہونا ایک معمہ سے کم نہ ہوگا، لوگ ان کی روپوشی کی وجہ سے عجیب و غریب حال میں مبتلا ہو جائیں گے۔ بہت سی قومیں گمراہی کے دلدل میں جا پھنسیں گی اور دوسری ہدایت و راہ راست پاجائیں گی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ حیرت کتنے دن قائم رہے گی؟ انہوں نے جواب دیا کہ ۶ دن یا ۶ ماہ یا ۶ سال تک۔ ③

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے: قائم کے خروج اور نفس زکیہ کے قتل کے مابین صرف ۵ اراتوں کا فاصلہ ہوگا۔ مراد یہ ہے کہ ان کا خروج ۱۲۰ھ میں ہوگا۔ محمد الصدر اس روایت پر حاشیہ چڑھاتے ہیں کہ یہ خبر درست اور قابل اعتماد ہے اور تاریخی اعتبار سے اثبات کے قابل ہے

① ملاحظہ ہو: کتاب تاریخ ما بعد الظهور، ص: ۴۳۶۔ ② ملاحظہ ہو: تاریخ ما بعد الظهور، ص: ۴۳۳۔

③ ملاحظہ ہو: الکافی: ۱/۳۳۸۔

اور اس کتاب کے منبع اور اصول کی بنیاد پر یہ لاَقِ اقتناء ہے چنانچہ شیخ مفید نے (الارشاد) میں شعبہ بن میمون کے واسطہ سے شعیب الحداد کے ذریعہ صالح بن میتم الجمال سے یہ روایت کی ہے کہ یہ سارے کے سارے ثقہ روأۃ اور بلند پایہ علماء ہیں۔ ①

چنانچہ جب امام مہدی کا ظہور نہیں ہوا جیسا کہ مذکورہ روایات میں تحدید کی گئی ہے تو اس بارے میں دوسری روایت معرض وجود میں آگئی انہوں نے ثابت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے: اے ثابت! اللہ تعالیٰ نے ۷۰ کی دھائی کے اندر اندر القائم کے خروج کا وقت متعین کیا تھا مگر جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثہ پیش آیا، تو اہل زمین پر اللہ کا غصہ شدید ہو گیا۔ تب اس نے امام مہدی کے خروج کو ۱۳۰ھ تک کے لئے موخر کر دیا ہے لہذا ہم نے یہ بات بیان کر کے تم کو بتلادی کہ اب القائم کا خروج ۱۳۰ھ کا ہے اب تم اس حدیث کو بیان کر کے پھیلا دو اور پہاں راز کی نقاب کشائی کر دو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مزید اور وقت نہیں رکھا ہے۔ ②

اس کے بعد ایک اور روایت آتی ہے جو سابقہ ساری کی ساری روایتوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔ حضرت ابو عبد اللہ جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے انہوں نے ارشاد فرمایا ہے: امام مہدی کے خروج کا وقت متعین کرنے والوں نے جھوٹ گڑھا اور دروغ گوئی سے کام لیا ہے کیونکہ ہم اہل بیت کسی وقت کے پابند نہیں ہیں۔ ③

اسی لیے ہم نے ماضی میں خروج مہدی علیہ السلام کا کوئی وقت متعین کیا ہے اور نہ ہی مستقبل میں ان کے خروج کے لئے کسی وقت کی تحدید کریں گے۔

سوال ۹۰:شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب کے پاس انتہائی غم و اندھہ کی حالت میں لمبی لمبی سانسیں بھرتے ہوئے

① تاریخ ما بعد الظہور ص: ۱۸۵۔

② ملاحظہ ہو: اصول الکافی ۱/ ۳۶۸ اور الغیبة للنعمانی ص: ۱۹۷ اور الغیبة للطوسی، ص: ۲۶۳ اور بحار الانوار، ۵۲/ ۱۱۷۔

③ ملاحظہ ہو: اصول الکافی ۱/ ۳۶۸ اور الغیبة للنعمانی، ص: ۱۹۸۔

گھر سے باہر آئے اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: تب تم لوگوں کا کیا ہو گا کیونکہ صاحب زمان کے خروج کا وقت سایہ فگن ہے، جس میں حدود و کی پاسداری ختم ہو جائے گی اور مال و دولت کے ذریعہ شہربنا لیا جائے گا اللہ والوں سے عداوت و دشمنی کی آگ بھڑک اٹھے گی اور اللہ کے دشمنوں سے راہ و رسم اور موالاة تعلق جڑ پکڑتا چلا جائے گا، اصحاب نے عرض کی امیر المؤمنین! اگر ایسا براؤقت ہمیں دیکھا پڑ جائے تو ہم کیا کریں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح بن جانا جنہیں آروں سے چیر دیا گیا اور تنخہ دار پر لٹکا دیا گیا مگر ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی راہ میں مر جانا، اللہ کی معصیت و نافرمانی میں زندگی گذارنے سے کہیں بہتر ہے۔^۱ ہمارا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ اب شیعہ حضرات کا عقیدہ تلقیہ کہاں چلا گیا ہے؟^۲

وہ کون سی چیز ہے جس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سفر بھارت میں نبی کریم ﷺ کی موافق اختیار کرنے کے لئے مجبور کیا؟!

شیعہ کے مطابق اگر وہ منافق تھے تو پھر وہ کس لیے اپنی کافر قوم سے فرار اختیار کرنے کے لئے تیار ہوئے حالانکہ اس وقت انہیں غلبہ تھا اور وہی مکہ مکرمہ میں عزت و جاہشان و شوکت کے مالک تھے اور اگر بالفرض حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کسی دنیوی مفاد کے لیے اپنے دل میں نفاق پوشیدہ رکھے ہوئے تھے تو آخر وہ کون سی منفعت تھی، جو ان کو اس موقعہ سے نبی کریم ﷺ کی ذات سے مطلوب تھی حالانکہ نبی کریم ﷺ اس وقت اپنی قوم سے الگ تھلک بے یار و مددگار تھے اور یہ ایک بہترین موقعہ تھا کہ وہ آپ کو ان کے حوالے کر سکتے تھے جنہوں نے آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کی تصدیق نہیں کی تھی اور اب وہ آپ ﷺ کے قتل کے درپے بھی تھے۔

سوال ۹۱:اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں جا بجا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عین کی

۱ ملاحظہ ہو: الغيبة للطوسي ص ۲۶۲ اور بحار الانوار ۵۲/۱۰۳۔

۲ نهج السعادة: ۲/۶۳۹۔

تعریف کی ہے، چنانچہ ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاكَتُهَا لِلَّذِينَ يَتَقْوَنَ وَيُؤْتُونَ
الزَّكُوَةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِأَيْتَنَا يُؤْمِنُونَ۝ أَلَّذِينَ يَتَبَعُونَ الرَّسُولَ
النَّبِيَ الْأُمِّيَ الَّذِي يَجْدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ
يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ
يُحِرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَيِثَ وَيَضْعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلُلَ الَّتِي كَانَتْ
عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوا وَنَصَرُوا وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي
أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الاعراف: ۱۵۶، ۱۵۷)

”اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔ میں اس کو ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جس کو وہ لوگ اپنے پاس توراة و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں، بری باتوں سے منع کرتے ہیں، پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں، گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے اس سے ان کی گلو خلاصی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے یہی لوگ فلاح سے ہم کنار ہیں۔“

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ
لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجُورَ عَظِيمٍ۝ أَلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ
إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشُوْهُمْ فَزَادُهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ (آل عمران: ۱۷۲، ۱۷۳)

”جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو قبول کیا اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے ان میں سے جنہوں نے نیکی کی اور ڈرتے رہے تو ان کے لئے بہت زیادہ اجر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے کے لئے لشکر جمع کرنے ہیں تو تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور وہ کہنے لگے ہمیں اللہ کی ذات کافی ہے اور وہ بہت اچھا کار ساز ہے۔“

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَالَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْا
أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلْفَتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلِكِنَّ اللَّهَ
الَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝﴾ (الانفال: ۶۲، ۶۳)

”اور اللہ ہی نے اپنی مدد اور مؤمنوں کی تائید سے تمہاری مدد و تائید کی ہے اور ان کے دلوں میں باہمی الفت و محبت بھی اسی نے ڈالی ہے۔ روئے زمین پر جو کچھ ہے اگر آپ سارا کاسارا خرچ کر ڈالتے تب بھی ان کے دل آپس میں نہیں ملا پاتے یہ اللہ ہی کہ اس نے ان میں الفت و محبت پیدا کر دی ہے، اور وہ غالب حکمتوں والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾

(الانفال: ۶۴)

”اے نبی آپ کو اللہ تعالیٰ کافی ہے اور مؤمنوں جو آپ کی اتباع اور پیروی کر رہے ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرًا أُمَّةً إِلَّا حَاجَتُ إِلَيْنَا سِتَّاً مُّرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰)

”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

اس کے علاوہ بہت سی آیات ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور ان کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔

شیعہ حضرات رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں صحابہ کرام کے ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ان پر ارتداد کی تہمت لگاتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ (نعواز باللہ) صحابہ کرام آپ ﷺ کی وفات ہوتے ہی مرتد ہو گئے تھے۔ یہ عجیب و غریب معما ہے۔ نہ سمجھنے کا نہ سمجھانا کا! یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی کریم ﷺ نے انتقال ہوتے ہی ارتداد پر اجماع کیا اگر ایسا ممکن ہے تو کیوں؟ اس کا سبب کیا ہے؟

صحابہ کرام نبی مکرم ﷺ کی زندگی میں شدت، سختی، مصیبت اور تنگی کے وقت کیسے آپ ﷺ کا ساتھ دیتے رہے اور جان و مال سی نفس سے نفسی ترین اور قیمتی سے قیمتی چیزیں فدا کرتے رہے لیکن آپ ﷺ کی آنکھیں بند ہوتے ہی بلا کسی سبب کے وہ مرتد ہو جائیں!! یہ عجیب و غریب بات ہے!

اگر تم یہ تاویل کرو گے کہ صحابہ کے ارتداد کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنالیا تھا تو سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام نے بالاتفاق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت خلافت کیوں کی؟ کیا وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ڈرتے تھے؟ کیا بزوہ شمشیر ان کے ہاتھوں پر بیعت کی ہے؟ کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت ہی زور آور اور بہت ہی طاقتور تھے؟ یا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے جبر و قهر اور رعب و دبدبہ سے بزوہ بازو بیعت لی تھی؟ یہ ناممکن ہے کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تعلق

قریش کی شاخ بنی تم سے ہے اور بنی تم کی تعداد قریش میں بالکل تھوڑی تھی اگر کسی قبیلہ کو قریش میں غلبہ حاصل تھا یا جو تعداد میں اکثریت رکھتے تھے وہ بنی ہاشم، بنی عبد الدار اور بنی مخزوم تھے۔

جب یہ بات ناممکن ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین کو اپنی بیعت خلافت کے لئے مجبور کر سکیں تو پھر یہ بات کیسے ممکن ہوئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے اپنا جہاد اور مجاہدہ اپنا ایمان و اسلام اور اپنی دنیا و آخرت پیش کر دیں۔

سوال ۹۲:اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین نبی کریم ﷺ کی موت کے بعد مرتد ہو گئے تھے تو انہوں نے مرتدوں سے اسلام اور مسلمانوں کے دفاع میں لڑائیاں کیوں لڑیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین مسیلمہ کذاب، طیبہ بن خوبید، اسود عنسی اور سجاح جیسے مدعاوں نبوت اور ان کے تبعین سے بر سر پیکار کیوں رہے؟ اور ان کو اسلام کی طرف واپس لانے کی کوششیں کیوں کرتے رہے؟ اگر وہ مذکورہ لوگوں کی طرح مرتد تھے تو وہ بجائے ان کی سرکوبی کے ان کے مددگار ثابت ہوتے انہوں نے مرتدین کی مدد کیوں نہ کی اور وہ ان کے معین و مددگار کیوں ثابت نہیں ہوئے؟

سوال ۹۳:اصول فطرت اس بات کے شاہد عدل ہیں کہ ہمیشہ انبیاء کرام کی مصاحبۃ کے لئے اللہ تعالیٰ نے افضل و اشرف لوگوں کا انتخاب کیا ہے۔ لہذا نبیوں کے حواریین ہمیشہ اپنی قوم و معاشرے کے تشریف ترین لوگ ہوا کرتے تھے اگر ہر مذهب و ملت والوں سے ان کے اہل افضل و اشرف اشخاص کے بارے میں دریافت کیا جائے تو وہ یہی کہیں گے ان کے رسول کے اعوان و انصار، ہی اشرف ترین لوگ ہیں۔

مثلاً اگر اہل توراة سے ان کے مذهب و ملت کے افضل ترین لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جائے تو وہ یہی کہیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب بہتر اور افضل تھے۔ اگر اہل انجیل سے ان کی ملت کے اشرف ترین لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جائے تو وہ یہی کہیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین ہی سب سے بہتر اور بربتر لوگ تھے۔ اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کے اصحاب اور حواریین کا معاملہ ہے کیونکہ رسولوں کے حواریین اور اصحاب کا وحی کے ساتھ تعلق

انتہائی مضبوط ہوا ہے اور انبیاء و رسول کے بارے میں ان کی معرفت انتہائی معتبر ہوا کرتی ہے۔

ہمارے نبی محمد ﷺ کا کیا مقام و مرتبہ ہو گا جنہیں اللہ تعالیٰ نے کامل ابدی شریعت کی دعوت کو پورے عالم تک پہنچانے کے لئے منتخب کیا تھا۔ آپ ﷺ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھیجا تھا اور جن کی آسمانی کتب کے ذریعہ بشارت دے دی گئی تھی۔ تمہارے خیال کے مطابق، کیا ایسی شخصیت کے اصحاب اور رفقاء رضی اللہ عنہم جنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو بسر و پشم قبول کیا، آپ ﷺ پر ایمان لائے، آپ ﷺ کی بھی جان سے مدد بھی کی، آپ ﷺ کے دفاع میں پھاڑ بن کر کھڑے ہو گئے اور دل و جان سے آپ ﷺ کی عزت و تکریم کی، تمہارے اس زعم باطل کی وجہ سے شریعت اسلامیہ اور رسالت محمد یہ کا کیا مقام باقی رہ جاتا ہے کہ اصحاب محمد ﷺ نے شریعت اسلامیہ کا چولا اپنے گلے سے اتار کر پھینک دیا تھا اور مرتد ہو کر دین محمد منہ موڑ گئے تھے۔ گویا ان کے بعد جو بھی آیا وہ تو بدرجہ اولیٰ ارتدا اور کفر کا مرتكب قرار پایا اور وہ ان سے بھی زیادہ کھاٹے اور خسارے کا شکار بنا حالانکہ بھی وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی مدد و نصرت کے لئے اپنے اہل و عیال اور گھر بار کو خیر باد کہا اور آپ ﷺ کے دین کی خاطر ماں باپ اور بہن بھائیوں سے بر سر پیکار ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد دنیا کے دور دراز ملکوں کو قرآن و سنت کی بنیاد پر فتح کیا اگر دعوت و تبلیغ اور پند و نصارح سے کام نہ چلا تو انہوں نے تلوار اٹھانے میں بھی کوئی دقیقة فروغ نہ کیا۔

سوال ۹۴:.....جب ہم سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو کر آ جاتی ہے کہ سخت ترین موقع پر اور دشوار کن مراحل میں بھی نبی کریم ﷺ نے عقیدہ ترقیہ کا استعمال نہ کیا جبکہ شیعوں کے نزدیک عقیدہ ترقیہ دین کا ۹۰ فیصد ہے اور ان کے ائمہ نے عقیدہ ترقیہ کا جا بجا استعمال کیا ہے آخروہ اپنے نانا کے منبع پر کیوں قائم نہ رہے؟ اور اپنے جدا مجدد کی لائی ہوئی شریعت کی کھلی مخالفت کیوں کی؟ کیا آل بیت ﷺ کی ذات سے ایسا سرزد ہونا قرین قیاس ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

سوال ۹۵: حضرت علیؑ کا شیوه یہ ہے کہ انہوں نے کبھی بھی اپنے مقابل کی تکفیر نہیں کی۔ حتیٰ کہ خوارج کو بھی انہوں نے خارج از اسلام قرار نہیں دیا۔ جنہوں نے ان سے جنگ وجدال کیا اور انہیں تکلیفیں واذیتیں پہنچائیں، شیعہ حضرات اس سلسلہ میں ان کی اقتداء کیوں نہیں کرتے؟ شیعہ اصحاب رسول ﷺ میں سے بلند پایہ اور چنیدہ اصحاب کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ امہات المؤمنین زوجات رسول ﷺ تک کو وہ کافر گردانتے ہیں!

سوال ۹۶: شیعوں کے نزدیک اجماع جحت نہیں ہے بلکہ شیعہ کے مطابق اس کا سبب امام معصوم کا وجود ہے۔ ① ہمارا کہنا ہے کہ یہ فضول بات ہے کیونکہ اس سے اجماع کی اصولی حیثیت ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔

سوال ۹۷: شیعہ حضرات فرقہ زیدیہ کو کافر قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ فرقہ آل بیت ﷺ سے موالاۃ رکھتا ہے تو اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ شیعوں کی اصل بنیاد صحابہ کرام اور سلف صالحین سے بغض و عداوت ہے نہ کہ آل بیت سے محبت، جس طرح وہ دعویٰ کرتے ہیں۔ ②

سوال ۹۸: ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات امت کے اجماع کو مختلف مسائل میں اس دعویٰ کی بنیاد پر ٹھکرایتے ہیں کہ اس میں ان کے امام معصوم کا کوئی قول نہیں ہے اس کے بر عکس ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ بلا کسی چوں چرا کے امام مہدی کے وجود کے مسئلہ میں حلکیہ نامی ایک عورت کے قول و مانع پر متفق ہو جاتے ہیں۔

سوال ۹۹: شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ ہی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلافت اسلامیہ کے منصب کے مستحق تھے جس کے الفاظ یہ ہیں: انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ ③ کہ ”میرے نزدیک تمہاری وہی حیثیت ہے جو ہارون کی

① ملاحظہ ہو تہذیب الوصول لابن مظہر الحلبی ص ۷۰، المرجعیۃ الدینیۃ العلیا لحسین معتوق ص ۱۶۔

② رسالہ تکفیر الشیعۃ لعموم المسلمين للشيخ عبداللہ السلفی جس میں مؤلف نے بہت سے ایسے نصوص کا ذکر کیا ہے جو اپنے علاوہ دوسروں کو کافر ٹھہراتے ہیں اسی ضمن میں زیدیہ بھی ہے۔

③ اخرجه البخاری و مسلم۔

موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ میں تھی۔، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ یہ حدیث خلافت کے استحقاق پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ اگر اس سے خلافت کا استحقاق مراد ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا ہوتا مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ یوش بن نون، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین بنے تھے، الہذا یہ قیاس مع الفارق ہے۔

سوال ۱۰۰ :شیعہ حضرات نے اپنے تبعین کو تبارہ کاری اور نافرمانی کے کاموں کا ارتکاب کرنے میں جرات و شجاعت کا پیکر بنادیا ہے کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت علیؑ کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی معصیت ضرر رسانہ نہیں ہو سکتی حالانکہ اس دعویٰ کی قرآن کریم صریح انداز میں تکذیب کرتا ہے اور اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ

﴿لَيْسَ بِأَمَانٍ كُمْ وَلَا أَمَانٍ أَهْلِ الْكِتَبِ مَنْ يَعْمَلُ سُوءً إِيَّاهُ
وَلَا يَجِدُ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيَاؤَ وَلَا نَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۲۳)

”اور حقیقت حال نہ تمہاری آرزو کے مطابق ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر موقوف ہے بلکہ جو برآ کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا اور اپنے لئے اللہ کے علاوہ کسی کو حفاظتی اور مددگار نہیں پائے گا۔“

سوال ۱۰۱ :شیعہ عقیدہ بداء کے خوگر ہیں بداء کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کام کے ہونے پر پتا چلاتا ہے۔ اس کے وقوع سے قبل اسے علم نہیں ہوتا نہ عوذ باللہ من ذلك تعالیٰ اللہ عما یقولون علواً کبیراً گویا ان کے انہم کا علم غیب اللہ کے علم غیب سے بڑھ کر ہے۔

سوال ۱۰۲ :تاریخ عالم گواہ ہے کہ شیعوں نے مسلمان دشمن عناصر کو ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف شہدی ہے اور مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی بہت سے مواقع میں مدد و اعانت کی ہے مثال کے طور پر سقوط بغداد کے موقع پر شیعوں نے منگلوں کا ساتھ دیا اور بیت المقدس کے سقوط پر انہوں نے نصاریٰ کا ساتھ دیا۔ کیا کوئی سچا مسلمان ایسی حرکت کر سکتا ہے

جو شیعوں نے ان مذکورہ موقعوں پر کی ہے؟ کیا کسی مسلمان کا ضمیر اس غداری کے لئے تیار ہو سکتا ہے؟ اور کیا کوئی مومن صادق یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے سے منع کرنے والی آیات کی خلاف ورزی کر سکتا ہے؟ کیا حضرت علیؑ یا ان کے اہل و عیال یا ان کی ذریت میں سے کسی نے ایسی غداری کی ہے؟

سوال ۱۰۳: ہم نے بہت سے شیعہ حضرات کو حضرت حسن بن علیؑ اور ان کی والدہ کی مدد و برائی کرتے ہوئے دیکھا ہے باوجود یہ وہ ان کے اماموں میں سے ایک امام ہیں اور اہل بیت کے افراد میں سے ایک فرد ہیں۔ ①

سوال ۱۰۴: جو شخص شیعوں کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرے گا اسے پتہ چل جائے گا کہ ان کی تاریخ، اختلاف و انتشار، کے واقعات سے لبریز ہے اور وہ ایک ہی دور میں وقفو و قفہ سے انہیں ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہوئے دیکھے گا اس کی واضح ترین چند مثالیں یہ ہیں کہ شیعوں کے شیخ احمد الاحسانی نے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جسے بعد میں فرقہ شیخیہ کے نام سے شہرت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد اس کا شاگرد کاظم الرشی میدان میں آیا اور اس نے فرقہ "کشفیہ" بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد اس کے شاگرد محمد کریم خان نے "کربجخانیہ" فرقہ کی بنیاد ڈالی اسی پر بس نہیں بلکہ اس کی ایک شاگرد، جس کا نام قرۃ العین تھا، نے "القریۃ" نامی فرقہ کی اساس رکھی۔ اس کے بعد مرزا علی شیرازی نے "البابیہ" نامی فرقہ کی بنیاد ڈالی اور مرزا حسین علی نے فرقہ "بہائیہ" کو وجود بخشنا۔

ذراغور کریں کہ ایک ہی زمانے میں کس طرح شیعوں کے یہ فرقے آگے پیچھے وجود میں آئے ہیں اور تمام فرقوں کی پیدائش یکے بعد دیگرے، قریب قریب وقوف میں ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے

﴿وَلَا تَتَبَعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ (الانعام: ۱۵۳)

"اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ را ہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔"

سوال ۱۰۵: ہم دیکھتے ہیں کہ جس وقت باغیوں اور سرکشوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو اس وقت آپ کی مدافعت کے لئے جو شخصیت سینہ سپر نظر آئی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کی مدافعت کی اور لوگوں کو آپ رضی اللہ عنہ کے دروازے سے بھاگایا بلکہ اپنے دونوں صاحبزادے حضرات حسین بن رضی اللہ عنہ اور اپنے پچاڑا بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھ بھال کے لئے گھر کے اندر آپ رضی اللہ عنہ کی گمراہی کے لئے متعین کیا۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے معاهدہ نہ کر لیا ہوتا کہ وہ اپنے ہتھیار ڈال دیں اور اپنے اپنے گھروں میں پناہ گزیں ہو جائیں تو یہ لوگ لوگوں کی صفیں چیر کر حملہ کے لئے بھر پور تیار تھے۔ یہ اس دعویٰ کے بطلان کی دلیل ہے جو شیعہ حضرات کرتے ہیں کہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دلوں میں بغض، عداوت، نفرت اور دشمنی تھی۔ ①

سوال ۱۰۶: اس بات پر اہل سنت والجماعت اور شیعہ حضرات کا اتفاق ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اکثر ویسٹر معاملات میں مشورہ کرتے تھے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظلم وزیادتی کا معاملہ ہوتا تو وہ اہل حق سے مشورہ نہ لیتے؟ کیونکہ ظالم کے نزدیک حق بات کی کوئی وقعت نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ حق بات کی تلاش و جستجو کرتا ہے۔ ②

سوال ۱۰۷: یہ بات باجماع امت ثابت ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مائن صالح میں گورنر تھے ④ مذکورہ دونوں صحابی بزم شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شیعان علی رضی اللہ عنہ کے مدد و معاون تھے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی نظر میں مرتد، ظالم اور رباغی تھے تو حضرت سلمان فارسی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اس منصب کو کسی صورت میں قبول نہ کرتے کیونکہ یہ بات ان کی غیرت، حمیت اور

① دیکھئے: شرح نهج البلاغة ابی الحدید: ۱۱۰/۵۸ طبعة ایران و تاریخ المسعودی الشیعی: ۴۲/۳۴۔ بروت۔

② ملاحظہ ہو: نهج البلاغة، ص ۳۲۵، ۳۴۰ تحقیق: صبحی صالح۔

③ ملاحظہ ہو: المصدر السابق نفسه: ۱/۴۲۔

④ ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء للذهبی، ۱/۱۷۵۔

خودداری کے خلاف تھی کہ وہ ظالموں، جابریوں اور مرتدوں کا تعاون کریں یہ بات کیونکہ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا ہے:

﴿وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الظَّالِمِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ (ہود: ۱۱۳)

”دیکھو ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکنا ورنہ تمہیں بھی دوزخ کی آگ لگ جائے گی۔“

سوال ۱۰۸ : شیعوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے ائمہ معصوم ہیں اور ان کا امام مہدی موجود ہے۔ بس ظہور باقی ہے۔ اور ان کیس بعض مذہبی علماء ان سے رابطے میں رہتے ہیں بلکہ موقعہ بموقعہ وہ ان سے بات بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے ۳۰ علماء کا امام مہدی سے قلبی پر رابطہ رہتا ہے۔ اس دعویٰ کے باوجود مذہب شیعہ میں اختلافات اور نزاع کیوں ہے؟ یہاں تک کہ شیعوں کے مذہبی علماء میں سے ہر عالم اور ان کے مجتہدین میں سے ہر مجتہد کا اپنا خاص مذہب اور نظریہ ہے؟ باوجود اس صورت حال کے شیعہ حضرات ایسے امام کے وجود کے واجب ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ امام مہدی المنشتر ہیں۔ کرہ ارض پر بسنے والے تمام مذاہب میں سے سب زیادہ اختلافات انہی میں پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کا امام، ان کا قائم موجود ہے ان میں ہر وقت ہونے کے باوجود شدید اختلافات اور نت نئے فتنوں کا شکار ہیں آخراً ایسا کیوں ہے؟

پھر تم یہ بھی کہتے ہو کہ امام مجلسی نے یہ انکشاف کیا ہے کہ شیعوں کے امام روپوش ہیں ان کا مشاہدہ نہیں کیا جاسکتا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نے امام مہدی کو دیکھا ہے وہ جھوٹا ہے! مگر ہم کو تمہاری مذہبی کتابوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے مذہبی علماء کرام نے امام مہدی منتظر کو مختلف اوقات میں آنکھوں دیکھا ہے۔

سوال ۱۰۹ : شیعوں سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمہارا کہنا ہے کہ کسی زمانے کا امام سے خالی ہونا غیر مناسب ہے جب تمہارے نزدیک عقیدہ ترقیہ ۹۰ فیصد دین کا مرتبہ رکھتا ہے اور وہ امام کے لئے جائز اور موزوں ترین چیز ہے بلکہ مستحب اور مباح ہے کہ اس بھی ایک ہاتھ آگے کہ یہ

امام کے لئے باعث اعزاز و اکرام ہے کیونکہ امام لوگوں میں ورع اور تقویٰ کی اوج کمال پر فائز ہوتے ہیں یہاں پرسوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے شخص کے ذریعہ مخلوق خدا پر کیسے جحت قائم ہو سکتی ہے؟

سوال ۱۱۰: شیعہ حضرات کے مطابق ائمہ کرام کی معرفت، ایمان کی صحت کے لئے شرط ہے ان لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو بارہ ائمہ ہونے سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور اگر وہ مر نے والا خود امام تھا تو اس کے بارے میں شیعہ حضرات کیا جواب دیں گے؟

تمہارے اماموں میں سے بعض کو یہاں تک پہنچا کہ اس کے بعد کون امام بننے والا ہے تم نے کس بنیاد پر اس چیز کو ایمان کی صحت کے لئے شرط قرار دیدیا ہے؟

سوال ۱۱۱: صاحب نهج البلاغۃ^① سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ تک جب بعض انصاری کا یہ دعویٰ پہنچا کہ امامت و خلافت انصار میں ہو گی تو حضرت علیؑ نے اس موقع پر انہیں جواب دیتے ہوئے فرمایا: تم نے اس وقت ان کے خلاف یہ دلیل کیوں پیش نہیں کی تھی کہ نبی کریم ﷺ نے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ ان کے محسنوں کے ساتھ احسان کا برنا و کیا جائے گا اور ان کے بروں سے درگذر کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا: اس میں ان کے خلاف کوئی جحت ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر امامت ان میں ہوتی تو اس قسم کی وصیت ان کے بارے میں نہ ہوتی!

شیعہ حضرات سے یہ سوال کیا جائے گا کہ نبی کریم ﷺ نے صراحتاً اہل بیت علیہم السلام کے لئے اپنے فرمان سے وصیت کر دی ہے کہ میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ اگر امامت دوسروں کی علاوہ صرف ان کے لئے خاص ہوتی اور ان کا حق و راثت ہوتی تو نبی کریم ﷺ کو اہل بیت علیہم السلام کے لئے وصیت کی کیا ضرورت تھی؟

سوال ۱۱۲: کوئی ایسا شخص جس کو سیادت و قیادت حاصل ہوا اور جس کی ذاتی زندگی ایمان و عمل صالح سے عبارت ہو وہ ایسے لوگوں کا حکمران بن جائے جن میں کچھ مومن بھی ہوں اور کچھ منافق بھی ہوں اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ اہل نفاق کو ان کے قول کے داؤ پیچ سے پہچانتا بھی ہو، اس کے باوجود وہ شخص اہل صلاح و تقویٰ سے کنارہ کشی اختیار کرے اور منافقین و اہل وضلال کو اپنی حاشیہ برداری کے لئے اختیار کرے اور انہیں قیادت و سیادت کے مناصب پر بھی بے چون و چرا فائز کرنے سے دریغ نہ کرے اور اپنی زندگی ہی میں ان لوگوں کو کلیدی عہدے سونپ دے، بلکہ ان کے قریب سے قریب تر ہونے میں کوئی سرباقی نہ رکھے اور جب اس کا انتقال ہو تو وہ ان سے راضی ہو تمہارا ایسے شخص کے بارے میں کیا نقطہ نظر ہو گا؟ اور تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہو گے؟

یہی وہ اعتقاد ہیں جو شیعہ حضرات رسول ﷺ کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔

سوال ۱۱۳: شیعوں کے مذہبی عالم الحرم العاملی نے ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ ﴿وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصْمِ الْكَوَافِر﴾ (المتحنة: ۱۰) اور کافر عورتوں کی ناموس اپنے ہاتھ نہ میں رکھو، کی تفسیر کے سلسلہ میں روایت نقل کی ہے کہ جس شخص کے پاس کافر عورت عقد نکاح میں ہواں کو چاہئے کہ اس عورت کو اسلام کی دعوت دے اگر وہ اسلام کی دعوت قبول کر لے (فبھاون نعمت) اور اگر وہ اسلام کی دعوت قبول نہ کرے تو وہ اس سے بری الذمہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو منع کیا ہے کہ وہ کافر عورت کی ناموس اپنے ہاتھ میں رکھے۔ ①

اس اعتقاد کی بنیاد پر امام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ کافرہ اور مرتدہ تھیں ان کو، بزعم شیعہ، کتاب اللہ کی رو سے طلاق دینا واجب تھی۔ حیرت اور استتعاب کی بات ہے کہ نبی کریم ﷺ تو ان کے نفاق اور مرتداد سے باخبر نہ ہو سکے مگر ان شیعہ حضرات کو ان کے ارتدا اور نفاق کی اس آخری عہد میں خبر لگ گئی۔

سوال ۱۱۴: شیعوں میں سے فرقہ خطابیہ کا خیال ہے کہ جعفر صادق علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے اسماعیل بن جعفر علیہ السلام امام ہیں ان کے اس اعتقاد کا جواب دیتے ہوئے خود علماء شیعہ کا کہنا یہ ہے کہ اسماعیل بن جعفر علیہ السلام کا حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی زندگی ہی میں اپنے والد سے قبل انتقال ہو گیا تھا اور مردہ کیسے کسی زندہ کا خلیفہ بن سکتا ہے۔ ①

الہذا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ تم اللہ کے نبی ﷺ کے اس فرمان (انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ) سے حضرت علیؑ کی ولایت اور خلافت کی دلیل پیش کرتے ہو، جبکہ حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل انتقال ہو گیا تھا تمہارے اعتراض کے مطابق مردہ زندہ کا خلیفہ اور جانشین بن نہیں سکتا!

سوال ۱۱۵: شیعہ حضرات اپنے ائمہ اثناء عشر کی امامت کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں (لَا يَزَ الْأَمْرُ عَزِيزٌ إِلَى اثْنَتَيْ عَشْرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ) اس وقت تک حکومت کی شان و شوکت باقی رہے گی جب تک کہ حکومت بارہ کے ہاتھ میں رہے گی اور وہ سارے قبیلہ قریش سے ہوں گے۔ اور ایک دوسری روایت ہے کہ (يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا) اور بارہ امیر ہوں گے اور ایک اور روایت میں ہے، (لَا يَزَ الْأَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًّا مَا وَلَيَهُمْ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا) ② ”لوگوں کے معاملات اس وقت تک معمول کے مطابق چلتے رہیں گے جب تک کہ ان کی خلافت بارہ آدمیوں کے ہاتھ میں رہے گی۔“

ان احادیث کے بارے میں کہا گیا ہے کہ حدیث اپنے مضمون کے اعتبار سے صریح ہے کہ یہ بارہ اشخاص خلفاء ہوں گے اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شیعہ حضرات کے بارہ اماموں میں سے بجز حضرت علی اور ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہما کے خلافت نہیں کر پایا چنانچہ مذکورہ احادیث اپنے منطق کے اعتبار سے کچھ کہہ رہی ہیں اور شیعہ برادران ہواۓ نفس

❶ کمال الدین و تمام النعمة ص ۱۰۵ -

❷ اخرجه البخاری و مسلم۔

کی وادی میں حیران و سرگردان ہیں۔ ان روایات نے خلفاء میں سے کسی خلیفہ کے نام کا ذکر تنک نہیں کیا۔

سوال ۱۱۶: شیعوں کا دعویٰ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد معدودے چند صحابہ کرام کے سواسارے صحابہ کرام مرتد ہو گئے تھے تو ان سے کہا جائے گا کوئی شخص مرتد تو اس وقت ہوتا ہے جب وہ شبہ یا شہوت کا شکار ہو جائے۔

اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اوائل اسلام میں شبہات کا خدشہ زیادہ تھا شبہات کی تند موجیں اٹھ رہی تھیں اس وقت ایمان نا تو اس تھا مگر ایسے موقع پر جن لوگوں کا ایمان اسلام کی کمزوری کے دور میں بھی پہاڑ کی اپنی جگہ پر اُل رہا تو ایمان کے غلبے اور اس کے پورے طور پر ظہور پذیر ہونے، اس کے علم کی سر بلندی اور دنیا پر لہرانے کے بعد ان کا ایمان کس پائے کا ہوگا؟ اس کے بارے میں کیا تصور کیا جا سکتا ہے؟۔

جہاں تک شہوات کا تعلق ہے تو جو لوگ اپنے گھر بار، مال و دولت، زر و زمین چھوڑ کر اور اپنی عز و جاہ کو تھج کر محض اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں بلا کراہ پوری خوشی سے ہجرت کر گئے اور ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کی بھی انہوں نے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی اس قسم کے لوگوں کے بارے میں یہ خیال کیسے کیا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ ارتاد کا شکار ہو گئے ہوں گے؟

سوال ۱۱۷: شیعہ کا اعتقاد ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالَیٰ عنْہُمْ غیر عادل تھے لیکن خود شیعوں کی کتابوں میں ہمیں ایسی روایات متی ہیں جو صحابہ کرام کی عدالت کی بین دلیل ہیں۔ ان روایات میں سے ایک وہ روایت بھی ہے جو خطبه جتنہ الوداع کے موقع سے منقول ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ (نَصَرَ اللَّهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَا هَا ثُمَّ بَلَّغَهَا إِلَى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا) ① ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے جس نے دھیان سے میری بات سنی اور اسے یاد رکھا اسے اس شخص تک پہنچایا جس نے اسے نہیں سنا ہے۔“ یہ حدیث دلیل ہے

اس بات کی کہ صحابہ کرام عدل و ضبط میں کمال درجہ پرفائز تھے اگر صحابہ کرام نعوذ باللہ عادل نہ ہوتے تو نبی کریم ﷺ ان کو اپنی رسالت کی امانت لوگوں تک پہنچانے کے لئے منتخب کیوں کرتے؟ اور یہ کیوں کہتے کہ میرے کلام کو اس تک پہنچا دینا جس نے نہیں سنایا ہے؟

سوال ۱۱۸: ایک شیعہ سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نیک و صالح عورت کے انتخاب کا حکم نہیں دیا ہے اور معزز و مکرم لوگوں سے رشتہ قرات جوڑنے کی ترغیب نہیں دی ہے؟ اس شخص نے جواب دیا ہاں! اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس حکم دیا ہے۔ اس شیعہ شخص سے کہا گیا: کیا تم یہ بات گوارا کر سکتے ہو کہ تم کسی زانی کی اولاد سے رشتہ قائم کرو۔ اس شخص نے جواب دیا: معاذ اللہ! ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

اس شخص سے کہا گیا! تم لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہو کہ نعوذ باللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ایک فاحشہ عورت کے بطن سے پیدا ہوئے تھے جس کا نام صحاک ① تھا۔ تمہارے عالم دین ”نعمۃ اللہ جزاً ری“ نے بے حیائی اور بے شرمی کی حدود کو پامال کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس وقت تک چین نہیں آتا تھا جب تک کہ وہ کسی شخص سے لواطت نہ کروالیتے تھے۔ العیاذ باللہ ② اور تم لوگوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام المؤمنین حضرت خصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کی طرح منافقہ اور خبیث النفس تھیں بلکہ کافرہ تھیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک)۔

کیا تمہارا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ زنا کاروں کی اولاد سے رشتہ قرابت کریں گے؟ نبی کریم ﷺ اپنی شریک حیات بنانے کے لئے کسی منافقہ اور بدکردار عورت کا انتخاب کریں گے؟ خدا کی قسم تم لوگوں نے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہمؐ پر بہتان طرازی کی حد کر دی ہے اور تم وہ چیزان کے لیے پسند کرتے ہو جو ایک ادنیٰ بھی اپنے سے پسند نہیں کرتا ہے۔

سوال ۱۱۹: اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہمؐ کے مابین اتنی کثیر تعداد میں منافقین اور

① الکشکول للحرانی ۲۱۲/۳ اور کتاب لقدشیعی الحسین، ص ۱۷۷۔

② الانور النعمانیہ : ۲۳/۱۔

مرتدین موجود تھے جس کا شیعہ حضرات دعویٰ کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اتنی تیزی کے ساتھ اسلام کیسے پھیلا؟ اور کیسے مسلمانوں نے اس دور کے سپر پا اور فارس اور روم کو شکست فاش دی اور کیسے بیت المقدس کو آزاد کرایا؟

سوال ۱۶۰ :شیعوں کے عالم کا شف آل غطاء کا حضرت علیؑ کے بارے میں کہنا ہے کہ حضرت علیؑ نے جب اپنی آنکھوں سے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ ان سے قبل دونوں خلیفہ ابو بکر و عمرؓ نے کلمہ توحید کی نشر و اشاعت اور اسلامی فوجوں کی توسعہ میں اپنی ساری کی ساری توانائیاں صرف کر دی ہیں انھوں نے کسی کو کسی پر ترجیح دی اور نہ ہی کسی کو ظالم کہا تب علیؑ نے ان فتوحات کی تیاری میں ان کی مدد کی اور فتوحات کی وجہ سے بیعت لی اور ان کے ساتھ حکومت کر لی۔ ①

اس سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ ان دونوں نے اپنے اپنے عہد خلافت میں زور و شور کے ساتھ کلمہ توحید کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دیا اور اللہ کے راستے میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے فوجی دستے تیار کئے اور فتوحات اسلامیہ کا تانتا باندھ دیا۔ یہ ایک چوٹی کے شیعہ عالم کا اعتراض ہے۔ ہمارا سوال ہے کہ اس کے باوجود شیعہ حضرات شیخین پر کفر و نفاق اور ارتداد کی تہمت کیوں تراشتے ہیں؟ یہ تصادم بیانی کیا نتیجہ دکھار رہی ہے؟!

سوال ۱۶۱ :شیعہ بنی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرات صحابہ کرام کے ارتداد کا اس حدیث کے ذریعہ ثبوت فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں: (یَجِرِدُ عَلَىٰ رِجَالٍ أَصْحَابِيْ! وَيَعْرِفُونَنِیْ فَإِذَا دُونَ عَنِ الْحَوْضِ فَاقُولُ: أَصْحَابِيْ أَصْحَابِيْ! فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُو بَعْدَكَ) ② ”کچھ لوگ میرے حوض پر آئیں گے میں ان کو جانتا ہوں گا اور وہ مجھ کو جانتے ہوں گے ان کو حوض سے ہٹا دیا جائے گا میں ان کو دیکھ کر کہوں گا یہ میرے امتی ہیں، یہ میرے امتی ہیں! تو کہا جائے گا اے بنی ﷺ! آپ کو

نہیں پتہ کہ انہوں نے آپ کی وفات کے بعد دین میں کیا کیا گل کھلانے ہیں۔“

شیعہ حضرات سے پوچھا جائے گا کہ یہ حدیث اپنے منطق کے اعتبار سے عام ہے اس میں کسی شخص کی تخصیص نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی اس حدیث میں کوئی استثنائی صورت ہی ہے نہ حضرت عمار بن یاسر حضرت مقداد بن اسود حضرت ابوذر اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کا اس میں استثنایا گیا ہے جو شیعہ کی نظر وہ میں مرتد نہیں ہوئے۔ یہاں تک حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بھی اس حدیث کی رو سے استثنایا ہے۔ جب معاملہ ایسا ہی ہے تو تم اس عموم سے بعض کو چھوڑ کر بعض کی تخصیص کیوں کرتے ہو؟

سوال ۱۴۲:حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اکابر اصحاب میں سے مالک بن اشتہر بھی ہے اس کا قول ہے کہ! اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تم میں بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بناؤ کر بھیجا ہے اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں حلال و حرام اور فرائض و سنن ہیں! جب وہ اپنا فریضہ انجام دے چکے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا پھر ان کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے اور انہوں نے دوران خلافت میں نبوی کے مطابق عمل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت کی باغ ڈور دے دی انہوں نے بھی اور اس وہ مصطفوی کو اپنے لئے نمونہ بنایا۔ ① مالک بن اشتہر نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے شایان شان خوب تعریف کی ہے اس تو صافی بیان کے باوجود شیعہ حضرات ان کی اس تعریف سے تجاہل برتنے ہیں نہ ہی ان تعریفی کلمات کا اپنی محافل عزاء اور مجالس ماتم میں کوئی تذکرہ کرتے ہیں۔ ان کی یہ مجالس جو حسینیات کے نام سے موسم ہوتی ہیں حضرات شیخین پر لعن و طعن سے خالی نہیں ہوتیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے! حضرات شیخین سے آخراں طرح کا بغرض کیوں ہے؟

سوال ۱۴۳:امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت خلافت چھ ماہ تا خیر سے کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تا خیر کا ضرر دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت سے خالی نہیں یا تو آپ رضی اللہ عنہ بیعت میں تا خیر کرنے میں حق بجانب تھے جب آپ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی تو غلطی کی مرتكب ہوئے۔ یا آپ نے بیعت کرنے میں حق بجانب تھے، لہذا بیعت میں تا خیر کے غلطی کی۔ ①

سوال ۱۴ : شیعہ حضرات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تو عصمت کے قائل ہیں! مگر ان کی بہنوں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم لرضی اللہ عنہا کے بارے میں عصمت کے منکر ہیں، حالانکہ دونوں حضرات فاطمہ رضی اللہ عنہا، ہی کی طرح جگر گوشہ رسول ﷺ ہیں؟

سوال ۱۵ : اگر شیعوں سے یہ سوال کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی قسم کا تعارض کیوں نہیں کیا؟ جبکہ شیعوں کا دعویٰ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت بذریعہ نص موکد تھی۔ شیعہ حضرات اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منع فرمایا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد فتنہ برپا نہ کریں اور نہ ہی تلوار اٹھا کر اعلان جنگ کریں ان سے کہا جائے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمل اور صفين میں تلوار کیوں اٹھائی؟ جبکہ ہزاروں مسلمان ان دونوں معزروں میں شہید ہو گئے۔

سوال ۱۶ : شیعہ حضرات انبیاء عظام اور ائمہ کرام کے درمیان کوئی خاطرخواہ فرق بیان نہیں کرتی تھی کہ ان کے شیخ مجلسی نے ائمہ کے بارے میں کہا ہے کہ ہم ائمہ کے نبوت سے متصف نہ ہونے کے سلسلہ میں کوئی توجیہ نہیں جانتے مگر یہ کہ خاتم الانبیاء کی رعایت ہے، کرم ہے۔ ہماری عقولوں میں امامت اور نبوت کے مابین کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ ②

اگر ایسا ہی ہے تو پھر عقیدہ ختم نبوت کی کیا اہمیت رہی؟ کیونکہ وہ ذمہ دار یاں اور خصوصیتیں جن سے اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کے بجائے صرف اور صرف انبیاء علیہم السلام کو متصف کیا ہے، مثال

① الفصل فی الملل والاهواء والنحل: ۴/۲۳۵۔

② ملاحظہ ہو: بحار الانوار: ۲۶/۲۸۔

کے طور پر عصمت، اللہ کے دین کی تبلیغ اور مجزات وغیرہ خاتم الانبیاء ﷺ جاری و ساری ہو گیا؟!

سوال ۱۴۷ : شیعوں کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؑ کی

خلافت کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؑ کو غزوہ تبوک کے موقعہ پر اپنی نیابت کے لئے متعین کیا تھا اور ان سے یہ کہا تھا آنتَ مِنْ بِمَنْزَلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ ① ”تمہارا مرتبہ میرے ہاں یسا ہی ہے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا۔“ ان کا یہ دعویٰ تو اس وقت درست ہوتا جب نبی کریم ﷺ تمام غزوتوں کی زمام کار دوسروں کے ہاتھ میں سونپنے کے بجائے ہر مرتبہ علیؑ کو سوچتے اور تاریخ شاہد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن عفانؓ اور عبد اللہ بن ام مکتومؓ کو بعض موقعوں پر مدینہ کا خلیفہ متعین کیا تو پھر دوسروں کو چھوڑ کر صرف حضرت علیؑ کی تخصیص ہی کیوں؟

سوال ۱۴۸ : شیعوں کا دعویٰ ہیکہ ائمہ کرام کے لئے منصب امامت کا وجوب محض

لف و کرم کا تقاضا ہے اور یہ عجیب و غریب بات ہے بلکہ اگر اس کو معمہ سے تعبیر کیا جائے تو بجانہ ہو گا کہ شیعوں کے بارہویں امام بچپنے ہی میں روپوش ہو گئے تھے اور اپنی روپوشی کے بعد نہیں نکلے۔

سوال ۱۴۹ : شیعوں کا کہنا ہے کہ رسولوں کو مبouth کرنا اور اماموں کو متعین کرنا اللہ

تعالیٰ کی ذات پر واجب ہے ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبouth فرمایا ہے اور انہیں مجزات عطا فرمائیں اپنی عنایات اور تائید غیبی سے انہیں نوازا ہے جن لوگوں نے رسولوں کی تکذیب کی اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک و بر باد کر دیا ہمارا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ تمہارے ائمہ کے مویید من اللہ ہونے کے کیا دلائل ہیں؟ جن لوگوں نے ان کی کی تکذیب کی اور ان سے برس پیکار ہوئے ان پر اللہ کے غیظ و غضب کے کیا دلائل ہے؟

سوال ۱۵۰ : شیعوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے ائمہ کرام معصوم ہیں مگر بالاجماع دلائل

اس دعویٰ کے خلاف ہیں مثال کے طور پر چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

۱: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون بہا کا مطالبہ کرنے والوں سے برس پیکار ہونے کے سلسلہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد علی رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ان دونوں میں سے ایک درست تھا اور دوسرا غلط، دونوں کے دونوں شیعہ حضرات کے امام معصوم ہیں۔

۲: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے معاملے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رائے اپنے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی رائے سے مختلف تھی۔ اور بلاشبہ ان دونوں میں سے ایک درست تھا اور دوسرا غلط تھا حالانکہ شیعہ حضرات کے نزدیک دونوں ہی امام معصوم ہیں۔

۳: شیعوں کی بعض کتابوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے یہ قول نقل کیا ہے کہ عدل و انصاف کے ساتھ مشورہ دینے میں میری ذات بھی غلطی کر سکتی ہے۔“ مراد یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کی صراحة کر دی ہے کہ عصمت میرا خاصہ نہیں کسی لمحہ بھی مجھ سے غلطی سرزد ہو سکتی۔^①

سوال ۱۳۱: بلا درمیں کے علماء اہل سنت پر، ان کے فتویٰ کے بارے میں جو انہوں نے ضرورت کے وقت کفار و مشرکین سے مرتدوں کے مقابلہ میں مدد و استعانت کے جواز میں دیا ہے، الزامات کی بوچھاڑ کر دی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے مشہور شیخ ابن مظہر الحکی اپنی کتاب (منتہی الطلب فی تحقیق المذهب) ^② میں صراحة کے ساتھ شیعوں کے اجماع کو نقل کرتے ہیں بجز شیخ الطوسي کے تمام مشائخ ذمیوں سے باغیوں اور سرکشوں کی سرکوبی کے لئے مدد و استعانت طلب کرنے پر متفق ہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ آخر شیعوں کے یہاں اتنا تضاد کیوں ہے؟

سوال ۱۳۲: شیعوں کے اصول و قواعد میں سے یہ بھی ہے کہ جو امامت کے میں

① الكافی: ۲۵۶/۸ اور بحار الانوار: ۲۷/۲۵۳۔

② منتهی الطلب فی تحقیق المذهب: ۲/۹۸۵۔

ہونے کا دعویٰ کرے اور اپنی بات کی تصدیق کے لئے کوئی خارق عادت کر شمہ پیش کرے کہ جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے اس کے بال مقابل ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات نے زہد بن علی کی امامت کو تسلیم نہیں کیا حالانکہ اس نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا اور اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے امام غائب مہدی منتظر کے لئے امامت کو ثابت کر لیا ہے، حالانکہ انہوں نے خود اپنی امامت کا دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی بچپن میں اپنی روپوشی کے باعث اس کا کوئی اظہار ہی کیا ہے۔

سوال ۱۳۳ : جب اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ كُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمْنَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾ (النساء: ۵۸) ”اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مستحقین تک پہنچا دو۔“ تو اللہ کے رسول ﷺ نے بنی شیبہ کو طلب فرمایا کہ بیت اللہ کی کنجی ان کے حوالے کر دی اور فرمایا ”اے بنی طلحہ! اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ کنجی تمہارے حوالے ہے اور قیامت تک یہ تم لوگوں کے خاندان ہی میں رہے گی اور تم سے اس کو بجز ظالم کے کوئی نہیں چھینے گا۔“ ① بنی کریم ﷺ یہ خوبخبری بیت اللہ کے خدمت گذاروں کو سنارہ ہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس طرح کی خوبخبری حضرت علیؑ کی خلافت کے بارے میں آپ ﷺ نے کیوں نہیں سنائی؟ حالانکہ یہ ایسا معاملہ تھا جو تمام مسلمانوں کے لئے اہمیت کا حامل تھا اور جس میں امت کی بہت سی مصلحتیں پہنچائیں؟

سوال ۱۳۴ : شیعوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس قرآن کا ایک ایسا نسخہ تھا جو ترتیب نزول کے اعتبار سے مرتب تھا۔ اس بارے میں ان سے یہ کہ جائے گا کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے بعد جب منصب خلافت سنبھالا تو اپنے دور خلافت میں اس کا مکمل اور صحیح مصحف کو باہر کیوں نہیں نکالا؟ اس سے بھی دو باتوں میں سے ایک بات ضرور لازم آتی ہے:

یا اس خیالی مصحف کا کوئی وجود ہی نہیں ہے بلکہ شیعوں! تم حضرت علیؑ کی ذات پر

سر اسر بہتان باندھتے ہو۔

۲۔ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حق کی پرده پوشی کی اور اس کے کتمان کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات اس سے مبراء ہے۔

سوال ۱۳۵ : شیعہ حضرات آل بیت سے محبت اور موالاة رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں

لیکن ہم ان کے ہاں ایسی ایسی چیزیں پاتے ہیں جو اس محبت کے برخلاف ہیں کیونکہ وہ خاندان رسول ﷺ میں سے بعض کے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حسب و نسب کا حکلم کھلا انکار کرتے ہیں مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ کی صاحزادیوں میں سے حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو یہ لوگ نبی کریم ﷺ کی اولاد میں شمار نہیں کرتے! اسی طریقہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی تمام اولاد اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے صاحزادے ہیں، کا آل بیت میں شمار نہیں کرتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بہت سی اولاد سے یہ لوگ بعض وعداوت کا مظاہرہ کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ ان کو برا بھلا کہنے اور گالی گلوچ کرنے سے بھی باز نہیں آتے، مثال کے طور پر زید بن علی، اور ان کے صاحزادے یحیٰ اور موسیٰ کاظم کے دونوں صاحزادے ابراہیم اور جعفر لعلیہما السلام جعفر بن علی جوان کے امام حسن عسکری کے بھائی ہیں گالی گلوچ کرتے ہیں اور حسن بن حسن اور ان کے صاحزادے عبد اللہ اس کے بھی صاحزادے (النفس الزکیۃ) کے بارے میں شیعہ حضرات عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے اور ان کا یہی عقیدہ ابراہیم بن عبد اللہ، ذکریا بن محمد الباقر، محمد بن عبد اللہ بن الحسین بن الحسن، محمد بن القاسم بن الحسین اور یحیٰ بن عمر وغیرہ کے بارے میں بھی ہے۔

ہمارا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ آل بیت رسول ﷺ سے محبت کا دعویٰ کہاں چلا گیا؟ اسی پر بس نہیں ان میں سے ایک صاحب کا مقولہ اس کی شہادت دے رہا ہے ”حضرت حسن رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سارے کے سارے افراد ایسی بری عادتوں میں ملوث تھے جن کو توقیہ پر بھی محمول نہیں کیا جا سکتا“، بلکہ اس بات سے بھی کہیں خطرناک اور خوفناک ہیب اتنیں

پائی جاتی ہیں۔ ①

سوال ۱۳۶ : شیعہ حضرات دور عمل کے اہل بیت کو کافر کہتے ہیں ہیں حتیٰ کہ ان کے معتبر مصادر و مراجع میں یہاں تک مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ۳ اشخاص کے علاوہ تمام کے تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے اور وہ تین تھے مقدمہ عزیز اللہ حضرت سلمان اور ابوذر رضی اللہ عنہما اور بعض نے تین کے بجائے سات کی تعداد بتلائی ہے مگر ان میں ایک بھی اہل بیت میں سے نہیں ہے ان لوگوں نے سب اہل بیت پر کفر و مرتداد کا حکم لگایا ہے (العیاذ باللہ)۔ ②

سوال ۱۳۷ : حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے اعوان و انصار کی بہتان اور اکثریت کے باوجود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں منصب خلافت سے دست برداری اختیار کر لی تھی جبکہ انہی کے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اعوان و انصار کی قلت کے باوجود یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے برس پیکار ہونے اور اس کے خلاف خروج کرنے کا فیصلہ کیا اور دونوں بھائی یعنی حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بزم شیعہ امام معصوم ہیں! اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا موقف حق اور درست ہے تو اس کا مطلب یہ ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا موقف باطل ہے اور اگر اس کے برعکس ہے تو اس کا حکم بھی حکم مذکور کے برعکس شمار ہو گا۔ بلکہ شیعوں نے اپنی دودھاری تکفیری قینچی سے بعض سر برآ وردہ اہل بیت علیہ السلام تک کو کترڈا لئے سے بھی گریز نہ کیا اور ان پر بھی تکفیر کا فتویٰ داغ ڈالا، جیسے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا جن کے بارے میں شیعہ حضرات نے اس آیت کے نازل ہونے کا دعویٰ کیا ہے: ﴿وَمَنْ كَانَ فِيْ هُدَىٰ أَعْمَى فَهُوَ فِيْ الْأُخْرَىٰ أَعْمَى وَأَصَلُّ سَبِيلًا﴾ (الاسراء: ۷۲) ③ اور جو کوئی اس جہاں میں اندھا رہا، وہ آخرت میں بھی اندھا اور رستے سے بہت ہی بھٹکا ہوا رہے گا، ان کے صاحبزادے ابن عباس رضی اللہ عنہ

① المرجع السابق۔

② تتفییح المقال: ۳/۴۲۔

③ سلیمان بن قیس العامری کی کتاب ص ۱۹۲ اور کتاب الروضۃ من الكافی: ص ۸/۲۴۵ اور حیاۃ القلوب للملبسی فارسی: ۲/۶۴۰۔

جن کو امت چوٹی کے عالم اور ترجمان قرآن کے لقب سے موسوم کرتی ہے شیعوں کی کتاب الکافی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر مشتمل عبارت کے مطابق وہ محبوب الحواس تھے۔ ①

رجال الکشی میں ہے کہ (اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْصَرَ هُمَا كَمَا
أَعْمَيْتَ قُلُوبَهُمَا)۔ ”اے اللہ! فلاں کے دونوں بیٹوں پر لعنت نازل فرماؤ راں کی بصارت سلب فرمائے جیسا کہ تو نے ان کی بصیرت سلب کر لی ہے۔“ ②

اس عبارت پر ان کے شیخ حسن مصطفوی نے یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ دونوں بیٹوں سے مراد عبداللہ بن عباس اور عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ③

بلکہ شیعی حسد و بعض سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری صاحزادیاں بھی بچ نہ سکیں، اور شیعوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحزادیوں کے بارے میں یہاں تک کہہ ڈالا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صاحزادی ہی نہیں تھی۔ ④

کہاں گیا محبت آں بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے موالاة و تعلق قلبی کا بلند و باغِ دعویٰ؟

سوال ۱۳۸: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے خلاف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران جنگوں میں بنفس نفس شرکت کی تھی اور نبی حنفیہ کے قیدیوں میں سے ایک باندی آپ رضی اللہ عنہ کو دستیاب ہوئی تھی جس کے بطن سے آپ رضی اللہ عنہ کے صاحزادے تولد ہوئے جن کا نام محمد ابن الحفیہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو حق سمجھتے تھے و گرنہ مرتدین کی جنگ میں شرکت کے لئے راضی نہ ہوتے اور اس موقف

① رجال الکشی، ص: ۵۳۔

② اصول لکافی: ۲۴۷/۱۔

③ رجال الکشی ص: ۵۳ اور معجم رجال الحديث للخوئی: ۱۲/۸۱۔

④ کشف الغطاء لجعفر النجفی، ص: ۵ اور دائرة المعارف الشیعیة لمحسن الامین: ۱/۲۷۔

میں وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی موافقت کے لئے کسی صورت میں بھی تیار نہ ہوتے۔

سوال ۱۳۹: مختلف مسائل میں جعفر صادق سے منقول ہے کہ کوئی مسئلہ شیعی اقوال کی ایسی بہتان اور کثرت ہے کہ ایسا نہ ہوگا جس میں یا اس سے بھی زیادہ متعارض اقوال موجود نہ ہوں، مثال کے طور اس کنویں کے حکم کے بارے میں جس میں نجاست گرگئی ہو! جعفر صادق نے ایک مرتبہ فرمایا: کنوں سمندر کے حکم میں ہے اس پنجاست اور ناپاکی اثر انداز نہیں ہو سکتی اور دوسری مرتبہ اسی کے بارے میں ارشاد فرمایا: اس کنویں کا پورا پانی نکال کر پھینکا جائے گا۔ اور ایک مرتبہ اسی مسئلے کے بارے میں فرمایا ہے اس کنویں چھ یا سات بالٹی پانی نکالا جائے گا۔

جب شیعوں کے ایک عالم سے مسائل فقہیہ میں اقوال و آراء میں تضاد کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس تضاد سے گلو خلاصی کی کیا صورت ہو سکتی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ مجتہد کی صواب بدید پر موقوف ہے۔ وہ اس سلسلہ میں مذکور مختلف اقوال و آراء میں سے ایک قول کو راجح قرار دے گا اور باقی اقوال کو تقیہ پر محمول کرے گا۔

اس شخص سے کہا گیا کہ اگر اس کے علاوہ کسی دوسرے مجتہد نے اجتہاد کیا اور اس نے پہلے مجتہد کی ترجیح سے اختلاف کرتے ہوئے دوسرے قول کو راجح قرار دیا تو تم باقی ماندہ اقوال کے بارے میں کیا موقف اختیار کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا: اس موقع پر وہ یہی کہے گا کہ ایسا بطور تقیہ ہے۔

ان سے کہا گیا کہ اس طرح تو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا مذهب ختم ہو جائے گا کیونکہ کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو ان کی جانب منسوب کیا جائے تو پتہ نہ چل سکے گا کہ کون سا مسئلہ بطور تقیہ ہے اور کون سا بدون تقیہ ہے کیونکہ ان کے یہاں تقیہ اور غیر تقیہ کے درمیان امتیاز کرنے کا کوئی معیار نہیں ہے۔

سوال ۱۴۰: شیعوں کے نزدیک فتن حدیث میں شیخ الحرماء علیہ السلام کی کتاب (الوسائل) اور شیخ مجلسی علیہ السلام کی کتاب (البخار) اور شیخ نوری الطبری علیہ السلام کی کتاب

(متدرک الوسائل) کا شمار معتبر اور مستند کتابوں میں ہوتا ہے اور یہ ساری کی ساری انتہائی اخیر زمانے کی کی تصنیف کردہ ہیں۔

اگر انہوں نے ان کتابوں میں موجود احادیث کو سند اور روایت کے ساتھ جمع کیا ہے تو ایک عقل مند شخص اس بات کو ماننے کے لئے کس بنیاد پر تیار ہو سکتا ہے کہ یہ روایات گذشتہ گیارہ یا تیرہ صد یوں میں کیوں نہ لکھی گئیں۔ آخر اس سے پہلے یہ روایات کہاں تھیں؟ اور اگر یہ روایات کتابوں میں مدون تھیں تو ان کتابوں کی دستیابی اس سے قبل کیوں نہ ہو سکی؟ ان متقد مین نے ان روایات کو قرون اولی میں جمع کیوں نہیں کیا؟ اور ان مذکورہ دستیاب شدہ کتابوں کا مستند اور معروف کتابوں میں تذکرہ کیوں نہیں ملتا؟ اور یہ کہ پرانی کتابوں میں ان روایات کو لکھا کیوں نہیں گیا؟

سوال ۱۴۱:شیعوں کی کتابوں میں ایسی روایات اور احادیث کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہے جو آل بیت سے متعلق ہے اور جو اہل سنت والجماعت کے پاس موجود روایات و احادیث کے موافق ہے چاہے ان کا تعلق عقیدہ سے ہو یا بدعت و خرافات کی بخش کرنی سے ہو یا اس کے علاوہ دوسرے معاملے سے ہو لیکن شیعہ حضرات ایسی روایات کی تاویل کر کے اور انہیں توڑ مرود کران کے معنی سے دور کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بہت بڑا کارنامہ انجام دے دیا، شیعہ حضرات اس کی تاویل محسوس اس لئے کرتے ہیں کہ اس قسم کی روایات اور احادیث ان کے ہواۓ نفس سے میل نہیں کھاتیں اس دعویٰ کے پیش نظر وہ کہتے ہیں کہ یہ تقیہ ہے۔

سوال ۱۴۲:کتاب نجح البلاغہ کے مؤلف نقل کرتے ہیں کہ شیعوں کے نزدیک نجح البلاغۃ بڑی معتبر اور مستند کتابوں میں سے ایک ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی تعریف کی ہے! آپ نے نجح البلاغۃ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دنیا سے صاف و شفاف نکھرے نکھرائے اور عیوب و نقائص سے منزہ و مبارکہ خصت ہوئے دنیا کی خیر کی توفیق سے بہرہ و را اس کے شر سے دور تر رہے۔ اللہ کی

اطاعت و فرمابرداری کو انہوں نے اپنا شیوه بنایا اور اللہ کا جتنا تقوی اختیار کرنا چاہئے اتنا تقوی اختیار کیا۔ اس حال میں آپ ﷺ نے دنیا کو خیر بادکھا۔^❶

اس طرح کے مقامات پر تعریف دیکھ کر شیعہ حضرات حیران اور سرگردان نظر آتے ہیں شیعہ حضرات ایسے اقوال کو تلقیہ پر محمل کر ڈالتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ حضرت علیؑ نے ان لوگوں کی خاطر اس طرح کا بیان دیدیا ہے جو شیخین کی خلافت کے جواز اور صحت کے قائل تھے شیعوں کا یہ معتقد اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت علیؑ نے صحابہ کرام کو دھوکہ دینا چاہا! جس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علیؑ بزدل اور کم ہمت تھے اور ان باتوں کا اظہار کرتے تھے جو دل میں نہ رکھتے تھے العیاذ باللہ! اور یہ بات شیعوں کے اس دعویٰ کے خلاف ہے جو وہ حضرت علیؑ کی شجاعت اور بہادری اور ان کی حق گوئی و بیباکی کے بارے میں کیا کرتے ہیں۔

سوال ۱۴۳: جیسا کہ یہ بات معروف و مشہور ہے کہ شیعہ حضرات اپنے ائمہ کرام کی عصمت کا زورو شور سے دعویٰ کرتے ہیں یہ دعویٰ ان مختلف روایات کے سامنے دم توڑ جاتا ہے جن کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ کی حیثیت دوسرے انسانوں کی طرح بشری ہے جن سے سہواً غلطیاں اور لغزشیں سرزد ہو جایا کرتی ہیں حتیٰ کہ شیعی عالم مجلسی نے تو اس قضیہ پر مہر تقدیق ثبت کر دی کہ ”عصمت کا مسئلہ بڑا ہی نازک ہے! کیونکہ ائمہ کرام کے بارے میں بہت سی روایات اور آثار دلالت کرتے ہیں کہ ان سے سہواً لغزش سرزد ہو سکتی ہے۔^❷

سوال ۱۴۴: شیعوں کے گیارہویں امام شیخ حسن عسکری کا جب انتقال ہوا تو انہوں نے اپنے پیچھے کوئی اپنا خلف رشید نہ چھوڑا کیونکہ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک شخص نے جس کا نام عثمان بن سعید تھا نے یہ دعویٰ کر ڈالا کہ وہ حضرت عسکری (علیہ السلام) کا ایک لڑکا ہے جس کی عمر ۲۳ سال ہے اور وہ بذات خود اس کا مقرر کردہ ناصبی ہے۔

شیعوں پر انتہائی زیادہ تعجب ہے ایک طرف تو شیعوں کے نزدیک قاعدہ کلیہ ہے کہ ان کے اصولی مسائل کے میں ان کے امام معصوم ہی کے قول کا ہی اعتبار ہوگا اور یہاں پر وہ اہم ترین اعتقاد میں محض ایک عام شخص کے دعویٰ کو، جو کہ غیر معصوم ہے، بطور جحت مانتے اور تسليم کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

سوال ۱۴۵: شیعہ، حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور ان کی ذات کو ہر طرح سے آلوہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنے ہی قول کی تردید کرتے ہیں اور اپنی کتابوں میں یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما مرحومان بن الحکم رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ①

اور عجیب بات تو یہ ہے کہ معاویہ بن مروان نے رملہ بنت علی رضی اللہ عنہم سے شادی کی تھی!، جیسا کہ انساب والوں نے ذکر کیا ہے ② اور اسی طرح زینب بنت الحسن (المشنی) کی شادی ولید بن عبد الملک سے ہوئی تھی۔ ③

سوال ۱۴۶: شیعوں کے اعتقاد کے مطابق ان کے امام کا بالغ ہونا شرط ہے ④ پھر انہوں نے کے برعکس روشن اختیار کی ہے اور محمد بن علی جن کو الججاد کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ کی امامت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ وہ اپنے والد علی الرضا کی وفات کے وقت سن بلوغ تک نہیں پہنچے تھے۔

سوال ۱۴۷: شیعہ حضرات اپنے امام غائب مہدی المنتظر کے بارے میں بہت سے قصے کہانیاں گڑھتے ہوئے، دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی ولادت ہوئی تو اس پر آسمان سے پرندے اترے جو اس کے سر چھرے اور اس کے پورے بدن کو اپنے پروں سے جھاڑتے پوچھتے

① بحار الانوار: ۱۰/۱۳۹ اور النوادر للراوندی ص: ۱۶۳۔

② نسب قریش لمصعب الزیبری، ص: ۴۵: اور جمہرۃ انساب العرب لابن حزم، ص: ۸۷۔

③ نسب قریش، ص: ۵۲: اور جمہرۃ انساب العرب، ص: ۱۰۸۔

④ الفصول المختارۃ للمفید ص: ۱۱۲ - ۱۱۳۔

تھے جب وہ اچھی طرح جھاڑ پونجھ چکے تو وہ پھر اڑ کر آسمان کی طرف روانہ ہو گئے! جب اس قصے کے بارے میں ان کے والد کو اطلاع دی گئی تو وہ مسکرا کر فرمانے لگے کہ یہ آسمانی فرشتے تھے جو اس مولود سے تبرک حاصل کرنے کی غرض سے نازل ہوئے تھے اور جب اس کا خروج ہو گا تو یہی پرندے، یعنی ملائکہ ان کے مددگار ہوں گے۔ ④ یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ملائکہ امام مہدی منتظر کی مدد و نصرت کے لئے تیار کھڑے ہیں تو پھر امام صاحب کو کس بات کا خوف ہے اور مارے خوف و دہشت کے امام صاحب غار میں کیوں پناہ گزیں ہیں؟

سوال ۱۴۸ : شیعوں نے امام کے اصول و قواعد اور قوانین و ضوابط بنار کھے ہیں:

ان میں سے یہ بھی ہے کہ امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے باپ کے بیٹوں میں سے سب سے بڑا ہو اور اس کو صرف امام ہی غسل دے اور رسول ﷺ کی زرہ اس کے بدن پر فٹ آتی ہو وہ لوگوں میں علمی اعتبار سے سب سے بلند مرتبہ ہو اور اس کو نجاست وغیرہ لاحق نہ ہوتی ہو اور اس کو احتلام کی شکایت نہ ہو اور وہ علم غیب جانتا ہو۔۔۔ الخ۔

لیکن شیعہ خود اپنے بنے ہوئے جال میں اس وقت الجھ جاتے ہیں جب کہ بعد کے زمانے میں ان مذکورہ شروط کی رو سے خود انہیں کئی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے! کیونکہ ہم تاریخ دیکھتے ہیں ہے کہ شیعوں کے میں سے بعض ائمہ ایسے بھی گزرے ہیں جو اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے نہیں تھے، جیسے کہ امام موسیٰ کاظم اور امام حسن عسکری رحمہما اللہ تعالیٰ، اور بعض ایسے بھی ائمہ ہوئے ہیں جن کو امام نے غسل نہیں دیا ہے جیسے کہ علی الرضا جن کو ان کے بیٹے محمد الجواد نے غسل نہیں دیا کیونکہ اس وقت کی عمر ۸ سال سے زیادہ نہیں تھی، اسی طرح امام موسیٰ کاظم کا معاملہ ہے اسے بھی اس کے بیٹے علی رضا نے غسل نہیں دیا کیونکہ اس موقع پر وہ اپنے باپ کے پاس موجود نہیں تھے بلکہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے بیٹے علی زین العابدین غسل نہ دلا سکے کیونکہ غسل دلانے کے وقت آپ صاحب فراش تھے۔

اسی طرح ان میں سے بعض ائمہ ایسے گزرے ہیں جن پر نبی کریم ﷺ کی زرہ فٹ نہیں آسکتی تھی، جیسے کہ امام محمد الجواد ہے جو اپنے والد کی وفات کے وقت ۸ سال سے متجاوز نہیں تھا اسی طرح اس کے صاحبزادے علی بن محمد کا صغری میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔

اسی طرح ان میں بعض ائمہ ایسے بھی گزرے ہیں جو علمی شان نہیں رکھتے تھے، جیسے کہ وہ جو کم سن تھے اور بعض ائمہ تو وہ تھے کہ شیعوں کی روایات کے مطابق جن کے بارے میں تضاد وارد ہوا ہے کہ ان کو احتلام ہوتا تھا اور انہیں جنابت بھی پہنچتی تھی جیسے کہ حضرت علی اور ان کے دونوں بیٹے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم جیسا کہ شیعوں نے ان کے بارے میں صراحتاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس مسجد (مسجد بنوی) میں جنابت کا مرکب ہو سوائے اور علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے رہا علم غیر جاننے کا معاملہ تو یہ ایسا صاف جھوٹ ہے جس کی تردید کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ جب ہم یہ باتیں دیکھتی ہیں کہ ان کے بعض امام بقول شیعہ زہر نورانی سے فوت ہوئے ہیں تو علم غیر کدھر گیا؟ ①

سوال ۱۴۹ : شیعوں کا دعویٰ ہے کہ امام کے لیے ضروری اور واجب ہے کہ وہ منصوص علیہ ہو۔ اگر واقعی معاملہ ایسا ہوتا تو پھر ہمیں ان کے مختلف فرقوں کے مابین امامت کے مسئلے میں اختلافات کی بھرمار نظر نہ آتی ان کا ہر ایک فرقہ اپنے امام کے منصوص علیہ ہونے کا مدعا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ کون سی وجہ امتیاز ہے جو ایک فرقہ کو دوسرے فرقے سے ممتاز کرتی ہے؟ مثال کے طور پر فرقہ کیسانیہ کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن حنفیہ منصوص علیہ امام ہیں اسی طرح بقیہ ائمہ کے بارے میں بھی اختلافات وارد ہیں۔

سوال ۱۵۰ : بعض شیعہ حضرات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نعوذ باللہ۔ جس بہتان سے اہل افک نے ان کو مہم قرار دیا تھا بعینہ وہی بہتان ان پر لگاتے ہیں، تو ان کو جواباً کہنے کے ہم مجاز ہیں کہ آپ رسول اللہ کو اگر اس کا علم تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر حد کیوں قائم نہ کی

حالانکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتیں تو بطور حد میں ان کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا،^① اور ہمیں حیرت ہے کہ تمہارے امام منصوص علیہ السلام نے بھی ان پر حد قائم نہ کی حالانکہ یہ وہ شخصیت ہے جس کو حدود اللہ کے قیام میں نذر کہا جاتا ہے جس کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ ہوا کرتی تھی۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب خلیفہ معین ہوئے تو انہوں نے بھی ان پر حد کیوں نہ قائم کی؟

سوال ۱۵۱: شیعوں کا اعتقاد ہے کہ ان کے ائمہ کرام، علم و فضل کا خزینہ ہیں ائمہ کو ایسی کتابیں اور اتنا علم و معرفت و راثت میں مل گیا ہے جو ان سے پہلے کبھی بھی کسی کونہ ملا ہوگا۔ مثال کے طور پر ان کے پاس (صحیفة الجامعۃ) اور (کتاب علی) اور (العیطۃ) اور (دیوان الشیعۃ) اور (جفر) ہے یہ تمام کے تمام وہی اور فرضی صحف ہیں جن میں ہر وہ بات موجود ہے جس کی لوگوں کو عموماً ضرورت پڑتی ہے۔

عجب و غریب بات یہ ہے کہ یہ صحیفے جن کا شیعہ حضرات دعویٰ کرتے ہیں اگر ان میں سے کوئی چیز بھی موجود ہوتی تو اس تاریخ کا دھارا ہی بدل جاتا اور ان کے ائمہ حکومت کی کرسی تک پہنچنے میں کبھی عاجز نہ ہوتے، نہ ہی شدائی کی آندھیاں ان کو اپنے گرداب میں لیتیں، نہ ہی ان لوگوں کو جانوں کے نذر اپنے پیش کرنے پڑتے اور نہ ہی کوئی ان میں سے میدان کا رزار میں جان دیتا، نہ ہی کوئی مسموم ہو کر قربانی کی نذر ہوتا جیسا کہ شیعوں کا اعتقاد ہے اور نہ ہی ان کے امام کو قتل کے مکنہ خوف سے غار میں پناہ گزیں ہونا پڑتا

سوال ۱۵۲: یہ بھی سوال ہے کہ وہ مصادر آج کہاں ہیں؟ اور آپ کے امام منتظر کس چیز کے انتظار میں ہیں وہ انہیں لے کر لوگوں کے سامنے کیوں نہیں کرتے؟ ہم آپ سے پوچھتے ہیں: کیا لوگوں کو دینی اعتبار سے ان کی ضرورت ہے؟ اگر آپ حضرات کا جواب اثبات میں ہے، تو ہم کہتے ہیں جب سے ان کے امام مزعوم روپوش ہوئے ہیں ان نسلوں کا کیا قصور ہے

کہ انہیں معرفت و ہدایت کے خزینوں سے محروم رکھا گیا ہے؟ اور اگر امت کو ضرورت نہیں ہے تو اتنے بلند و بانگ دعووں کی ضرورت کیا تھی؟ پ شیعہ کو اس سے حقیقی مصدر ہدایت سے دور کیوں رکھا جا رہا ہے؟۔

سوال ۱۵۳: شیعہ حضرات نے اپنی کتابوں میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوفہ کی طرف روانگی اختیار کرنا اہل کوفہ کا آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ غداری اور دھوکہ بازی سے پیش آنا اور اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا یہ سب اُن لوگوں کے سبب ہوا جنہوں نے آپ سے وفاداریاں تبدیل کر لیں۔ اگر حضرت امام حسین مستقبل کے حال و احوال سے واقف تھے جیسا کہ وہ لوگ عقیدہ رکھتے ہیں تو آپ ہرگز ہرگزان کے پاس نہ جاتے۔

سوال ۱۵۴: شیعوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے بارہوں امام کی روپیٰ کا سبب قتل کا خوف ہے ان سے سوال ہے کہ ان سے پہلے کے ائمہ کو قتل نہیں کیا گیا؟

سوال ۱۵۵: شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ احادیث کے سلسلہ میں اہل بیت علیہ السلام سے وارد احادیث پر ہی بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں ① شیعوں کے اس دعویٰ میں حقیقت سے ان غماض، دھوکہ اور فریب ہے کیونکہ وہ اپنے بارہ ائمہ میں سے ہر ایک کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ پر فائز سمجھتے ہیں جو ہوا پرستی کی بنیاد پر نہیں بولتا اور اس کا قول اللہ اور رسول کے قول کے ہم پلہ ہے اس لئے ان کی کتابوں میں شاذ و نادر ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و فرایمن مل پائیں گے کیونکہ انہوں نے اپنے ائمہ سے وارد اقوال پر ہی اکتفاء کیا ہے۔ اور یہ بات بھی درست نہیں ہے کہ انہوں نے اہل بیت علیہ السلام سے وارد اقوال و آراء کو بطور جحت تسلیم کیا ہے، بلکہ انہوں نے تو صرف اور صرف اپنے ائمہ سے منقول اقوال و آراء ہی پر اعتماد کیا ہے اور بس وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کو کسی خاطر ہی میں نہیں لاتے۔

سوال ۱۵۶: شیعوں سے یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ تم لوگ اسی نص کو لائق

اعتناء سمجھتے ہو جو تمہارے ائمہ اہل بیت ﷺ سے وارد ہو جیسا کہ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے اور یہ بدیہی حقیقت ہے کہ حضرت علیؓ کے علاوہ آپ لوگوں کے ائمہ میں سے کسی امام نے بھی اپنے ہوش و حواس کی حالت میں نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا ہے۔ کیا تن تہا حضرت علیؓ کے بس کی بات تھی کہ وہ اللہ کے نبی ﷺ کی پوری سیرت طیبہ اپنے بعد کی نسلوں کے لئے نقل کریں؟ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ کیونکہ نبی کریم ﷺ کبھی تو حضرت علیؓ کو اپنا نائب متعین کر کے مهمات پر تھج دیا کرتے تھے اور کبھی اپنا خلیفہ متعین کر کے آپ ﷺ خود ہم پر روانہ ہوا کرتے تھے جس کا آپ لوگوں کو خود اعتراف ہے؟! تو پتہ یہ چلا کہہ مہ وقت حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ کی موافقت میں نہیں رہا کرتے تھے۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ آپ ﷺ کی روزمرہ کی خانگی زندگی کیوں کرنے کر سکتے تھے جسے صرف آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بالخصوص بیان کیا ہے؟ یہاں یہ بات صاف طور پر واضح ہو گئی کہ نبی کریم ﷺ کی سنت کے سارے اجزاء کا حضرت علیؓ کے لئے تن تہا احاطہ کرنا ممکن تھا اور نہ ہی ان کے بس میں تھا۔

سوال ۱۵۷ : یہ بھی ایک لمحہ فکری ہے کہ اکثر ویسٹر اسلامی ممالک میں ان علوم اسلامیہ کی ترویج حضرت علیؓ کے بغیر ہوتی ہے حتیٰ کہ عام مبلغین جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی سنت کی تبلیغ و اشاعت کی ہے، ان کا تعلق اہل بیت ﷺ سے نہیں ہے۔ چنانچہ مبلغین کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اسلام کا داعی بنایا کہ بھیجا وہ مدینہ میں انصار کو قرآن پڑھاتے اور ان کو دین کی تعلیم سے بھی آشنا کرتے رہے اسی طرح نبی کریم ﷺ نے حضرت علاء بن حضرمی کو بحرین تبلیغ دین کی خاطر روانہ فرمایا تھا، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو نبی کریم ﷺ نے یمن روانہ فرمایا اور حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ ان تمام مبلغین میں سے ایک مبلغ بھی اہل بیت سے تعلق نہیں رکھتا ہے تو شیعہ حضرات کا کہاں گیا یہ دعویٰ کہ نبی کریم ﷺ کے مبلغین

میں وہی شخص ہو سکتا ہے جو اہل بیت سے تعلق رکھتا ہو۔

سوال ۱۵۸: شیعہ حضرات اپنی کتابوں میں اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان تک حلال اور حرام اور مناسک حج و عمرہ کا علم صرف اور صرف حضرت ابو جعفر الباقر کے ذریعے سے پہنچا ہے یہ بات کی دلیل ہے کہ ان کو حضرت علیؑ سے ذرہ برابر معلومات نہیں پہنچی ہیں! شیعوں کے اسلاف حضرات صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم عنین سے وارد علوم و معارف کے پابند ہوا کرتے تھے اور ان کے مطابق عبادات سرانجام دیا کرتے تھے خود ان کی کتابیں شہادت کے لئے کافی و شافی ہیں ان کی کتابوں میں وارد ہے کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے قبل شیعہ حضرات مناسک حج اور اپنے دین میں حلال و حرام کے اصول و قواعد سے نآشنا تھے چنانچہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے ان کو مناسک حج و عمرہ اور حلال و حرام کے اصول و ضوابط کی تشریح کر کر کے بتلائی لوگ ان کی طرف رجوع کرنے لگے جب کہ اس سے پہلے وہ مختلف لوگوں کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ ①

سوال ۱۵۹: شیعہ حضرات کے متضاد تفردات میں سے ایک عجیب و غریب بات یہ بھی ہے کہ جو اس بات کا دعویٰ کرے کہ اس نے مہدی منتظر کا دیدار کیا ہے وہ عادل اور صادق ہے چنانچہ شیعوں کا کہنا ہے کہ جو شخص امام کے غائب ہونے کے بعد ان کے دیدار سے مشرف ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی کشادگی کو جلد لائے اور تمام قسم کی آفتؤں اور مکروہ کے وقت ہمیں ان پر فدا کریم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ایسا شخص لازماً عدالت کے اعتبار سے بڑے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہے۔ ②

ان لوگوں سے کہا جائے کہ تم لوگ یہی حکم ان لوگوں کے بارے میں کیوں روانہیں رکھتے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نفس نفس دیکھا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ تو تمہاری جستہ سے

① اصول الكافی: ۲۰/۲ اور تفسیر العیاشی: ۱/۲۵۲ - ۲۵۳ اور البرهان: ۱/۳۸۶ رجال الكشی، ص ۴۲۵۔

② تنقیح المقال: ۱/۲۱۱۔

کہیں اعلیٰ اور اعظم ہیں؟

سوال ۱۶۰: شیعہ حضرات کے تضادات میں سے ایک منفرد قسم کا تضاد یہ بھی ہے کہ وہ اس شخص کی روایت کو مردود قرار دیتے ہیں جو ان کے اماموں میں سے کسی ایک امام کا بھی انکار کرے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عنین کی روایت کو مردود قرار دیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اس اصول پر، اس شخص کے ساتھ معاملہ نہیں کرتے ان کے سلف میں سے جس نے بعض ملائکہ کا انکار کیا ہے چنانچہ ان کے شیخ الحرم العاملی نے پورے جزم و یقین کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ فرقہ امامیہ نے فرقہ فطحیہ ^۱ اور فرقہ واقفیہ ^۲ اور فرقہ ناووسیہ ^۳ سے مردی آثار و اخبار پر عمل کیا ہے حالانکہ یہ مذکورہ تینوں فرقے شیعہ کے بارہ اماموں میں سے بعض ائمہ کے منکر ہیں اس کے باوجود ان روایات و اخبار کو قبول کیا گیا ہے ^۴ یہ لوگ یہی معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عنین کے ساتھ روانہ نہیں رکھتے۔

سوال ۱۶۱: علمائے شیعہ کی ایک بہت بڑی تعداد کا اعتقاد یہ ہے کہ ان کی کتاب کافی میں صحیح روایات بھی ہیں اور ضعیف بھی ہیں اور موضوع بھی ہیں شیعوں میں یہ بات طے شدہ ہے کہ اس کتاب کو امام مہدی منتظر کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے جیسا کہ شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے اس نے اس کتاب کے متعلق بلاشبہ یہ فرمایا:

ہمارے شیعہ کے لیے کافی ہے۔^۵ سوال یہ ہے کہ امام مہدی نے اس میں موجود موضوع

^۱ عبد اللہ الافتخار بن جعفر الصادق کے تبعین ہیں۔

^۲ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے موسیٰ بن جعفر پر وقف کر دیا اور ان کے بعد والوں کی امامت کے منکر ہیں۔

^۳ یہ اس شخص کے تبعین میں ہیں جس کا نام (ناوس) یا ابن ناؤس تھا، ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جعفر بن محمد بھی تک زندہ ہیں اور وہی مہدی منتظر ہیں۔

^۴ مثال کے طور پر رجال الکشی صفحات نمبر: ۶۱۵، ۵۹۷، ۶۱۶، ۶۱۲، ۵۷۰، ۵۶۵، ۵۶۳۔

^۵ مقدمة الكافي لحسین علی، ص: ۲۵۔ اور وضات الجنات للخوانساری: ۱۰۹/۶ اور الشیعہ

روایات پر اعتراض کیوں نہیں کیا؟

سوال ۱۶۲: شیخ الحمد انی مصباح الفقیہ میں رقمطراز ہیں ”اجماع کے جھٹ ہونے کا دار و مدار جس پر متاخرین کی رائے ٹھہرے تمام لوگوں کے اتفاق کرنے پر نہیں ہے اور نہ ہی ایک زمانے کے لوگوں کے متفق ہونے پر ہے بلکہ امام معصوم کی رائے کو غور و خوض اور ظن و تجھیں کے ذریعہ معلوم کرنے پر ہے۔^۱ یہ لوگ اپنے امام غائب کی رائے کو اجماع سے تاکید کرنے والے ہوتے ہیں، غور و خوض اور ظن و تجھیں کے ذریعے جانتے پہنچاتے ہیں! ذرا ان کے تضادات کو ملاحظہ فرمائیے کہ شیعوں نے اپنے غور و خوض اور ظن و تجھیں کو اپنے لئے لاکٹ اعتماد بنالیا ہے اور اجماع سلف ان کے نزدیک قابل اعتماد نہیں ہے۔

سوال ۱۶۳: شیعوں کو اس بات کا اعتراف ہے کہ ان کے علماء میں شیخ ابن بابویہ القمی کا بھی شمار ہوتا ہے اور وہ ”من لا یحضره الفقیہ“ نامی کتاب کے مؤلف بھی ہیں جس کتاب کا شیعوں کی ان چار کتابوں میں شمار ہوتا ہے، جن پر وہ عمل پیرا ہیں، اسکے متعلق شیعوں نے اعتراف کیا ہے کہ ابن بابویہ ایک مسئلہ میں ایک اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسی مسئلہ میں دوسرے اجماع کا بھی دعویٰ کر دیتے ہیں۔

جو پہلے اجماع کے برکس ہوتا ہے^۲ یہاں تک کہ ان کے علماء میں سے ایک نے کہہ دیا ہے کہ ”جس شخص کا اجماع کے دعویٰ کے بارے میں یہ طریقہ ہواں پر پورا اعتماد کیسے کیا جا سکتا ہے اور کیسے اس کی نقل کردہ روایات پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔“

سوال ۱۶۴: شیعوں کے عجائب اور غرائبات میں سے یہ بھی ہے کہ جب وہ کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں ان دونوں اقوال میں ایک قول کا قائل معروف ہو اور دوسرے قول کا قائل معروف نہ ہو تو ان کے نزدیک درست قول وہی ہے جس کا قائل غیر معروف ہو کیونکہ

^۱ مصباح الفقیہ، ص ۴۳۶ اور الاجتہاد والتقلید، ص: ۱۷۔

^۲ جامع مقال فيما يتعلق باحول الحديث والرجال الطريحي، ص: ۱۵۔

غیر معروف قول کے بارے میں شیعوں کا گمان ہوتا ہے کہ وہ امام معصوم کا قول ہو سکتا ہے۔ شیعوں کے شیخ العاملی نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اس قول پر تنقید کی ہے کہ مجہول النسب کو ان میں داخل کرنے کی شرط لگانا تعجب اور حیرت کی بات ہے اس پر کوئی دلیل ہے؟ ہمیں تعجب ہے کیا اس علم یقینی حاصل ہو سکتا ہے کہ وہی معصوم ہیں یا ان کے معصوم ہونے کا گمان ہے؟^۱

سوال ۱۶۵: شیخ مجلسی کہتا ہے کہ قبر کی طرف منہ کرنا لازم ہے اگرچہ وہ قبر قبلہ رخ

بھی نہ ہوا اور^۲ ایسا برعم شیعہ نمازِ دوگانہ برائے زیارت قبر کے موقع پر کیا جائے گا۔

اور عجیب و غریب بات یہ ہے کہ قبروں کو مصلی گاہ بنانے اور قبلہ بنانے کے سلسلہ میں شیعوں کی مذہبی کتابوں میں ان کے ائمہ آل بیت علیہ السلام کی طرف سے ممانعت بھی وارد ہے، لیکن وہ ائمہ کی اس ممانعت کو تلقیہ پر محمول کرتے ہیں۔ کہ جو بات ان کے مزاج کے خلاف ہوئی اس کوفوراً تلقیہ پر محمول کر دیا۔

سوال ۱۶۶: شیعہ حضرات حدیث غدیر خم میں کا اکثر و بیشتر تذکرہ کیا کرتے ہیں:

”اُذْكُرْ كُمُ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتٍ۔“

”میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد کرواتا ہوں۔“

جب کہ خود شیعہ حضرات ہی اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ وہ اس فرمان اور وصیت نبوی کی مخالفت میں صفوں میں کھڑے ہیں کیونکہ انہوں نے اہل بیت میں سے اکثر و بیشتر سے عداوت و دشمنی کا ثبوت پیش کیا ہے۔

سوال ۱۶۷: شیعوں سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر تمہارے قول کے مطابق صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم جمعیت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نص صریح کا کتمان کیا ہے تو صحابہ کرام اس کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل اور اوصاف و مکالات کا کتمان بھی ضرور کرتے

① بحار الانوار: ۱۰۱/۳۶۹۔

② مقتبس الاثر: ۳/۶۳۔

اور ان کی شان میں وارد ایک چیز بھی بیان نہ کرتے، اور یہ خلاف حقیقت ہے اس سے معلوم ہوا اگر ان کی امامت کے بارے میں کچھ وارد ہوتا تو اس کا ضرور ذکر آتا بلکہ اسے پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا کیونکہ خلافت کے سلسلہ میں نص صریح ایک عظیم الشان واقعہ ہے اور عظیم الشان واقعات خود بخوبی مشہور و معروف ہو جاتے ہیں جن کو حکم کھلا بیان کیا جاتا ہے اگر ان کی خلافت کی نص مشہور و معروف ہوتی تو موافق و مخالف دونوں کے علم میں اس کا وجود ہوتا۔

سوال ۱۶۸: شیعوں سے یہ بات بھی مردی ہے کہ حسن عسکری علیہ السلام، یعنی ان کے امام منتظر علیہ السلام کے والد محترم نے ان کی خبروں کی پردہ پوشی کا حکم دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اگر کوئی بھی ان کے بارے میں اخبار و آثار نقل کرے تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ ثقہ اور معتبر راوی ہو پھر شیعہ حضرات اس بات میں تقاض کا شکار ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں ہے کہ جو شخص امام محترم کی معرفت نہیں رکھتا وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو جانتا ہے اور غیر اللہ کی عبادت کر رہا ہے اور اگر خدا نخواستہ وہ اسی حال میں مر گیا تو وہ حالت کفر اور نفاق میں مرا۔ ①

سوال ۱۶۹: ان شیعہ حضرات سے پوچھا جائے جو یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مہدی منتظر کو عمر مدد یہ عطا فرماتے ہوئے اس مخلوق کی حاجت اور ضرورت کے پیش نظر، بلکہ سارے عالم کی حاجت روائی کی غرض سے ان کی عمر میں سیکڑوں سال کا اضافہ فرمادیا ہے، اگر اللہ تعالیٰ مخلوق کی حاجت اور ضرورت کے پیش نظر بنی آدم میں سے کسی شخص کی عمر میں درازی فرماتا تو رسول اللہ ﷺ کی عمر میں درازی فرماتا لیکن ایسا نہیں ہے۔

سوال ۱۷۰: شیعہ حضرات امام حسن عسکری کے بھائی جعفر، کے فرمان کو قبول نہیں کرتے ہیں کہ ان کے بھائی حسن نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اس لئے کہ وہ غیر معمول ہیں ② مگر یہی لوگ حسن عسکری کے صاحبزادے کے اثبات میں عثمان بن سعید کے دعویٰ کو

① اصول الکافی: ۱/۱: ۱۸۱ - ۱۸۴ -

② الغیبة، ص: ۱۰۶ - ۱۰۷ -

قبول کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی غیر معصوم ہے آخراً تنا ایک ہی محل میں اور تضاد کیوں؟

سوال ۱۷۱: شیعوں کے مشہور عقائد میں سے عقیدہ طیۃتہ ہے چکا ہے! اس عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیعہ کو خاص مٹی سے پیدا کیا ہے اور اہل سنت والجماعت کو دوسری خاص مٹی سے کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص انداز سے دونوں مٹیوں کو ملا کر خلط ملط کر دیا، لہذا اگر شیعوں میں کسی قسم کے معاصلی و جرائم ہیں تو یہ سنی کی مٹی سے متاثر ہونے کی وجہ سے ہیں اور اہل سنت والجماعت میں جو بھی نیکی اور امانت داری ہے تو وہ شیعہ کی مٹی سے متاثر ہونے کی وجہ سے ہے، چنانچہ قیامت کے دن شیعوں کی نافرمانیاں اور ان کے کبائر و صغائر ذنوب کھٹھے کیے جائیں گے اور ان کو سنیوں کے اوپر لا دیا جائے گا اور اہل سنت والجماعت کی نیکیاں اور ان کے اچھے اعمال جمع کئے جائیں گے اور وہ شیعہ کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں۔

شیعوں کے ذہن سے یہ بات محو ہو گئی کہ ان کے اس ایجاد کردہ عقیدہ کا ری ایکشن یہ ہے کہ یہ عقیدہ قضاء و قدر اور افعال عباد کے بارے میں ان کے مذہب کے عین منافی ہے کیونکہ اس عقیدہ کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کے اعتبار سے مجبور حاضر ہے اس کو کسی چیز کا اختیار نہیں ہے کیونکہ اس کے افعال کا تعلق اس مٹی سے ہے جس سے اس کی تخلیق ہوتی ہے جبکہ شیعوں کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے فعل کا بذات خود خالق ہے جیسا کہ مفتر لہ کا مذہب ہے۔

سوال ۱۷۲: علمائے شیعہ اثنا عشر یہا کثر و پیشتر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے انصار صحابہ کی محبت اور تعلق قلبی کا بڑے جوش و خروش کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ وہ جنگ صفين کے موقع پر آپ میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی فوج میں شامل تھے مگر سوال یہ ہے کہ انصار یہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ منتخب کیوں نہیں کیا اور اپنی دوڑ خلافت امام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کیوں دی؟ آپ اس کا شافی و کافی اور تسلی بخش جواب ان کے پاس ہرگز نہیں پائیں گے۔

جب ہم نے شیعوں کی ان کتابوں کی ورق گردانی کرتے ہیں جو انصار صحابہ کرام کی تعریف اور مدح سرائی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شانہ بشانہ موقعہ صفين میں

ساتھ دیا تھا بالکل یہی کتاب میں حادثہ سقیفہ بنی ساعدہ کے بعد انہی صحابہ کرام کو ارتدا اور انقلاب علی الاعتاب سے متصف کرتی دکھائی دیتی ہیں!

شیعوں کے نزدیک اصحاب رسول ﷺ کے لیے میزان نقد عجیب و غریب ہے۔ اگر صحابہ کرام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موقف کی حمایت میں ہیں تو خیر الناس ہیں اور اگر کہیں ان لوگوں کے ساتھ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موقف کے خلاف ہیں یا انہوں نے اس نظریہ کے خلاف اپنی رائے پیش کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر ساتھ۔ وہ بزم شیعہ مرتد، مطلب پرست اور دورخ ہیں۔

اگر شیعہ یہ کہیں کہ ہم نے اس گروپ کے صحابہ کرام پر اس لئے ارتدا اور اسلام سے رو گردانی کا حکم لگایا ہے کہ انہوں نے اس نص صریح کا انکار کیا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے، تب اس قسم کے خیال والوں سے میرا کہنا یہ ہے کہ کیا شیعہ اثناعشریہ اس بات کا اقرار اور اعتراف نہیں کرتے کہ حدیث غدیر خم متواتر ہے اور سیکڑوں صحابہ کرام نے اس حدیث کی روایت کی ہے؟ کہاں ہے وہ انکار جس کا تم دعویٰ کر رہے ہو تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں وارد نص کا انکار کیسے ہوا۔

اگر یہ کہا جائے کہ صحابہ کرام کے اس گروپ نے اس نص کے معنی کا انکار کیا ہے تو ان کے جواب میں کہا جائے گا کہ کون سی ایسی شخصیت ہے جس نے اس بات کا تمہارے لئے تذکیرہ پیش کیا ہے کہ تم نے حضرت علی کے بارے میں وارد حدیث میں جو رائے اختیار کی ہے وہی متنی پر حق ہے؟ کیا تم صحابہ رسول ﷺ سے زیادہ حدیث کی غرض و غایت اور اس کے مفہوم و مدعای کا ادراک رکھنے والے ہو۔ وہ اس روحانی اور نورانی مال کے پوردہ ہیں جس میں انہوں نے نفس نفیس درس حدیث کو اپنے کانوں سے سنائے۔ کیا تم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین سے زیادہ عربی زبان میں سترس اور عبور کھنے والے ہو۔ جس کی بنیاد پر تم فہم و ادراک کے اس مقام پر پہنچ گئے ہو جہاں تک (العیاذ باللہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین کی بھی رسائی نہ ہو سکی۔ ①

سوال ۱۷۳ : ہمارے سامنے دو فریق ہیں ایک فریق تزوہ ہے جو کتاب اللہ میں تحریف و تبدیل کے وقوع پذیر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، ان میں سرفہرست نوری طبری کا نام آتا ہے جو کتاب المستدرک کا مؤلف ہے اس کتاب کو شیعوں کے نزدیک حدیث کی آٹھ اصولی کتابوں میں سے ایک گردانا جاتا ہے نوری طبری نے اس سلسلہ میں فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب کے نام سے کتاب تصنیف کی ہے اس میں قرآن اور اس میں تحریف کے واقع ہونے کے بارے میں بیان کرتا ہے اس کی عبادت یہ ہے! ”قرآن کریم کے اندر تحریف کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم کے بعض فقرات میں تو فصاحت و بلاغت اپنی اوج کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور بعض میں انتہائی گھٹیاپن ہے!

سید عدنان بحرانی کہہ رہا ہے کہ قرآن کے بارے میں اخبار و نقول کی اتنی کثرت ہے جس کا نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان کی تعداد دتواتر سے بھی آگے پہنچ چکی ہے اور اس کے نقل کرنے میں نہ ہی کوئی خاطر خواہ فائدہ ہے کیونکہ تحریف و تغیر کے بارے میں فریقین کی بیان بازی عام ہو چکی ہے اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کے نزدیک مسلمہ حقیقت یہ ہے کہ بلکہ فرقہ محققہ کا اس پر اجماع بھی ہے اور چونکہ یہ ان کے مذهب کی ضروریات میں سے ہے لہذا اس کے بارے میں ان کی اخبار و آراء کی بھرمار ہے۔ ①

یوسف البحرانی یہ کہہ رہا ہے کہ اخبار و آثار میں جو دلالت صریحہ اور واضح ہے اسی کو ہم نے بطور دلیل اختیار کیا ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے یہ چیز ہر اس شخص پر واضح ہے جو ہمارے اختیار کو دیکھے گا تو اسے شفاف دین کی جھلک نمایاں ملے گی، اگر ان مشہور و معروف اور کثیر تعداد منتشر اخبار کو ہدف طعن بنایا گیا تو پھر شریعت کے تمام اصول و قواعد کو ہدف طعن بنانا ممکن ہو گا، کیونکہ اصول سارے کے سارے ایک ہی ہوا کرتے ہیں یعنی طرق روایات اور مشارخ رواۃ ایک ہی ہیں اور میری عمر کی قسم قرآن میں عدم تغیر و تبدیل کے قول سے ائمہ کے بارے حسن ظن کو ٹھیس نہیں

پہنچتی اور یہ بات بھی اپنی جگہ پر ثابت ہو جاتی ہے کہ دوسری ضمنی قسم کی امانتوں میں خیانتوں کے ظہور کے باوجود جو کہ دین اسلام کے لئے بہت ہی ضرر رہا ہے، انہوں نے امامت کبریٰ میں کسی طریقہ کی خیانت نہیں کی ہے۔ ①

اس فریق کا قرآن کریم میں طعن کا واضح ہدف یہی ہے کہ یہ قرآن کریم میں تحریف کو زورو شور سے ثابت کر دیا جائے۔

دوسرافریق شیعہ اثنا عشریہ کا ہے یہ لوگ صحابہ کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ انہوں نے حضرت علیؑ کے بجائے خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سونپ دی تھی۔

پہلا گروپ جس نے کتاب اللہ پر طعن بازی کی ہے ان کی طرف سے علماء شیعہ اثنا عشریہ معدرت کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ اتنا کہتے ہیں کہ ان سے لغزش سرزد ہو گئی ہے گویا ان لوگوں نے اجتہاد کیا اور تاویل کرنے کی کوشش کی اور ضروری نہیں کہ ہم ان کے اجتہاد و رائے سے اتفاق کریں۔ ہم اہل سنت والجماعت کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کتاب اللہ کی حفاظت اور اس کی تحریف کا مسئلہ میدان اجتہاد کیسے بن گیا؟ اس مجرم کے قول میں کون سا اجتہادی نکتہ ہے؟ جس کا بیان ہے کہ قرآن کریم میں گھٹیا اور کم وزن آیات ہیں: اللہ کی قسم! یہ تو قیامت کبریٰ کے مترادف مصیبت ہے۔

تحریف کے قائلین علمائے شیعہ اثنا عشریہ کے نظریات ملاحظہ کریں سید علی میلانی اپنی کتاب عدم تحریف القرآن ص ۳۲ کے صفحہ پر مرزا نوری طرسی کی مدافعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ مرزا نوری طرسی کا کبار محدثین میں شمار ہوتا ہے اور ان کا احترام کرتے ہیں کیوں کہ وہ ہمارے اکابر علماء میں سے ایک ہیں ہم ذرہ برابر ان کے بارے میں گستاخی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کا ہمارے لئے کسی صورت میں جواز پیدا ہوتا ہے مگر ان کا یہ موقف سراسر حرام ہے۔ بلاشبہ وہ ہمارے اکابر علماء میں محدث کبیر کہلاتے ہیں ذرا آپ شیعوں کی

عبارت کے تضاد کو ملاحظہ فرمائیے۔ ①

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أُولَيَاءَ﴾

(الاعراف: ۳)

”تم اس چیز اتباع کرو جو تمہارے رب کی کا جانب سے تمھاری طرف نازل کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سر پرستوں کی اتباع مت کرو۔“

یہ آیت اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کسی دوسرے کی اتباع کے بطلان کے بارے میں نص صریح ہے لیکن شیعوں کے نزدیک امامت کا فرض ہونا ضروری امر ہے تاکہ امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہو دو میثاق کے بندوں پر تنفیذ کافر یضہ انجام دیں۔ امام کا یہ فریضہ نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو دین کی ان چیزوں کی معرفت کروائیں جسے وہ چاہتے نہیں ہیں، جس دین کو نبی کریم ﷺ نے کر مبعوث ہوئے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کو جب قرآن کریم کے ذریعہ فیصلہ کرنے کا کہا گیا اور انہیں اس بات کی خبر دی گئی کہ قرآن کریم حق ہے اگر علیؑ کا موقف درست ہے تو یہی ہمارا قول ہے اور اگر انہوں نے باطل کو قبول کیا ہے تو یہ آپؑ کی خوبی نہیں ہے۔ اگر قرآن کی تحریک امام کی موجودگی میں جائز نہ ہوتی تو علیؑ نے اسی وقت تردید کرتے ہوئے کہہ دیا ہوتا کہ تم قرآن کریم سے فیصلے کا کیسے مطالبہ کر رہے ہو جب کہ میں تو اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے تبلیغ کی مہم جوئی کرنے والا امام موجود ہوں!

اگر شیعہ برداران یہ کہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک ایسے امام کی موجودگی ضروری ہے جو تبلیغ دین کافر یضہ انجام دے۔

اس کا جواب یہ ہو گا یہ قول باطل ہے اور یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اور اس کی صحیت کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا کلام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی ہے اور تمام اہل زمین تک

پہنچایا جا چکا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ وہ غیر مکلف ہے اور اس کو پیغام رسالت نہیں پہنچ سکا ہے۔ اگر شیعہ حضرات یہ کہیں کہ جب تک یہ دنیا ہے اس وقت تک ہر زمانے میں ایک امام کی موجودگی ضروری ہے۔ تو یہ دعویٰ خود ان کی زبانی باطل ہے کیونکہ دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو دور دراز علاقہ میں پائے جاتے ہیں اور زمین کے دوسرے کونے پر رہتے ہیں۔ ان کو امام کی بھنک تک نہیں لگی ہے وہ کیسے امام کی تعلیمات صادرہ سے مستفید ہو سکتے ہیں؟ کیونکہ اس کرۂ ارض پر باسی مشرق کے ہوں یا مغرب کے، فقیر ہوں یا ضعیف، عورت ہوں یا مرد، مریض ہوں یا تندرست یہ تمام کے تمام لوگوں کے لیے امام کا مشاہدہ کرنا ناممکن ہے! لہذا ان تک پیغام رسالت کی تبلیغ کی ضرورت ہے۔

یہاں یہ بات ثابت ہو گئی کہ امام کی جانب سے بھی تبلیغ ضروری ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تبلیغ کسی اور کی تبلیغ سے کہیں زیادہ موزوں اور افضل ہے یہ وہ جواب ہے جس سے وہ اپنا دامن کبھی بھی چھڑا نہیں سکتے۔ ①

سوال ۱۷۴: خود شیعہ حضرات کے نزدیک بعض ایسی صحیح اور مستند روایات ہیں جو ان راویوں کی مذمت کرتی ہیں جنہوں نے اس قسم کی بے سروپاروایات گھٹری ہیں، جنہیں ان کا نام لے کر انہیں رُبا بھلا کہا گیا ہے مگر شیعوں کے مشائخ نے ان راویوں کے بارے میں مذمت کو قبول نہیں کیا ہے کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ انہوں نے ان کے بارے میں وارد مذمت کو اگر قبول کر لیا تو وہ اہل سنت کے زمرے میں شمار ہونے لگیں گے اور اپنے شذوذ سے دست بردار قرار پا جائیں گے لہذا شیعوں کے مشائخ نے اس مذمت کا سامنا کرنے کے لیے تقبیہ کا سہارا لیا ہے مگر یہ اس اشکال کا کوئی جواب نہیں ہے نہ ہی ان روایات کی توجیہ ہے بلکہ یہ تو امام کے قول کے رد کرنے کا ایک چور دروازہ ہے مذہب شیعی میں امام کی نص کا منکر کافر ہے۔

مذمت کے بارے میں نقاب کشائی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان کے بارے میں بہت سی

قابل عجیب منقول ہیں، جیسے کہ ان کے علاوہ بہت سے جلیل القدر انصار اہل بیت ﷺ اور ان کے شفیعیتی کے اصحاب کے بارے میں قابل نہ مدت بیانات موجود ہیں اور اس نہ مدت کا عمومی جواب یہ ہے کہ اس کے لئے تقیہ کو بطور علت استعمال کرنے کا عام رواج ہے۔ ① مصنف لکھتا ہے کہ ان جیسے باعظمت لوگوں کو کیسے ہدف و تنقید بنایا جاسکتا ہے کیوں کہ دین حُقْ کا قیام اور اہل بیت ﷺ کا مشن ان ہی کی دلائل سے غالب ہوا ہے، لہذا ان لوگوں کو کس بنیاد پر ہدف جرح و تعدیل بنایا جاسکتا ہے؟ ②

آپ ذرا اندازہ لگائیے کہ تقلید اہل تعصب کو کیسا اندازہ بنا دیتا ہے؟ یہ لوگ ایک طرف ان لوگوں کی مدافعت کرتے ہیں جن کی ائمہ اہل بیت کی زبان سے نہ مدت صادر ہوئی ہے اور دوسری طرف یہ ان نصوص کی تردید بھی کرتے ہیں جو علمائے اہل بیت کی طرف سے ان پر طعن کی غرض سے ان سے ہوشیار رہنے کے بارے میں صادر ہوئی ہیں جن نصوص اور بیانات کو بذات خود کتب شیعہ میں ہی نقل کرتی ہیں گویا وہ اپنے اس انداز سے اہل بیت ﷺ کی تکذیب کرتی ہیں بلکہ ان عیاروں، مکاروں اور جھوٹوں نے جو کہا ہے اس کی تصدیق بھی کر رہے ہیں، یعنی ائمہ سے واردان کی نہ متلوں اور برائیوں کو تقیہ پر محمل کرتے ہیں اور وہ اہل بیت کے ان اقوال کی اتباع نہیں کرتے ہیں جو اقوال امت کے علماء کے اقوال سے متفق ہوں بلکہ جو امت مسلمہ کے اعداء کے شانہ بشانہ چلنے اور ان کے اقوال و افعال کی پیروی میں ہوں، ان کو قبول کرتے ہیں جبکہ ائمہ کرام کے اقوال رد کرنے کے سلسلہ میں تقیہ کا سہارا لیتے ہیں۔

سوال ۱۷۵: تو اتر کے ساتھ ثابت ہے اور عوام و خواص میں سے کسی پر مخفی نہیں ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا نبی کریم ﷺ سے بڑا عظیم اور خاص تعلق تھا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کی صحبت اور قرب سے بہرہ در تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کا نبی کریم ﷺ سے سر ای رشتہ بھی تھا اور نبی کریم ﷺ ان لوگوں سے

① الامام الصادق تالیف: محمد الحسین المظفر، ص: ۱۷۸ -

② نفس الموضع من المصدر السابق۔

بے پناہ محبت کرتے اور ان کی تعریف بھی کیا کرتے تھے۔ مذکورہ پیرا یہ بیان سے دو ہی شکلیں اخذ کی جاسکتی ہیں: یا تو یہ لوگ نبی کریم ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کی موت کے بعد ظاہری اور باطنی طور پر راہ استقامت پر گامزن تھے یا یہ لوگ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں یا آپ کی موت کے بعد مذکورہ صورتحال کے برعکس راہ پر گامزن تھے۔ اگر یہ نبی کریم ﷺ سے اتنا قریب ہونے کے باوجود استقامت کے علاوہ کسی اور صورتحال سے دوچار تھے، تب بھی دو صورتیں لازم آتی ہیں یا تو نبی کریم ﷺ کو ان کے ذاتی حالات کا علم نہ تھا یا نبی کریم ﷺ نے چشم پوشی اختیار کر رکھی تھی۔ ان دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی ہوان میں ہر ایک نبی کریم ﷺ کی ذات کے لئے بڑی عظیم طعنہ زنی اور ہجگوئی ہے کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي فَتِلْكَ مُصْبِيَّةٌ

وَإِنْ كُنْتَ تَدْرِي فَالْمُصْبِيَّةُ أَعْظَمُ

”اگر تم صورتحال سے نا آشنا ہو تو یہ مصیبت ہے اور اگر آشنا ہو تو یہ مصیبت سے بھی بڑھ کر مصیبت ہے۔“

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم استقامت کی راہ پر گامزن ہونے کے بعد اخراج کا شکار ہو گئے آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ دین کے منتخب اور چنیدہ لوگ مرتد ہو جائیں؟ ان الزمات کے ذریعہ شیعہ حضرات رسول اللہ ﷺ کی ذات کو داغ دار اور مجروح کرتے ہیں جیسا کہ امام ابو زرعة الرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس طریقہ سے ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی ذات پر طعنہ زنی کی کوشش کی ہے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ آپ ﷺ کی ذات بڑی بری تھی الہذا آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی نیک و صالح ہوتے تو آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نیک و صالح ہوتے (نحوذ بالله من هذا البهتان العظيم)۔

سوال ۱۷۶: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی تکفیر و تفسیق بھی لازم آتی ہے، کیونکہ انہوں نے اللہ کے حکم آوری میں کوتا ہی سے کام لیا ہے جس کی وجہ سے شریعت اسلامیہ کی بالادستی میں

حرج پیدا ہوا اور ایک مدت تک شریعت اسلامیہ کا اسقاط لازم آیا بلکہ اس شریعت کو اس وقت تک باطل ٹھہرانا بھی لازم آتا ہے جب تک مرتد لوگ اس کو نقل کرتے رہے ہیں اور شیعوں کے اس الزام سے قرآن کی کے تقدس پر قدغن عائد ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم بھی تو ہم تک حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم اور ان جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہمین کے واسطہ ہی سے پہنچا ہے یہی وہ خواب ہے جس کو شیعہ حضرات اپنے اس مقولہ سے شرمندہ تعبیر کرنے کے خواہش مند ہیں۔

سوال ۱۷۷ : شیعوں کا کہنا ہے کہ امامت واجب اور ضروری امر ہے کیونکہ امام

شرع اسلامی کی حفاظت و نگہداشت کرنے، مسلمانوں کو سیدھی راہ پر گامزن رکھنے اور احکامات اسلامیہ کی وزیادتی سے حفاظت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا نائب ہوتا ہے ① شیعوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین امام کی تخت نشینی ضروری ہے کیونکہ اس عالم رنگ و بوکی ضرورت کا تقاضہ ہی یہی ہے کہ اس میں کسی قسم کا بگاڑ و فساد نہیں ہے لہذا امام کی تاج پوشی ضروری امر ہے ② شیعوں کا یہ بھی کہنا ہے امامت کو اس لئے واجب قرار دیا گیا ہے کیونکہ لطف و عنایت کا مقام ہے اور واقعی یہ لطف و عنایت ہے کیونکہ اگر لوگوں کا کوئی قابل اطاعت ناصح و مرتب قائد ہوگا تو وہ ظالم کو اس کے ظلم و زیادتی کے رویہ سے باز رکھنے کی کوشش کرے گا اور ان کو خیر کے کاموں کی رہنمائی کرے گا اور برائی و معصیت سے دور رہنے کی تلقین کرے گا لوگ نیکی اور اچھائی کے گرویدہ ہونے لگیں گے اور فتنہ و فساد سے دور تر ہوتے چلے جائیں گے تو یہی لطف و عنایت ہوگا۔ ③

شیعہ حضرات سے یہ کہا جائے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمہارے بارہ کے بارہ اماموں میں سے کسی کی بھی کسی منصب تک رسائی نہ ہو سکی، نہ تو ان کو دنیاوی امور میں کوئی سربراہی نصیب ہوئی اور نہ ہی دینی امور میں کسی کلیدی عہدے کی ذمہ داری ان کے ہاتھ آئی اور نہ ہی وہ ظالم کو اس کے ظلم سے روک سکے نہ ہی لوگوں کو خیر کے کاموں کی طرف موڑ سکے۔ آخر تم لوگ ختمواہ

❶ الشیعہ فی التاریخ، ص: ۴۴ - ۴۵ - ۷۲ - ۷۳ - ❷ منہاج الکرامۃ، ص: ۲/۱ - ۶ -

❸ اعيان الشیعہ : ۱/۲ ص -

کیوں خیالی دعوے کرتے ہو جو واقعی زندگی میں کبھی درپیش نہیں آئے اگر تم ذرا غور و خوض سے کام لو تو تمہاری سمجھ میں آجائے کہ اس دعوے سے ائمہ کی امامت کا بطلان لازم آتا ہے اور نہ کوہہ قول ہی ان کی امامت کی نقیض ہے کیونکہ تمہارے قول کے مطابق انہیں اس مرتبے کا کبھی حصول نہ ہو سکا جس کا تم دعویٰ کرتے ہو۔

سوال ۱۷۸ : نهج البلاغة میں ہے کہ: حضرت علیؑ کی بارگاہ میں اس

دعائے ذریعہ مناجات کیا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْ فِي أَنْفُسِي فَإِنْ عُذْتُ فَعُذْ عَلَيِ
الْمَغْفِرَةِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا أَوَيْتُ مِنْ نَفْسِي وَلَمْ تَجِدْ لَهُ وَفَاءً
عِنْدِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا تَقَرَّبْتُ بِهِ إِلَيْكَ بِهِ بِلِسَانِي ثُمَّ الْفُهُوفِ فِي
قَلْبِي ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي رَمَّاتِ الْأَلْحَاظِ وَسَجْقَطَاتِ الْأَلْفَاظِ
لْفَاطِ ، وَجَسَهَوَاتِ الْحِبَانِ وَهَفَوَاتِ اللِّسَانِ .)

”اے میرے اللہ! میری مغفرت فرمajo کچھ تو میرے متعلق جانتا ہے اگر میں وہ گناہ دوبارہ کروں مغفرت کو مجھ پر دوبارہ فرمادے: اے میرے اللہ! میری مغفرت فرماسیں چیز سے جس کا میں نے اپنے نفس سے وعدہ کیا تھا مگر میں ایسا نہ کرسکا، اے میرے اللہ! تو میری مغفرت فرمائیں کیونکہ ذریعہ میں نے اپنی زبانی تیرا تقرب حاصل کیا تھا پھر وہ چیز میرے قلب میں جا گزیں ہو گئی اے میرے اللہ! میری نگاہوں کے اشاروں اور کنکھیوں کے کنایوں اور الفاظ کی لغزشوں اور دل کی غلط خیالیوں اور زبان کی غلطیوں کو معاف فرمائیں۔“ ①

مذکورہ الفاظ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت علیؑ کے حضور دست دعا دراز کر کے درخواست کر رہے ہیں کہ وہ ان سے جانے اور ان جانے میں جو لغزشیں ہو گئی ہیں ان سے

درگز رکا معاملہ فرمائے۔ اے شیعہ حضرات! حضرت علیؑ کی یہ دعا تمہارے اس دعوائے عصمت کے منافی ہے جس کا تم حضرت علیؑ کے لئے اثبات کرتے ہو۔

سوال ۱۷۹: شیعوں کا اعتقاد ہے کہ نبیوں میں سے کوئی ایسا نبی نہیں گزر رہے جس نے حضرت علیؑ کی ولایت کی دعا نہ کی ہو ① اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے حضرت علیؑ کی ولایت کا عہد و پیمان لیا ہے۔ ② بلکہ شیعہ حضرات حضرت علیؑ کے بارے میں مبالغہ آرائی اور غلوکاری کر گئے ہیں حتیٰ کہ ان کے مذہبی شیخ طہرانی نے حضرت علیؑ کی ولایت کے بارے میں یہاں تک کہہ دیا ہے: ”ان کی ولایت کو ہر چیز پر پیش کیا گیا جس نے آپ کی ولایت کو قبول کیا وہ چیز اچھی ہو گئی اور جس چیز نے آپ کی ولایت کو قبول نہ کیا وہ چیز فاسد اور خراب ہو گئی۔ ③

شیعہ حضرات سے کہا جائے گا ہے کہ انبیاءؐ کرام کی دعوت کا محور توحید خالص تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اللہ کی خالص عبادت کی جائے نہ کہ انبیاءؐ کی دعوت کا مرکز ولایت علیؑ کا اقرار تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ (الانبیاء: ۲۵) ترجمہ: ”اور ہم نے آپ ﷺ سے قبل جو رسول بھیجے ان کی طرف بھی وہی نازل کی صرف میری عبادت کی جائے۔“ اگر حضرت علیؑ کی ولایت واجب ہوتی تو تمام انبیاءؐ کے صحیفوں میں لکھی ہوئی ہوتی صرف شیعہ حضرات انفرادی طور پر اسے نقل کرتے نظر نہ آتے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ولایت علیؑ کو شیعوں کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا ہے۔ اس ولایت کو کم از کم اہل کتاب کیوں نہیں جانتے ہیں؟ ان میں سے بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا مگر انہیں اس ولایت کا پتہ تک نہ تھا اور نہ انہوں نے زبان سے اس کا تذکرہ ہی کیا۔ اس سے بھی ایک قدم آگے جائیں اس ولایت کو قرآن کریم نے میں کیوں نہیں لکھا گیا حالانکہ قرآن کریم تو تمام کتابوں کا محافظ اور نگران ہے؟

① بحار الانوار: ۱۱/۶۰ اور المعالم الزلفی، ص: ۳۰۳۔

② المعالم الزلفی، ص: ۳۰۳۔ ۳۰۵۔

سوال ۱۸۰: شیعہ حضرات کی خدمت میں سوال یہ ہے کہ کیا ائمہ کرام نے متعہ کیا تھا؟ ان کے عقد متعہ کے ذریعہ پیدا شدہ صاحبزادے کون سے ہیں براہ کرم ان کے اسماء مبارکہ سے ہمیں آ گاہ فرمادیں؟

سوال ۱۸۱: شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ ائمہ علیهم السلام ماضی، حال اور مستقبل کا علم رکھتے ہیں۔ وہ علوم غیبیہ میں سے ایک ایک چیز کی خبر رکھتے ہیں ان پر کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تو بابِ العلم، یعنی علوم و معارف کا مخزن یا اس کا دروازہ ہیں۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مدی کے احکام سے نا آشنا کیوں تھے؟ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شخص کو اس کے متعلقہ احکامات دریافت کرنے کیوں بھیجتے وہ نبی کریم ﷺ سے اس سے متعلق احکامات معلوم کر کے انہیں اس سے آ گاہ کرے؟۔

سوال ۱۸۲: شیعوں کے نزدیک صحابہ کرام کا سب سے بڑا جرم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت و امامت سے ان کا انحراف اور گریز کرنا ہے اور ان کو خلافت کے منصب پر فائز نہ کرنا ہے شیعہ کے خیال میں اسی اقدام نے صحابہ کی عدالت سے ساقط کر دیا ہے لیکن اے شیعوں تم کو کیا ہو گیا ہے تم یہی حکم اور یہی رویہ شیعوں کے ان بعض فرقوں کے ساتھ روا کیوں نہیں رکھتے جو تمہارے بعض ائمہ کو ماننے سے انکار کرتے ہیں جیسے کہ فرقہ فاطمیہ اور واقفہ وغیرہ سے تعلق رکھنے والے لوگ! بلکہ تم لوگ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو قابل جلت اور حامل ثقاہت وعدالت گردانتے ہو ④ یہ کیسا تضاد اور تناقض ہے؟

سوال ۱۸۳: شیعوں کے مصادر و مراجع ائمہ اور غیر ائمہ کے لئے تقیہ پر عمل کرنے کے بارے میں متفق ہیں۔ تقیہ سے مراد یہ ہے کہ امام دل کی بات چھپائے، یعنی اندر کچھ ہو اور ظاہر کچھ ہو اور کبھی کبھی غیر حق بات کا اظہار کرے کہ سوال یہ ہے جو شخص تقیہ کو استعمال کرے کیا

④ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو رجالت الكشی، ص: ۲۸، ۴۶۵ - ۴۴۵ - ۲۱۹، ۲۷ - ۵۳ (۱۳۹، ۹۵، ۸۶، ۷۶) اور جامع الرواۃ لاردیلی: ۱/۱۳/۴

وہ معصوم ہو سکتا ہے یا اس کو معصوم تصور کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس کو لازمی طور پر جھوٹ بولنا پڑے گا اور جھوٹ بولنا معصیت و نافرمانی ہے اور نافرمان شخص کہاں سے معصوم ہو سکتا ہے؟

سوال ۱۸۴ : شیعوں کے امام کلینی رقم طراز ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض انصار و معاونین نے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ سابقہ خلفاء نے جو بگاڑ اور فساد پیدا کر دیا تھا وہ اس کی

اصلاح فرمادیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے اس مطالبہ کو یہ کہہ کر رد فرمادیا تھا کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو خطرہ ہے کہ ان کی فوج میں بغاوت ہو جائے گی ① مزید فرماتے ہیں : آپ کو معلوم ہے وہ جو چیزیں ان لوگوں نے اسلاف خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے منسوب کی تھیں ساری کی ساری قرآن و سنت سے مخالف تھیں۔ کیا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلاف کے اختلافات کو من و عن رہنے دیا وہ عصمت سے مناسبت رکھتی ہوں جس کا شیعہ حضرات ائمہ کے لئے دعویٰ کرتے ہیں؟

سوال ۱۸۵ : حضرت عمر نے چھ اشخاص پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جسے آپ کی وفات کے بعد باہم مشورے سے خلیفہ کا چنانہ کرنا تھا۔ ان میں سے تین دست بردار ہو گئے، بعد میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ دست کش ہو گئے، آخر میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتدائی میں یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ بلاشبہ میں خلافت کے معاملے میں مصدق وحی ہیں؟! کیا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کسی سے خوفزدہ تھے؟!

